Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

121

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम ...इल्मुल तालीम...

लेखक ...मौलवी गुलाम हुसैन...

प्रकाशन वर्ष.....

आगत संख्या ...121...

1 P
P 22 R
22/88

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

* ओ३म् * 12

पुस्तक की संख्या.....

पुस्तकालय-पञ्जिका-संख्या.....1616.

पुस्तक पर सर्व प्रकार की निशानियां लगाना वर्जित है। कोई महाशय १९ दिन से अधिक देर तक पुस्तक अपने पास नहीं रख सकता। अधिक देर तक रखने के लिये पुनः आज्ञा प्राप्त करनी चाहिये।

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

121

16160

Gurukul Library Kangri

CHECKED 1973

Initial

121.U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Gurukula Kangri Library

121

رہنمائے تعلیم

جس کو

جے۔ اے رچی ایم اے ڈائرکٹر محکمۂ تعلیم

صوبۂ شمال مغربی سرحدّی و بلوچستان نے

برائے افادۂ

طلبائے نارمل سکول ملک ہندوستان تصنیف کیا

اور

جس کا ترجمہ

مولوی غلام حسن قریشی صدّیقی پرنسل اسسٹنٹ

صاحب ڈائرکٹر نے سلیس اُردو میں کیا

سنہ ۱۹۱۴ء

مطبع نولکشور لمیٹڈ لاہور میں باہتمام لالہ کالشی رام صاحب چھپا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیباچہ

اِس کتاب کی تصنیف کا یہ منشا ہے - کہ اِسے اُن نارمل سکولوں میں رواج دیا جائے - جہاں ہندوستان کے پرائمری سکولوں کے لئے مدرّس تیار کئے جاتے ہیں - اِن سکولوں کے طلبا اکثر ایسے ہوتے ہیں - جن کی علمی لیاقت صرف ابتدائی ہوتی ہے - اسلئے یہ کتاب ایسی سلیس زبان میں لکھی گئی ہے - جس کو ہر ایک لڑکا سمجھ سکے - مشکل اصطلاحات حتے الوسع استعمال نہیں کی گئیں - صرف کہیں کہیں حاشئے پر لکھ دی گئی ہیں - تاکہ مدرّسین لغت کی کتابوں سے امداد لے سکیں ؛

مگر چونکہ یہ ضروری نہیں - کہ عبارت کی سادگی مضمون کا نقص تصوّر ہو اور چونکہ صداقت ہر حال میں صداقت ہی ہے - اس لئے ہمیں یقین ہے - کہ جن اصولوں کا ہم کتاب کے ابتدائی حصے میں نہایت سلیس طور پر ذکر کرینگے - ان میں علم التعلیم اور علم النفس کے متعلق زمانۂ حال کے تازہ خیالات بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شامل ہونگے - یہ معمولی بات ہے - کہ ایسے رسالوں کو کم و بیش مختلف فصلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے - پہلے حصے میں تو علم النفس کا ذکر اور عام علمی اصول کی تشریح ہوتی ہے - مگر دوسرا حصہ بالکل عملی اور فائدہ بخش ہوتا ہے +

اِس کتاب میں یہ کوشش کی گئی ہے - کہ اس سخت خط انفصال کو توڑکر اس کے دو حصے کئے جائیں - ایک اصولی - دوسرا عملی - عام اصولوں کی تشریح کے واسطے زندہ مثالیں دی گئی ہیں - اور مختلف فصلوں میں حاشیوں پر نوٹ دئے گئے ہیں - ان کا اشارہ اُن خاص طریقوں کی طرف ہے - جو مختلف مضامین کے پڑھانے میں استعمال کئے گئے ہیں - اور نیز اُن اصولوں کی طرف ہے - جن پر اِن طریقوں کی بنیاد ہے +

پرائمری مدارس کے نصاب میں جس قدر مضامین ہیں - اُن کے پڑھانے کا سادہ طریق جیسا کہ مدرسین کو عملی طور پر سکول میں کرنا ہوگا - چونکہ بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے - اِس لئے ہم امید کرتے ہیں - کہ یہ کتاب اُن مدرسین کے لئے بھی مفید ہوگی - جن کو کسی نارمل سکول میں پڑھنے کا کبھی موقعہ ہی نہیں ملا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
فصل اوّل - تمہید	۱
〃 (۲) - تعلیم کی غرض (اُستاد کا مقصد ...	۷
〃 (۳) - بچے کی طبیعت (اُستاد کا مصالحہ) ...	۱۶
〃 (۴) - ترتیب کیسی ہونی چاہیئے؟ (مدرس کے مصالح کا اثر اُس کے کام پر)	۲۷
〃 (۵) - حافظہ 〃 〃 〃 〃	۳۳
〃 (۶) - نفس اور اخلاق کی تربیت - (مدرس کے طریقہ تعلیم کی وقعت)	۴۱
〃 (۷) - مدرسے کے نصاب کے مضامین (مدرّس کے اوزار)	۵۰
〃 (۸) - طریقۂ تعلیم کے بعض عام قواعد - (مدرّس کا فن)	۵۹
〃 (۹) - پڑھائی سکھانا (مدرس کے فن کے خاص قواعد)	۷۸

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مضامین	صفحہ
فصل (۱۰)۔ لکھائی سکھانا	۱۰۰
" (۱۱)۔ ہجا سکھانا	۱۱۲
" (۱۲)۔ حساب سکھانا	۱۱۸
" (۱۳)۔ جغرافیہ	۱۵۵
" (۱۴)۔ مطالعۂ قدرت سکھانا	۱۷۱
" (۱۵)۔ ڈرائنگ سکھانا	۱۸۱
" (۱۶)۔ ڈرل	۱۹۲
" (۱۷)۔ دیہاتی پرائمری مدارس میں تعلیم کی خاص تکالیف ...	۲۰۰
سبقوں پر اشارے	

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رہنمائے تعلیم

فصل اوّل

تمہید

تربیت کی ضرورت

(۱) جن لوگوں نے تعلیم کو فن کے طور پر نہیں سیکھا - اُن میں سے اکثر کا یہی خیال ہے کہ مدرس بننے کے لئے انسان کو فقط اِتنی ضرورت ہے کہ جو مضامین اُس نے پڑھانے ہوں - اُن کو وہ اچھی طرح جانتا ہو - اُس میں برداشت کا قدرتی مادہ بھی ہو اور وہ اپنا ضبط بھی قائم رکھ سکے - اس میں شک نہیں - کہ جو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شخص چند لڑکوں کو تعلیم دینے کا ارادہ رکھتا ہو - اُس کے لئے ضروری ہے کہ اُس میں یہ باتیں ہوں - گو صرف اِنہی باتوں سے کوئی شخص اچھا مدرس نہیں بن سکتا - یہ خیالات صرف اُن لوگوں کے ہی نہیں - جو محکمۂ تعلیم سے باہر ہیں - بلکہ بدقسمتی سے اکثر اُن لوگوں کا بھی یہی خیال ہے جن کا کام تعلیم دینا ہے - پس یہی وجہ ہے کہ تعلیم کا پیشہ اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا اور اس میں دوسرے پیشوں کی سی آمدنی نہیں ہوتی - ڈاکٹروں اور وکیلوں کی فیسیں اس لئے زیادہ ہیں - کہ انہوں نے اپنے پیشوں میں پوری تربیت حاصل کی ہوتی ہے - مگر محکمۂ تعلیم میں بہت سے ایسے لوگ بھرے ہوئے ہیں - جنہوں نے فن تعلیم سیکھا ہی نہیں - بہت ایسے لوگ بھی ہیں - جو عارضی طور پر معلّمی کا پیشہ اختیار کر لیتے ہیں - مگر اُن کا اصل مدعا یہ ہوتا ہے - کہ اپنے فارغ وقت میں کسی اور فن کا مطالعہ کریں - پس جب تک صورت حال یہ ہے - ہمیں ہرگز امید نہیں رکھنی چاہئے کہ عام لوگ مدرّسین کی ایسی قدر کرینگے - جیسی کہ کسی خاص ہنردان کی ہونی چاہئے یا وہ اُن کو ایسی اچھی فیسیں دینگے - جیسی دوسروں کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملتی ہیں ÷

فن تعلیم کی عزّت (۲) جو مدرس تعلیم کا پیشہ شوق سے اختیار کرتا ہے اور دلچسپی سے اُس کا مطالعہ کرتا ہے - تاکہ وہ اس فن میں ماہر ہو جائے - وہ کبھی بھی یہ بات محسوس نہیں کریگا کہ اُس کا پیشہ ڈاکٹری یا وکالت سے کسی صورت میں بھی کم ہے - بلکہ اُسے یاد رکھنا ہوگا کہ وکیل کا تعلق تو زیادہ تر مال سے اور ڈاکٹر کا جسم سے ہے - مگر اس کا تعلق نفس اور اخلاق سے ہے ÷

تربیت کی وقعت (۳) جب یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص ڈاکٹر نہیں ہو سکتا - جب تک وہ کچھ نہ کچھ علم طِب نہ جانتا ہو - اور کوئی شخص وکیل نہیں بن سکتا - جب تک اُس نے قانون نہ سیکھا ہو - تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جو شخص فن تعلیم نہ جانتا ہو - اُس کو مدرس تسلیم کر لیا جائے - کیا فقط اسی وجہ سے کہ وہ خود مدرسے میں رہ چکا ہے اور جس طریقے میں اُس کو تعلیم دی گئی تھی - اُس کے نقل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے ؟ پس اگر اس کے اپنے اُستاد نے بھی فن تعلیم نہ سیکھا ہو - تو یہ تو ممکن ہے کہ وہ اس کے طریقے کی نقل کامیابی سے کر سکیگا - مگر وہ اس سے بڑھ کر نہیں ہوگی - کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کتاب کے لفظوں کو زور سے بولیگا اور ایسے شاگرد پیدا کر لیگا جو ویسے ہی کند ذہن ہونگے - جیسا کہ وہ خود ہے - ہاں البتہ اگر اُس کا اپنا اُستاد جس کا وہ نمونہ اختیار کرتا ہے - تربیت یافتہ اور لائق تھا - تو اُس کو جلد معلوم ہو جائیگا کہ طالب علم سبق کو جس پہلو سے دیکھتا ہے - اُستاد اُسی سبق کو بالکل مختلف پہلو سے دیکھتا ہے - کیونکہ سبق کا صاف اور واضح کرنا سبق کے آسان کرنے پر منحصر نہیں - بلکہ مدرس کی لیاقت بیانیہ پر منحصر ہے - پھر اُس کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ لائق استاد کے طریقۂ تعلیم کی نقل صرف وہی آدمی کر سکتا ہے جو اُن اصولوں کو سمجھتا ہو - جن پر اُس طریقے کی بنیاد ہے - پس اس موقعہ پر اگر وہ اس امر کا فیصلہ نہ کر لے کہ میں فنِ تعلیم ضرور سیکھونگا - تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اُن آسان طریقوں میں پڑ جائیگا - جن کا ہم نے غیر تربیت یافتہ اُستاد کے متعلق اوپر ذکر کیا ہے - جو کہ فے الحقیقت اپنے شاگردوں کو چھوڑ دیتا ہے کہ اپنی تعلیم آپ کریں - ہاں اگر وہ سمجھ دار ہے - تو اِتنی کوشش کریگا - کہ اپنے واسطے ایک نیا طریقہ پیدا کر لے - بیشک اگر اُسے تعلیم کا ذاتی مذاق ہے - تو ممکن ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ اپنے لئے کوئی خاصہ تسلّی بخش طریقہ وضع کرلے - مگر قبل ازیں سالہا سال اس کو اپنے شاگردوں کی طبیعت پر ضرر رساں تجربے کرنے پڑینگے ؛

زمانۂ حال میں تربیت کی ضرورت کا احساس

(۴) یہ امر تو کئی سالوں سے تسلیم کیا جا چکا ہے کہ اگر کوئی شخص ڈاکٹر بننا چاہے - تو اُس کے لئے اُس خاص تربیت کی ضرورت ہے - جو ڈاکٹری کے واسطے مقرر ہے - مگر یہ بات حال ہی میں معلوم ہوئی ہے کہ فن تعلیم کے واسطے بھی تربیت کی ضرورت ہے - اور ابھی اس ضرورت کا احساس بھی صرف خاص لوگوں میں ہی پیدا ہؤا ہے - عام استاد اس ضرورت کو محسوس ہی نہیں کر سکے - اِس کی وجہ یہ ہے کہ علم طب علم تعلیم سے کئی سو سال پیشتر دریافت ہؤا تھا - یہ تو قاعدے کی بات ہے کہ جب تک انسان سالہا سال اور بعض اوقات صدیوں تک ایک فن کی مشق نہ کر لیں - وہ محسوس بھی نہیں کر سکتے کہ اس میں کامیابی حاصل کرنے کے واسطے بعض خاص قواعد کی پابندی بھی لازمی ہے - اب بھی بعض ایسے آدمی موجود ہیں گو اُن کی تعداد کم ہے - جو علم طب کے سیکھنے میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

غفلت کرتے ہیں اور اس بات کا دعوےٰ کرتے ہیں کہ اس کے قواعد جاننے کے بغیر ہی وہ لوگوں کا علاج کر سکتے ہیں ۔ مگر ایسے لوگ تو بے شمار ہیں ۔ جو علم التعلیم کے بغیر ہی اُستاد بن بیٹھتے ہیں یا اُستادی کا دعوےٰ کرتے ہیں ۔ اور جیسا کہ یہ خود خواندہ ڈاکٹر بعض اوقات علاج میں کامیاب ہو جاتے ہیں ۔ ویسا ہی یہ غیر تربیت یافتہ اُستاد بھی تعلیم دینے میں کبھی کبھی کامیاب ہو جاتے ہیں ۔ مگر جو شخص سمجھ دار ہوگا ۔ اگر اس کو تربیت یافتہ ڈاکٹر مل سکے ۔ تو وہ ہرگز اپنے بیٹے کے جسم کو ایک غیر تربیت یافتہ ڈاکٹر کے سپرد نہیں کریگا ۔ اور جب اُس کو تربیت یافتہ اُستاد مل سکتا ہو ۔ تو وہ کبھی بھی اپنے لڑکے کی روح کو ایک غیر تربیت یافتہ اُستاد کے حوالے نہیں کریگا ۔

مدرّس ایک ہوشیار کاریگر کی طرح ہے

(۵) اگرچہ اس واقعہ کو ایک صدی سے تھوڑا زیادہ عرصہ ہو چکا ہے کہ تعلیم کے متعلق بڑے بڑے اصول دریافت ہوئے تھے ۔ مگر بہت سے قواعد جن کی پابندی تمام اچھے مدرّسین کے لئے لازم ہے ۔ حال ہی میں دریافت ہوئے ہیں ۔ اور ہر مدرس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا فرض ہے کہ وہ اُن کو سیکھے - یہ اس کے فن کے قواعد ہیں - اور اگر وہ کامیاب ہونا چاہتا ہے - تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اُن کے مطابق کام کرے - کیونکہ مدرس بھی ایک قسم کا کاریگر ہے - اور دوسرے کاریگروں کی طرح اس کی بھی ایک غرض ہے - جس کے لئے اُسے کام کرنا ہے - اور اُس کے پاس بھی ایک مصالح ہے - جس کو اس نے خاص صورت دینی ہے - اُس کے بھی اوزار ہیں - جن کو اُس نے استعمال کرنا ہے - اور قواعد ہیں - جن کی پابندی اُس پر لازم ہے - مدرس کے کام کی اِن خاص حالتوں کا بیان تم اگلی فصلوں میں جاکر پڑھوگے +

فصل دوم

تعلیم کی غرض - اُستاد کا مقصد

طالب علم کو تعلیم کی تعریف خود کرنی چاہیئے

(۱) اس فصل کو اس طرح شروع نہیں کیا جائیگا - کہ پہلے تعلیم کی تعریف کی جائے - کیونکہ جب طالب علم اسے پڑھ چکیگا - تو اُس کے لئے زیادہ مفید یہی ہوگا -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ وہ تعلیم کی تعریف خود کرے - اس فصل کے پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہو جائیگا - کہ معمولی تعریفیں بھی اکثر نامکمل ہی ہؤا کرتی ہیں ٭

تعلیم امتحان پاس کرنے کا ذریعہ

(۲) اگر تم کسی سیکنڈری سکول کے اُستاد سے سوال کرو - کہ تمہارے مدرسے میں تعلیم کا مدعا کیا خیال کیا گیا ہے - تو اغلباً وہ تسلیم کر لیگا کہ ہمارا مدعا یہ ہے - کہ جہاں تک ممکن ہو سکے - امتحان انٹرنس میں زیادہ طلبا پاس کرائے جائیں - اگرچہ اُس کو یہ بھی خیال ہوگا - کہ جو غرض وہ بتا رہا ہے - تعلیم کی اصلی غرض نہیں - مگر خیر یہ کتاب تو سیکنڈری مدارس کے متعلق ہی نہیں - اور اُن مدارس کی حالت خواہ کیا ہو - یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ اس ملک میں پرائمری مدارس کی خوبی کا اندازہ اُس تعداد سے نہیں لگایا جاتا - جو کسی امتحان میں پاس ہو - اس لئے ہم اس خیال کو چھوڑ دیتے ہیں - کہ کسی پرائمری مدرسے کی غرض یہ ہو کہ وہ طلبا کو امتحان پاس کرنے کے قابل بنائے - کیونکہ اس خیال کی غلطی صاف ظاہر ہے ٭

تعلیم فقط روزی کمانے کی تیاری ہی نہیں - بلکہ عام زندگی کے کاروبار کے لئے تیاری ہے -

(۳) اگر تم کسی معمولی شخص سے یہ سوال کرو کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تم اپنے بیٹے کو - پرائمری مدرسے میں کیوں بھیجتے ہو؟
تو اغلباً وہ یہی جواب دیگا - کہ میں اسے اس قابل
بنانا چاہتا ہوں - کہ اپنی روزی اچھی طرح کما سکے -
گویا اُس کا یہ خیال ہے - کہ تعلیم ایک قسم کی
تربیت ہے - جس کے ذریعے لڑکا اپنی روزی کما
سکتا ہے - مگر مدرس اس امر کو فوراً معلوم کر لیگا -
کہ گو اس میں کسی قدر سچائی ہے - لاکن یہ کُلّی
درست نہیں - کیونکہ بہت سے مضامین جو لڑکا سکول
میں پڑھتا ہے - وہ براہ راست روزی کمانے کے
لئے اُسے کچھ بھی نہیں سکھاتے - اور بے شک
یہی وجہ ہے - کہ جو لوگ اپنے لڑکوں کو سکول نہیں
بھیجتے - ان کو خیال ہوتا ہے - کہ پرائمری تعلیم
لڑکوں کو دکانداری - زراعت وغیرہ پیشوں کے
متعلق براہ راست کوئی ایسی بات نہیں سکھاتی -
جس کے ذریعے سکول چھوڑنے کے بعد وہ اپنی
روزی کما سکیں ؛

اب پہلے شخص کی دلیل تو غلط ہے - کیونکہ
تعلیم لڑکے کو عمر بھر کے کاروبار کے لئے تیار
کرتی ہے - نہ فقط روزی کمانے کے واسطے - بار برداری
کے جانور بھی اُس کام کے لئے جو اُنہوں نے کرنا
ہوتا ہے - خاص طور پر سدھائے جاتے ہیں -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور تب وہ اپنے لئے خوراک اور جائے رہائش پیدا کر سکتے ہیں - مگر انسان کو اپنی زندگی میں فقط خوراک اور مکان ہی کی ضرورت نہیں - بلکہ اُس کے اَور بہت سے تعلّقات ہیں - اُس کا کنبہ ہے - اُس کے دوست ہیں - اُس کی دل لگیاں ہیں اور بہت سے اَور تعلقات ہیں - جن کی تعداد تم کو آسانی سے معلوم ہو جائیگی - اگر تم اپنی زندگی کا مقابلہ بار برداری کے حیوان کی زندگی سے کروگے - انسان علاوہ اُن قوٰے کے جو وہ روزی کمانے میں استعمال کرتا ہے - جسم اور دماغ کی دیگر طاقتیں بھی رکھتا ہے اور تعلیم کا مدعا یہ ہے - کہ اُن تمام طاقتوں کو اچھی طرح استعمال کرنے میں اُس کی مدد کرے +

دوسرے شخص کی دلیل صرف اِس لئے ہی غلط نہیں - کہ وہ باقی تعلقات و قوٰے کی وقعت کو نظر انداز کر دیتا ہے - بلکہ اِس لئے بھی غلط ہے - کہ اُس کو یہ خیال ہوتا ہے - کہ تعلیم لڑکے کو روزی کمانے میں مدد نہیں دیتی - فی زمانہ جو شخص لکھنا پڑھنا نہیں جانتا - وہ ضرور دوسروں کا محتاج ہوگا - اور جس شخص نے مدرسے میں رہ کر حساب نہیں سیکھا - اُس کو ضرورت ہوگی - کہ مدرسے سے باہر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جہاں تک اُس سے ہو سکے - کسی نہ کسی طرح حساب سیکھے - ورنہ وہ اپنے کپڑے اور خوراک بھی نہیں خرید سکیگا - اس لئے تعلیم لڑکے کو نہ صرف روزی کمانے کے ہی قابل بناتی ہے - بلکہ اس قابل بھی بناتی ہے - کہ اگر اُس میں دماغی قابلیت ہو - تو وہ اپنی عمر میں علمی لیاقت کو ترقی دے سکے - بہت بڑے بڑے آدمی جو زمانے میں مشہور ہو گزرے ہیں - غریب والدین کی اولاد تھے - اور اُنہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم دیہات کے پرائمری سکولوں میں حاصل کی تھی - اگر تم اپنے آس پاس نگاہ ڈالو - تو علاوہ ان خاص آدمیوں کے تم کو اور بھی بہت سے ایسے لوگ نظر آئینگے - جو اپنے والدین کی نسبت اچھی روزی کما رہے ہیں - کیونکہ اُنہوں نے اپنے والدین کی نسبت اچھی تعلیم حاصل کی ہے ÷

تعلیم نفس کی بھی تربیت کرتی ہے

(۴) علاوہ بریں اور بہت سے لوگ ہیں - خصوصاً مدرس جو کہتے ہیں کہ تعلیم کی غرض نفس کی تربیت کرنا ہے - پس اگر یہ بات بالکل صحیح بھی ہو - تو ظاہر ہے - کہ اگر لڑکے کے نفس کی تربیت ٹھیک ہو گئی ہے تو اس بات کی چنداں پروا نہیں ہوگی - کہ اس

ت سے مراد فصل ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے مدرسے میں کیا پڑھا ہے - اور اُس میں سے اُس کو کتنا یاد ہے - اور اگر ہم اس طرح اُس کا امتحان لیں (جیسا کہ ہم کیا کرتے ہیں کہ وہ اُن مضامین سے جو اُس نے پڑھے ہیں - کس قدر جانتا ہے) - تو ہم ضرور غلطی پر ہونگے - ہاں اس بات کا اندازہ لگانا ضروری ہے کہ لڑکا کون کونسے مضامین پڑھتا ہے - اور اُن میں سے کس قدر عملی صورت میں دکھا سکتا ہے - اور والدین بھی اپنے لڑکوں کو کبھی مدرسے نہ بھیجیں - اگر اُن کو یہ خیال نہ ہو - کہ اُن کے بچّے ضرور کچھ مفید بات سیکھ رہے ہیں + ف ۷/۱۰

تعلیم اخلاق کی تربیت کا ذریعہ ہے -

(۵) تعلیم کی غرض کے متعلق ایک اور خیال بھی ہے جس پر پُرانی قسم کے مذہبی مکتبوں میں زیادہ زور دیا جاتا ہے - ان مکتبوں کے طلبا اپنے اُستادوں کے ساتھ ملکر رہتے ہیں - اور نہ صرف مدرسے کا کام اُن کی ہدایت کے مطابق کرتے ہیں - بلکہ روزمرہ زندگی کے ہر ایک کام میں اُن کے کہنے پر چلتے ہیں - اس خیال کے مطابق تعلیم کا مدعا اچھے اخلاق پیدا کرنا بھی ہے - اگر تم اُن مضامین پر جو مدرسے میں پڑھائے جاتے ہیں - غور کرو - تو تم دیکھ ف ۶/۴

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لوگے - کہ وہ اِس خیال پر منتخب نہیں کئے گئے - کہ براہ راست چال چلن پر اُن کا کچھ اثر پڑے - بلکہ اس لئے کہ بعد کی عمر میں لڑکے کے واسطے اُن کا علم مفید ہو - علاوہ بریں ہم اِس بات سے بھی انکار نہیں کر سکتے - کہ بعض بد چلن لوگ جو مدرسوں اور کالجوں میں پڑھ چکے ہیں - اُن نیک اخلاق لوگوں کی نسبت جو کبھی مدرسے میں گئے ہی نہیں - زیادہ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں ٭

تعلیم کے چار مدعا

(۶) تعلیم کے اُن چار مدعاؤں پر غور کرنے کے بعد جو عام طور پر مانے گئے ہیں - ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں - کہ اس کا سچّا مقصد چار چیزیں ہیں ٭

(۱) لڑکے کو ایسا علم سکھانا جو روزی کمانے میں اُس کی مدد کرے - اور اگر اُس میں کافی لیاقت بھی ہے - تو اُس کو زندگی میں ترقی کی راہ دکھائے - یہ غرض اِس لئے سب سے اوّل ہے - کہ زندگی کی ضروریات کا پورا کرنا ہر جاندار کی پہلی ضرورت ہے ٭

(۲) ایسی عام واقفیت بہم پہنچانا جو لڑکے کو اس قابل بنا دے - کہ وہ اپنے جسم اور دماغ کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خداداد طاقتوں کا استعمال کرکے زندگی کا لطف اُٹھائے - کیونکہ صرف اِن بڑی طاقتوں کے ذریعے ہی انسان باقی حیوانات سے تمیز کیا جا سکتا ہے ؛

(۳) لڑکے کے دماغ کی ایسی تربیت کرنا کہ وہ اپنے سیکھے ہوئے علم کو زندگی کی مختلف حالتوں میں استعمال کر سکے - کیونکہ وہ علم جس پر عمل نہ ہو - دماغ پر ایک قسم کا فضول بوجھ ہے ؛

(۴) ضبط - حکم اور مثال کے ذریعے لڑکے میں درست سوچنے اور درست کام کرنے کی عادت ڈالنا - تاکہ وہ اپنی طاقت اور اپنے علم کا درست استعمال کر سکے یا اُس سے پورا فائدہ اُٹھا سکے ؛

اب ممکن ہے کہ اس سے یہ خیال پیدا ہو - کہ یہ اغراض تو بہت بڑے ہیں - مگر نہیں - ہر مدرس خواہ اس کی مرضی ہو یا نہ ہو - اِن چاروں طریقوں سے اپنے شاگردوں پر اثر ڈالتا ہے - مثلاً جب وہ لڑکے کو پڑھنا سکھاتا ہے - تو وہ اُسے صرف اس قابل ہی نہیں بناتا - کہ وہ اُن خطوں اور بیچکوں کو پڑھ سکے - جن سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہر روز اُسے کام پڑتا ہے - بلکہ اُس میں یہ قابلیّت بھی پیدا کرتا ہے کہ وہ کتابوں کے مطالعہ سے لُطف اُٹھائے - اور اپنے معلومات کو وسیع کرے - اور اگر اُستاد کا طرز تعلیم اچھّا ہے - تو لڑکا خود بخود سوچنے کی عادت سیکھ لیگا - آخر الامر علاوہ ضبط اور تابعداری کی عادت کے جو لڑکا فقط سکول میں ہی سیکھ سکتا ہے - پڑھائی کی کتاب کا مضمون بھی اس کی زندگی کے خیال اور نیک و بد کی تمیز پر اپنا اثر ڈالیگا ؛

تعلیم کے اغراض کا خلاصہ -

(۷) آؤ ! اب اس بات پر اتفاق کریں - کہ تعلیم کا مدعا یہ ہے - کہ لڑکے کو نہ فقط روزی کمانے بلکہ زندگی کے تمام کار و بار کے قابل بنایا جائے - اور یہ مدعا صرف اِسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا - کہ اسے مفید علم کا کچھ ذخیرہ دے دیا جائے - بلکہ یوں کہ اس کی تربیت اِس طرح کی جائے کہ وہ اِس علم کو مفید طریق پر استعمال کر سکے - اور اُس کے اخلاق پر ایسا اثر ڈالا جائے - کہ وہ اُسے صرف اچھی اغراض ہی میں استعمال کیا کرے ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فصل سوم

بچّے کی طبیعت - اُستاد کا مصالح

بچّے کی طبیعت کو معلوم کرنے کی ضرورت -

(۱) کوئی اچھا کاریگر مکان بنانا شروع نہیں کرتا - جب تک کہ وہ اُس مصالح کی کیفیت کو نہ سمجھتا ہو - جس سے اُس نے کام کرنا ہے - یہ مصالح خواہ لکڑی ہو یا اینٹ - چونہ ہو یا پتّھر - مگر مدرّسین تو حال ہی میں اس بات کو محسوس کرنے لگے ہیں - کہ بچّے کی تعلیم شروع کرنے سے پہلے اس کی طبیعت اور خصلت کا معلوم کرنا بھی ضروری ہے - اب وہ مصالحہ جس پر مدرس نے کام کرنا ہے - بچّے کی طبیعت ہے - اور وہ اوزار جو اپنے مصالحہ کو شکل دینے اور اُس شکل کو صاف بنانے میں استعمال کرنے ہیں وہ مدرسہ کے نصاب کے مضامین ہیں - اِن مضامین کے متعلق ہم عموماً یہ کہا کرتے ہیں - کہ ہم تواریخ - جغرافیہ اور حساب پڑھاتے ہیں - مگر یہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا کہ ہم لڑکوں کو تواریخ - جغرافیہ اور حساب سیکھتا پڑھاتے ہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب تک لڑکے استاد کے ساتھ مل کر کام نہ کریں - ٹھیک تعلیم کا ہونا ممکن نہیں -

(۲) مدرس اپنے شاگردوں کے دماغ میں علم کو ٹھوس نہیں سکتا - وہ صرف علم حاصل کرنے میں اُن کی مدد کر سکتا ہے - جو مدرس اسے محسوس نہیں کرتے - وہ یہ حال دیکھ کر اکثر حیران رہ جاتے ہیں کہ جس مضمون کو انہوں نے بہت توجہ کے ساتھ پڑھایا ہوتا ہے - افسر معائنہ کے امتحان کے وقت لڑکے اس سے بہت کم بتا سکتے ہیں - انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے - جس کا مطلب یہ ہے - کہ ایک آدمی گھوڑے کو پانی کی طرف لے جا سکتا ہے - مگر دس آدمی اُس کو زور سے پانی پلا نہیں سکتے - مدرّس خواہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے - لڑکا کچھ بھی نہیں سیکھ سکتا - جب تک وہ خود مدرس کے ساتھ مل کر کام نہ کرے ÷

تعلیم ضرور قابل فہم اور دلچسپ ہونی چاہیئے -

(۳) لڑکے میں یہ ضروری صفت پیدا کرنے کے لئے مدرس کو کیا کرنا چاہیئے ؟ صاف ظاہر ہے کہ جو مضمون اُس نے پڑھانا ہو - اُس کو واضح اور دلچسپ صورت میں پیش کرے - یہ بھی ظاہر ہے - کہ لڑکے بہت سی باتیں طوطے کی طرح یاد کر لیتے ہیں - مگر وہ انہیں سمجھتے نہیں - اِس کا سبب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ ہے - کہ یا تو وہ باتیں اُن کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتیں - یا وہ کافی دلچسپ نہیں ہوتیں - ایک پرانے فرانسیسی منصف کا قول ہے کہ "زبانی جاننا جاننا نہیں" - اگرچہ یہ بات مبالغے سے خالی نہیں - مگر سچ تو یہ ہے - کہ ایک نا قابل فہم اور غیر دلچسپ بات کا زبانی جاننا واقعی اُس کا جاننا نہیں - مثلاً یہ ممکن ہے - کہ ایک لڑکا نظم کا کوئی شعر زبانی یاد کر لے - مگر جب تک وہ اس کے معنی نہ سمجھتا ہو - تب تک نہ تو وہ اس کی پوری قدر کریگا اور نہ وہ اُس میں شوق لیگا - اور جونہی کہ وہ مدرسہ چھوڑ دیگا - اور اُس کے استعمال کی ضرورت باقی نہ رہیگی - تو نہی وہ اُسے بھول جائیگا +

بچے کی طبیعت کے اندازہ کرنے کا طریق (۱) بچپن کی یادداشتیں

(۴) پس اگر کوئی مدرّس اپنے شاگردوں کو حقیقی تعلیم دینا چاہتا ہے - تو اُس کے لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اُن کے نزدیک کونسی بات دلچسپ ہے اور کونسی قابلِ فہم - درحقیقت اُسے اپنے شاگردوں کی طبیعت کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہونا چاہئے - مگر مدرّس تو فقط ایک ہی شاگرد کی طبیعت کا پورا اندازہ کر سکتا ہے - اور وہ اُس کی اپنی بچپن کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طبیعت ہے - ہر مدرس کو چاہیئے کہ وہ یاد کرے - کہ اپنے شاگردوں کی طرح جب وہ خود ابھی بچّہ ہی تھا - تو اُس کا اپنا کیا خیال تھا - مگر یہ بھی اُس کے لئے آسان نہیں - کیونکہ بچپن کے بعد کے تجربے نے اُس کی رائے کو اس قدر بدل دیا ہے - کہ بچپن کے خیالات کو اُن خیالات سے جدا کرنا - جو اُس نے بعد میں سیکھے ہیں - اُس کے لئے مشکل ہو گیا ہے - پس جب وہ اپنے شاگردوں کو کوئی بات اس طریقے پر سکھانے لگے جو اُس نے خود مدرسے میں سیکھی تھی - تو پہلے اُسے یاد کرنا چاہیئے - کہ اُس کے اپنے اُستاد نے اُسے وہ بات اچھی طرح سمجھائی تھی یا نہ - اور اگر نہیں تو اُس وقت اُس کے سمجھنے میں اُس کو کیا کیا تکلیفیں پیش آئی تھیں - تب اُسے یقین ہو سکتا ہے کہ اُس کے اپنے شاگردوں کے راستے میں بھی ویسی ہی تکلیف در پیش ہوگی - اور اُس کا فرض ہے - کہ وہ نہایت احتیاط کے ساتھ اُس مشکل کی تشریح کرے - اُس کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا - کہ مدرسے میں اُس نے کئی ایک باتیں طوطے کی طرح یاد کی تھیں - مگر اُن کا مطلب اور استعمال اُس کو بعد کے تجربے سے معلوم ہؤا تھا - مثلاً

ف ۲/۲۸

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس کو مدرسے میں سکھایا گیا تھا کہ ایک کسر کو دوسری کسر پر تقسیم کرنے کا یہ قاعدہ ہے - کہ مقسوم کو اُلٹ کر مقسوم علیہ میں ضرب دی جائے۔ اور اس عجیب عمل کی تشریح اُس وقت اُسے نہیں سمجھائی گئی تھی - اب اُس کو یہ نہیں چاہیئے کہ اپنے اُستاد کے غلط طریق کو دُہرائے - بلکہ قاعدہ پڑھانے سے پہلے اپنے شاگردوں کو صاف الفاظ میں اُس کی تشریح کر دے ؛

کتابیں جو بچوں کی طبیعت کے متعلق لکھی گئی ہیں -

(۵) مدرس کو اس بات کا اندازہ لگانے میں کہ کونسی بات اس کے شاگردوں کے لئے دلچسپ اور قابل فہم ہے - اپنی بچپن کی یادداشت پر ہی پورا بھروسا نہیں کرنا ہوگا - کیونکہ طبیعتیں اور مذاق ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہوتے ہیں۔ کہ ممکن ہے کہ جو سبق اُس کو اپنے بچپن کے زمانے میں بے مزہ معلوم ہوتا تھا - وہی سبق اُس کے بعض شاگردوں کو ویسا بے مزہ معلوم نہ ہو - اپنے بچپن کے تجربے کی یاد کے علاوہ مدرس کو ایسے اشاروں کی بھی ضرورت ہے جن سے یہ ظاہر ہو کہ بچے کس طرح سوچتے اور سمجھتے ہیں - خوش قسمتی سے گزشتہ چند سالوں کے عرصے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں بہت کچھ غور اور مطالعہ کیا گیا - تاکہ تجربے اور مشاہدے کے ذریعے دریافت کیا جائے - کہ بچّوں کی طبیعت کس طرح کام کرتی ہے ؟ اِس مطالعہ کے نتائج اُن بہت سی کتابوں میں ملینگے - جو کہ مدرس کی مدد کے لئے بچّوں کی طبیعت کے مضمون پر لکھے گئے ہیں +

بچّے کی طبیعت کا مشاہدہ

(۶) یہ کتابیں بھی مدد تو دیتی ہیں - مگر مدرس کو چاہیئے - کہ اپنے شاگردوں کے خیالات کو سمجھنے کے واسطے اُن کے عادات اور اطوار کا مشاہدہ خصوصیّت سے کیا کرے - بچّے کی طبیعت کے بعض خواص جو بڑے بڑے اُستادوں نے دریافت کئے ہیں - آگے چل کر معلوم ہو جائینگے +

بچّے کی نسبت یہ غلط خیال کہ وہ نامکمل آدمی ہے -

(۷) عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بچّہ ایک نامکمل آدمی ہے - اور اُس کے مذاق اور خواہشات بھی ویسی ہی ہیں - جیسی آدمی کے - مگر نامکمل صرف اس لئے ہیں کہ وہ خود ابھی نابالغ ہے - بے شک بہت سے مدرس اس خیال پر کام کرتے ہیں - کہ اُن کے شاگرد ضرور اپنی کمی کو محسوس کرتے ہونگے - اور اُس کمی کو پورا کرنے کی کوشش بھی

Gurukula Library Kangri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتے ہونگے - مگر ایسا نہیں - بچّے کی دنیا بہت چھوٹی سی دنیا ہے اور وہ اس میں ایسا خوش ہے - جیسا کہ تم اپنی حالت میں خوش ہو - جب کوئی لڑکا جماعت میں سب سے نیچے ہو - تو ممکن ہے کہ بمقابلہ دیگر طلبا وہ اپنی جہالت پر شرمندہ ہو - مگر اس بات سے کسی لڑکے کو شرم نہیں آئیگی - کہ اُس کا علم کسی بڑے آدمی کے علم سے کم ہے - بعض مدرس اپنے علم کا اظہار کرکے اپنے شاگردوں کو اُن کی جہالت پر شرمندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں - مگر یہ کوشش ایسی ہی بے فائدہ ہے - جیسی کہ اُن کو اس بات پر شرمانے کی کوشش کرنا کہ اُن کا قد کیوں ۶ فٹ اونچا نہیں ؛

بچپن کے بعض بڑے بڑے خواص (علم النفس کا جاننا) - (۱) مدرس کے لئے امداد -

(۸) بچپن کے بڑے بڑے خواص جو کہ چھ یا سات سال کی عمر کے تمام بچّوں میں (جب وہ کسی پرائمری سکول میں داخل ہوتے ہیں) - علے العموم پائے جاتے ہیں - یہ ہیں :-

(۱) چستی کی محبّت یعنی نچلا پن - چونکہ اس عمر میں بچّوں نے اپنے اعضا کا استعمال ابھی تازہ ہی سیکھا ہوتا ہے - اس لئے وہ پسند کرتے ہیں -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ ان کی ورزش ہوتی رہے - اسی طرح چونکہ بولنا بھی اُنہوں نے حال ہی میں سیکھا ہوتا ہے - اس لئے وہ چاہتے ہیں - کہ اُن کی آوازیں بھی استعمال ہوتی رہیں - اگرچہ بے معنی شور ہی میں کیوں نہ ہوں - دیکھو - چھوٹے لڑکے کھیل کے میدان میں دوڑنا - کودنا اور چیخنا پسند کرتے ہیں - اور چونکہ وہ خود چست رہنا پسند کرتے ہیں - اسلئے وہ زندہ اور متحرک چیزوں میں شوق لیتے ہیں - چنانچہ پہلے پہل آدمیوں میں پھر حیوانوں میں اور پھر اُن چیزوں میں جو حرکت کرتی ہیں - بہت سے چھوٹے لڑکے ایک خوبصورت تصویر کی نسبت زندہ گدھے کو زیادہ پسند کرتے ہیں +

(۲) نقل کرنے کی محبت - اپنی کھیلوں میں بھی بچے اسی طرح کام کرنا پسند کرتے ہیں - جس طرح بڑے آدمی کیا کرتے ہیں - مثلاً سواری - لڑائی - خرید و فروخت +

(۳) راز جوئی - چھوٹا لڑکا بڑے آدمی کی نسبت آس پاس کی چیزوں کو زیادہ توجہ سے دیکھتا ہے - کیونکہ وہ اپنے خیالات اور کاروبار میں محو نہیں ہوتا - بچے کے یہ تین خواص مدرّس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مدد دیتے ہیں - اور آگے چل کر تم دیکھ لوگے - کہ مختلف مضامین کی پڑھائی کے طریقوں پر یہ کیا اثر ڈالتے ہیں - مفصلۂ ذیل تین سادہ مثالیں ہیں :-

(۱) چونکہ لڑکا چستی کو پسند کرتا ہے - اسلئے مدرس کو چاہئے کہ اُسے مدرسے میں بھی چُست رہنے دے اور اُسے جرأت دلائے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو نقشہ کشی کے نمونے بنانے اور لکھنے میں اور اپنی آواز کو سوال پوچھنے اور جواب دینے میں استعمال کیا کرے اور چونکہ لڑکے حرکت کرنے والی چیزوں کو پسند کرتے ہیں - اس لئے جب کبھی ممکن ہو - مطالعۂ قدرت کے پڑھانے میں تصویروں کی نسبت اصلی چیزوں کا استعمال کیا کرے +

(۲) مدرّس بچّوں کی نقل کرنے کی محبت کو لکھائی کے سبقوں میں اس طرح استعمال کرے - کہ اُن کے سامنے خود تختۂ سیاہ پر ایک مشق لکھے - اور پھر اُن کو کہے اس کی نقل کرو - ایسا نہ کرے کہ اُن کے ہاتھ میں کاپی سلپ دیدے - کہ جاؤ لکھو +

(۳) بچّوں کی قدرتی راز جوئی کی عادت کو ہر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ف ۵/۶ سبق میں اِس طرح استعمال کرے - کہ اُن سے عقلیہ سوالات پوچھے ÷

مدرّس کے مشکلات

(۹) برخلاف اس کے بچّوں کے تین مفصلۂ ذیل خواص مدرس کے کام میں تکلیف پیدا کرتے ہیں :-

(۱) بے سوچے کام کرنا - بچّے اگرچہ طبعاً چُست ہوتے ف ۴/۲ ہیں - مگر وہ ہر کام کو کسی پختہ ارادے سے نہیں کرتے - جیسا خیال پیدا ہؤا - ویسا ہی کر دیا - نیز وہ عقل کی رہنمائی سے ہر کام نہیں کرتے - پس مدرس کا فرض ہے کہ اپنے شاگردوں میں یہ عادت پیدا کرے - کہ وہ معقول ذرائع کے ساتھ معقول مطلب کے لئے کام کیا کریں ÷

ف ۱۴/۱ (۲) سرسری مشاہدہ - لڑکے ہیں اگرچہ مشاہدے کی عادت ہوتی ہے - مگر جن چیزوں کو وہ دیکھتا ہے - اُن کے درمیان تعلق پیدا نہیں کرتا - سبب اور نتیجے کا اُسے کچھ خیال نہیں ہوتا - چھوٹا لڑکا کبھی تم سے ایک چیز کا نام پوچھیگا - کبھی دوسری کا - مگر اُن کو ملانے کی کوئی کوشش نہیں کریگا اور دوسری نئی چیز کے شوق میں تمہارا پہلا جواب بھی بھول جائیگا - مدرس کا یہ فرض ہے کہ اپنے شاگردوں کو سمجھائے کہ چیزوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے درمیان ضروری تعلق دیکھا کریں ۔

(۳) غیر مستقل یا غیر معین چیزوں کے متعلق بچّے کے خیالات غیر معین ہوتے ہیں - نہ وہ اُن کی تشریح کرتا ہے اور نہ تعریف - وہ لفظ کو بہ ہیئت مجموعی پہچانتا ہے - نہ اس طرح کہ وہ حروف کا مجموعہ ہے (تم آگے چل کر دیکھ لوگے - کہ پڑھنا سکھانے پر اُس کا کیا اثر پڑتا ہے) - چیزوں کے متعلق بھی اُس کے خیالات ویسے ہی غیر معین ہوتے ہیں - ممکن ہے - کہ اونٹ کے متعلق اُس کا عام خیال یہ ہو - کہ وہ ایسا ہوتا ہے - مگر جب تم اُسے زرافہ کی تصویر دکھاؤ گے - تو اُسے بھی وہ اونٹ ہی کہ دیگا - مدرس کے کام کا یہ بھی ایک جزو ہے - کہ اپنے شاگردوں کی مدد کیا کرے کہ وہ اپنے خیالات کو واضح کریں - اور اُن کو زیادہ صاف بنایا کریں ۔

ف ۹/۲

عام خلاصہ

(۱۰) اب تم کو بچّے کی طبیعت یعنی اس مصالحے کا جس پر مدرس نے کام کرنا ہے - کچھ تصوّر تو ہو گیا ہوگا - تم نے یہ بھی دیکھ لیا ہوگا - کہ یہ مصالح اُس مٹی کی طرح نہیں - جس کو کمہار جیسی شکل چاہے - دے سکتا ہے - بلکہ یہ ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جاندار مصالح ہے اور اُستاد اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کر سکتا - کہ بچّے کو اپنی طبیعت کے بنانے میں مدد دے - اور یہ مطلب اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو ایسی صورت میں پیش کرے - جو بچّے کے لئے قابلِ فہم اور دلچسپ ہو ÷

فصل چہارم

تربیت کس طرح ہونی چاہیئے

(مدرّس کے مصالحے کا اثر اُس کے کام پر)

دلچسپی اور دل لگی میں فرق

(۱) پہلے پہل دلچسپی اور دل لگی کا باہمی فرق معلوم کرنا ضروری ہے بہت سے لوگ دلچسپی اور دل لگی کو گڈ مڈ کر دیتے ہیں - اور خاص کر مدرّس - مگر حقیقت میں یہ دونو مختلف چیزیں ہیں - اچھے مدرّس کو اپنے کام کے اُس حصّے میں بھی دلچسپی ہوتی ہے جو بے مزہ ہو - مگر ہم یہ نہیں کہ سکتے کہ اس میں اس کی دل لگی بھی ہوتی ہے - اس لئے سبق کو دلچسپ بنانے کے لئے یہ ہرگز ضروری نہیں کہ اس میں دل لگی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیدا کی جائے - بلکہ برخلاف اس کے اگر کوئی مدرس اپنے سبق کو ایسا بنانے کی کوشش کرے کہ اُس میں طلبا کی دل لگی ہو - تو ایسا کرنے میں اغلباً وہ اپنے شاگردوں کی دلچسپی کو پراگندہ کر دیگا - مثلاً اگر وہ کوئی ایسا سبق پڑھا رہا ہو - جو کہ بے مزہ ہو اور ایک لطیفہ بیان کرکے اُس کو دلچسپ بنانے کی کوشش کرے - تو اُس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ بعد میں لڑکے سبق کو تو یاد نہیں رکھینگے - مگر اس لطیفے کو یاد کر لینگے - جس میں اُن کو دل لگی ہوئی تھی - برخلاف اس کے اگر لڑکے کسی سبق میں دلچسپی لے رہے ہوں - تو ممکن ہے کہ کسی قصّے کا بیان کر دینا یا کسی تصویر کا دکھا دینا - سبق کے اچھی طرح سمجھنے میں اُن کی مدد کرے - مگر مدرس کو یاد رکھنا چاہیئے - کہ جو دلچسپی لڑکے قصّے یا تصویر میں لیتے ہیں - وہ حقیقت میں سبق کے مضمون میں دلچسپی نہیں ہوتی ÷

بچّے کا شوق اُس کے پاس کی چیزوں میں ہوتا ہے

(۲) ہم صرف اُن چیزوں میں دلچسپی لیتے ہیں - جن کا مطلب یا غرض ہم معلوم کر سکتے ہوں - اب جیسا کہ تم دیکھ چکے ہو - ایک چھوٹا لڑکا آئندہ کی اور دور کی باتوں کو نہیں دیکھ سکتا - اُس کی

ف ۴/۴

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زیادہ تر یہ عادت ہوتی ہے کہ جونہی کوئی خیال پیدا ہؤا جلدی سے وہی کام شروع کر دیا اور یہی وجہ ہے کہ وہ ایسی چیزوں میں دلچسپی نہیں لیتا۔ جن کا مدعا بہت دور ہو۔ جس قدر وہ چھوٹا ہوتا ہے۔ اُسی قدر اُس کا شوق قریب کی چیزوں میں ہوتا ہے اور یہی سبب ہے کہ چھوٹے لڑکوں کی پڑھائی کے گھنٹے بڑے لڑکوں کی پڑھائی کے گھنٹوں کی نسبت چھوٹے رکھے جاتے ہیں۔ چھوٹا لڑکا اگر کسی کام میں شوق لے بھی تو اس کا شوق دیرپا نہیں ہوگا۔ سال بسال جب وہ بڑا ہوتا جائیگا۔ وہ لمبے لمبے سبق پڑھنے لگ جائیگا۔ جو ظاہراً دیکھنے میں دلچسپ نہ ہونگے۔ مگر اُس کو اس لئے دلچسپ معلوم ہونگے۔ کہ وہ اُن کے آخری مطلب کو سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرح مچھلی پکڑنے کا کام بھی آدمی کے لئے دلچسپ ہوتا ہے۔ اگرچہ اُس کے صبر کا اجر اُس کو کئی گھنٹوں کے بعد جاکر ملتا ہے اور شکاری کے واسطے کسی غیر آباد ملک میں کئی دنوں تک پھرتے رہنا بھی دلچسپ ہے۔ کیونکہ اُس کو امید ہوتی ہے کہ میں آخر شکار مار لونگا ÷

دلچسپ سبق کی تعریف

(۳) اس لئے بچّے کے لئے وہی سبق دلچسپ ہوگا۔ جو اُس کی عمر کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خواہشات کے مطابق ہو اور ایسا ہو کہ کسی مفید
مدعا کے حاصل کرنے کے لئے اُس کی طاقتوں کو
اُکسائے - تاکہ وہ خود بخود کام کرنے لگ جائیں - ف ۱/۲
پہلے پہل یہ مدعا بہت قریب ہونا چاہیئے - مثلاً ف ۱/۲
اپنا نام لکھنا اور ایسے چھوٹے چھوٹے الفاظ کا
پڑھنا جن کو بچّہ سمجھتا ہو - مگر آگے چل کر اگر ف ۱۴/۶
مدرس لڑکے کو اچھی طرح سمجھا دے - کہ اِس کام
کے کرنے سے یہ مدعا حاصل ہوگا - تو وہ ضرور
اُس کے لئے سخت محنت کریگا - مثلاً قواعد ایک
غیر دلچسپ مضمون ہے - لیکن اگر طالب علم کو سمجھا
دیا جائے - کہ اُس کے پڑھنے سے اُس کی انشا پردازی ف ۹/۱۲
کی طاقت بڑھ جائیگی - تو یہ مضمون اُس کے لئے
دلچسپ ہو جائیگا +

ایک قابل فہم سبق کی تعریف

(۴) اب یہ دیکھنا ہے - کہ کسی
سبق کو قابلِ فہم بنانے کا مطلب کیا
ہے - اس کے یہ معنی ہیں - کہ نیا سبق اس طرح
پڑھایا جائے - کہ لڑکا اپنی نئی واقفیت کو پُرانی ف ۸/۵
واقفیت اور تجربے سے ملا کر اس سبق کا مطلب
سمجھ سکے - یہ امر کسی قدر تشریح طلب ہے اور
وہ یوں ہے کہ اگر تم کسی لڑکے کو ایک نیا لفظ
سمجھانا چاہو - تو جب تک اپنی تشریح میں ایسے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

الفاظ استعمال نہ کرو۔ جن کو وہ پہلے جانتا ہو۔
وہ ہرگز اس نئے لفظ کے معنی نہیں سمجھ سکیگا
اور اگر تم اپنی تقریر میں ایسے الفاظ استعمال
کرتے ہو۔ جن کو وہ نہیں سمجھ سکتا۔ تو یاد رکھو
کہ جس لفظ کو تم سمجھا رہے ہو۔ لڑکا اُس کے
معنوں کے نزدیک نہیں جا سکیگا۔ یہ بات خیالات
پر بھی ویسی ہی عاید ہو سکتی ہے۔ جیسی الفاظ
ف ۹/۲ پر۔ جو خیالات لڑکے کے دل میں پہلے ہی سے
موجود ہیں۔ وہ ایک قسم کے اوزار ہیں جن سے
وہ اپنے نئے خیالات بنا سکتا ہے۔ مثلاً اگر اُس
نے پہلے کبھی ہاتھی نہ دیکھا ہو۔ تو ہاتھی کے قد
کا تصوّر دلانے کے واسطے اُس کے سامنے ایک
ایسے جانور کی تصویر کھینچو جو بھینسے سے بڑا ہو۔
جس کو اُس نے پہلے دیکھا ہے۔ اِسی طرح لڑکا
نقشے کا مطلب نہیں سمجھ سکیگا۔ جب تک تم اس
ف ۸/۲ کو یہ نہ سمجھاؤ گے۔ کہ مقامات اور ہیئت طبعی جو
اُس نے پہلے دیکھے ہوئے ہیں۔ نقشے پر اس طرح
ظاہر کئے جا سکتے ہیں۔ اگر وہ کسی مدرسے کے
متعلق کوئی قصّہ پڑھے۔ تو وہ جھٹ سمجھ لیگا کہ وہ
مدرسہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ اس کا اپنا مدرسہ ہے۔
اور دونو میں فرق فقط اتنا ہوگا۔ جو قصّے اور اُس کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تصویروں سے ظاہر ہوتا ہے ۔ پس یہ ضروری ہے کہ لڑکے کی نئی واقفیت کو اس کی پرانی واقفیت کے ساتھ ملایا جائے ۔ جب لڑکا پہلے پہل مدرسے میں داخل ہوتا ہے ۔ تو وہ اپنے ساتھ عام واقفیت کا ایک بڑا ذخیرہ لاتا ہے ۔ مگر یہ واقفیّت جیسا کہ تم پچھلی فصل میں پڑھ چکے ہو ۔ غیر معین ہوتی ہے ۔ مدرس ہی لڑکے کے دل کے خیالات کو زیادہ واضح کرتا ہے ۔ اور ایک کو دوسرے کے ساتھ ملاکر اُن پر اپنی تعلیم کی بنیاد ڈالتا ہے ۔ ہر جماعت کے کام کی بنیاد اُس سے پچھلی جماعت کے کام پر رکھی جاتی ہے ۔ اور ہر نئے سبق کی بنیاد اُس سے پچھلے سبق پر ہوتی ہے ۔ ف ۳/۹

عام خلاصہ (۵) جب مدرس اپنی جماعت کو کوئی نیا مضمون پڑھا رہا ہو ۔ تو اُسے مفصلۂ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہئے :۔

(۱) یہ معلوم کرے کہ اس مضمون کے متعلق لڑکوں کی پہلی واقفیت کیا ہے ۔

(۲) ایسے الفاظ استعمال کرے ۔ جن کو لڑکے سمجھتے ہوں ۔

(۳) قبل ازیں کہ وہ ایک بات سمجھا کر دوسری سمجھانے لگے ۔ اُسے یقین ہو کہ لڑکے پہلی بات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سمجھ گئے ہیں ÷

(۴) لڑکوں کو اپنے ساتھ شریک رکھے - یعنی جماعت کو اس طرح رکھے کہ طلبا اپنے کام میں دلچسپی لیں - اور اُس کو جاری رکھنے کے خواہشمند ہوں - اور یہ مطلب اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ کچھ تو اُن کی قدرتی چستی کو کام میں لائے - اور کسی قدر اُس غرض کا فائدہ اُن کو سمجھا دے ÷

فصل پنجم

قوّتِ حافظہ

(مدرّس کے مصالحہ کا اثر اُس کے کام پر)

حافظے کی قوت

(۱) جس واقفیت کا استعمال نہ کیا جائے - وہ بے فائدہ ہے - اور جو واقفیت فوراً بھول جائے - اُس کا کچھ استعمال ہو ہی نہیں سکتا - اس لئے مدرّس کو چاہیئے کہ وہ اپنی واقفیت کو بچّوں کے سامنے نہ صرف دلچسپ اور قابلِ فہم طریقے میں پیش کرے - بلکہ اس بات کا بھی لحاظ رکھے کہ وہ حافظے کی مدد سے اُسے یاد رکھ سکیں - اب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حافظہ کیا ہے - حافظہ دماغ کی ایک طاقت ہے - اور اس سے آدمی اپنے تجربے اور علم کو جو اس نے حاصل کیا ہو - محفوظ رکھ سکتا ہے - تاکہ وقت پر استعمال کر سکے ؛

حافظے کی اقسام میں سے دو بڑی قسمیں - (۱) زبانی - (۲) ذہنی -

(۲) نئے علم کو محفوظ رکھنے کے دو قاعدے ہیں - ایک بذریعۂ زبان - دوسرا بذریعۂ ذہن - جب لڑکا نظم کا ایک شعر دُہراتا ہے - تو اس کی ایسی یادداشت زیادہ تر زبانی ہوتی ہے - کیونکہ جب وہ ایک لفظ بولتا ہے - تو اگلا لفظ خود بخود اُس کی زبان پر آ جاتا ہے - مگر یہ یادداشت فقط زبانی ہی نہ ہو - بلکہ ذہنی بھی ہو - یعنی لڑکے کو معلوم ہو کہ وہ کیا دُہرا رہا ہے - اور یہ کہ اُس نے اُس کے معنوں کو یاد بھی رکھنا ہے - بچّے کے لئے یہ ممکن نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ ایک درست لفظ کی جگہ ایک بے معنی اور غلط لفظ صرف اسلئے ڈال دے کہ ان دونو کی آواز ایک جیسی ہے ؛

ذہنی یادداشت کی زیادہ وقعت

(۳) لڑکوں کو یہ بہت شوق ہوتا ہے - کہ وہ کسی بات کو زبانی یاد کر لیں - تاکہ اُس کے معنی سمجھنے کی تکلیف سے بچ جائیں - مگر کسی بات کو زبانی یاد نہ کرنا چاہیئے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب تک اُس کے معنی پورے سمجھ میں نہ آ جائیں۔ مثلاً اگر لڑکا نقشہ یا موقعہ پر راس کو پہچان نہیں سکتا۔ تو راس کی تعریف کو زبانی یاد کر لینا اُسے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ مگر جب وہ راس کے معنی سمجھ لیتا ہے۔ تو تعریف کی مدد سے راس کا صاف خیال دماغ میں قائم رکھ سکتا ہے۔ ایسا ہی پہاڑے یاد کرانے میں مدرس تین کا پہاڑہ یاد کرانے سے پہلے جماعت کو سمجھا دے کہ کس طرح چار تئے جمع کرنے سے بارہ ہو جاتے ہیں۔ اِن دو مثالوں میں جس بات کا خاکہ دیا گیا ہے۔ تمام تعلیم میں اُس کی پیروی کرنی چاہیئے۔ اور یہ امر کہ طلبا کو یاد کرانے سے پہلے ہر ایک بات اچھی طرح سمجھائی جائے۔ صرف اس لئے ہی ضروری نہیں۔ کہ وہ مضمون کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ بلکہ نفس کی تربیت کے لئے بھی یہ عین ضروری ہے۔ اگلی فصل میں پہنچکر اس کی پوری تشریح کی جائیگی ÷

زبانی یاد کرنے کے فائدے۔

(۴) ممکن ہے کہ اس موقعہ پر یہ سوال پیدا ہو کہ مدرس لڑکوں کو کیوں فقط ذہنی طور پر یاد کرنا ہی سکھائے۔ اور زبانی یاد کرنے کی اجازت نہ دے۔ بے شک بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو یہی کہا کرتے ہیں کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہر قسم کی زبانی یاد کو روک دینا چاہیئے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ اس ملک میں تعلیم کا بڑا بھاری نقص یہ ہے کہ لڑکے سبقوں کو سمجھ کر یاد نہیں کرتے۔ بلکہ طوطے کی طرح یاد کر لیتے ہیں۔ ہندوستان کے مدرسوں کی نسبت یہ نکتہ چینی بہت کچھ درست تو ہے۔ مگر جو لوگ اس قسم کی بے سوچی سمجھی تعلیم سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ تمام قسموں کی زبانی یاد سے نفرت کرنے میں ضرور غلطی کرتے ہیں۔ جب ہم ایک دفعہ سمجھ لیں کہ فلاں بات درست ہے۔ تو ہمیں یہ ضرورت نہیں ہوتی۔ کہ ہر بار جب ہم اُس کا استعمال کرنے لگیں۔ اُن تمام وجوہات کو دُہرائیں۔ جن سے ہم نے معلوم کیا تھا کہ وہ بات درست ہے۔ اور اگر ایک دفعہ ہم کو سمجھا دیا جائے کہ چار تیئے کیوں بارہ ہوتے ہیں۔ تو ہم اس کو تسلیم کرنے اور اس کا استعمال کرنے کے لئے بالکل آمادہ ہوتے ہیں اور ہمیں کسی زیادہ ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہمارا بہت سا وقت اُس کے اور ۳ کا باقی تمام پہاڑہ یاد کرنے سے بچ جاتا ہے۔ چنانچہ جب ہم ۳ کی ضرب دے رہے ہوں۔ تو بغیر کسی قسم کی دلیل کے ہم فوراً درست عدد معلوم کر سکتے ہیں۔ اس طرح کسی بات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو زبانی یاد کر لینے سے ہماری دماغی تکلیف بچ جاتی ہے - جو حال دماغ کے فعل کا ہے - وہی حال جسم کے فعل کا بھی ہے - مثلاً جب لڑکا سیکھ رہا ہو کہ کرکٹ بال کو کس طرح پکڑا جاتا ہے - تو اُسے سمجھانا ضروری ہے کہ وہ کس طرح کھڑا ہو اور اپنے ہاتھوں کو کس طرح رکھے - پھر کچھ دیر کے بعد جب بال اُس کی طرف پھینکا جائیگا - تو اُس کا جسم اور اُس کے ہاتھ قدرتاً درست ہیئت میں آ جائینگے اور وہ اُس کے پکڑنے میں اپنی تمام توجہ کو صرف کر سکیگا +

زبانی یاد کے نقص جو مدرسین کی طرف سے پیدا ہوتے ہیں -

(۵) ہم وہ واقعات لڑکوں کو زبانی یاد کراتے ہیں - جن کے معنی وہ پورے پورے سمجھتے ہوں - اور اس قسم کی یادداشت مزید علم کے حاصل کرنے میں طلبا کی مدد کے واسطے مفید ہو سکتی ہے - مگر مدرس احتیاط سے دیکھتا رہے کہ اُس کے شاگرد اس غرض کے لئے ضرورت سے زیادہ باتیں تو زبانی یاد نہیں کرتے - اکثر مدرّسین یہ عذر پیش کرتے ہیں - کہ ہم تو اس لئے بہت کچھ غیر ضروری باتیں بھی لڑکوں کو یاد کرا دیتے ہیں کہ ان کی قوتِ حافظہ کی تربیت ہو - اس قسم کی بیہودہ دلیلیں اس جہالت کا نتیجہ ہے کہ وہ اچھے حافظے کے معنی ہی نہیں سمجھتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اچھا حافظہ وہ نہیں - جس میں ہر چیز ضبط رکھی جا سکے - بلکہ وہ ہے جو ان باتوں کو ضبط میں رکھے - جن کا یاد رکھنا مفید ہو - اور اُن تمام باتوں کو بھول جائے - جو محض بے سود ہوں یا جن کی ضرورت عارضی ہو - ہمیں وہ باتیں خود بخود بھول جاتی ہیں جن کی بابت ہمیں یہ خیال ہو کہ ان کا فائدہ دائمی نہیں - مثلاً کوئی طالب علم حساب کے بہت سے سوالات کا عمل جو اُس نے گزشتہ ایک دو دن میں حل کئے ہوں - زبانی یاد نہیں رکھتا - مگر ایک دو شعر جن کو اُس نے نہ اِس قدر توجہ دی ہے - نہ بہت عرصے تک دیکھا ہے - کئی ہفتوں تک یاد رکھ سکتا ہے - اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کا دماغ فضول ہندسوں کو اس لئے بھلا دیتا ہے - کہ آئندہ اُسے ان کی ضرورت نہیں - اور نظم کو اس لئے یاد رکھ لیتا ہے کہ اُس کا فائدہ دائمی ہے - پس اچھا حافظہ وہی ہے جو غیر ضروری باتوں کو چھوڑ دے - تاکہ ضروری باتوں کو زیادہ توجہ سے یاد رکھ سکے - اس لئے اچھے اُستاد کو احتیاط کرنی چاہیئے کہ جو کچھ اُس کے شاگردوں نے پڑھا ہو - سب کا سب یاد کر کے اپنے حافظے پر غیر ضروری بوجھ نہ ڈالیں - اس کے سمجھانے کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لئے ہم ایک سادہ مثال لیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب چھوٹا لڑکا پڑھنا سیکھتا ہے - تو وہ قاعدے کے چھوٹے چھوٹے فقروں کو اس طرح زبانی یاد کر لیتا ہے - کہ فقرے کا پہلا لفظ دیکھتے ہی کتاب پر نگاہ ڈالنے کے بغیر سارے کا سارا جملہ بول دیتا ہے - مگر یہ بے فائدہ ہے - ضرورت تو اس بات کی ہے - کہ وہ ہر ایک لفظ کی شکل کو یاد رکھے - تاکہ پڑھتے وقت اُس کو پہچان سکے - سارے جملے کا زبانی یاد کرنا تو اُس کے حافظے پر بے فائدہ بوجھ ہے ؛

وہ نقص جو طلبا کی طرف سے پیدا ہوتے ہیں

(۶) تم پڑھ چکے ہو کہ لڑکے سمجھ کر یاد کرنے کی نسبت طوطے کی طرح یاد کرنے کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں - یعنی اُن کو کسی بات کا مطلب یاد رکھنے کی نسبت اُس کا زبانی یاد کرنا زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے - یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے - کہ لڑکے تواریخ یا جغرافیے کا جواب عین اُن الفاظ میں دیتے ہیں - جو کتاب میں لکھے ہوتے ہیں - مگر تواریخ یا جغرافیے کے جوابات کی وقعت ان کے معنوں میں ہوتی ہے - نہ اس شکل میں جس میں وہ بیان کئے جاتے ہیں - بعض حالتوں میں معنی اور شکل دونو مفید ہوتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں - مثلاً پہاڑے یا تعریفیں جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے - کیونکہ یہ آئندہ علم حاصل کرنے کا زینہ ہیں - مگر پرائمری سکول کے بہت سے کام اور سکنڈری کے قریباً تمام کاموں میں شکلوں کی نسبت معنوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے ÷

اِن نقصوں سے بچنے کا طریقہ -

(۷) جب مدرّس ایسا مضمون پڑھا رہا ہو - جس کے معنوں ہی کا یاد رکھنا ضروری ہو - نہ شکل کا - تو اُس کو احتیاط کرنی چاہیئے کہ اُس کے بیان کرنے میں شکل کو ایسا بدل بدل کر پیش کرے - کہ لڑکوں کے واسطے اُس کا زبانی یاد کر لینا ممکن ہی نہ ہو - یہی تو وجہ ہے کہ لائق مدرّس چھوٹے لڑکوں کے ہاتھ میں نصاب کی کتابیں نہیں دیتے اور سبق پڑھاتے وقت کتاب کے اصلی لفظوں کا استعمال ہی نہیں کرتے ÷

خلاصہ

(۸) اب ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں - کہ جب تک لڑکے کسی بات کو پوری طرح نہ سمجھتے ہوں - وہ ہرگز اُن کو یاد نہیں کرانی چاہیئے - بلکہ کوئی بات بھی زبانی یاد نہیں کرانی چاہیئے - جب تک یہ ضروری نہ ہو - کہ طلبا اُسے کسی خاص الفاظ میں یاد رکھیں ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فصل ششم

نفس اور اخلاق کی تربیت

(مدرّس کے طریقۂ تعلیم کی وقعت)

نفس کی نسبت یہ غلط خیال کہ وہ قوٰے کے مرکب ہے

(۱) اب تک تو ہم اسی بات پر بحث کر رہے ہیں کہ مدرس کا کام بچّے کے نفس کو نیا علم یا ہدایت دینا ہے - مگر تعلیم کا مدعا صرف یہی نہیں - کہ نیا علم ہی دیا جائے - بلکہ یہ بھی ہے - کہ اس کے نفس اور اخلاق کی تربیت کی جائے - آؤ - پہلے ہم نفس کی تربیت سے شروع کریں - مدرّس اکثر اپنے کام کے اِس پہلو کو نظر انداز کر دیتا ہے - اور اگر وہ اِس پر غور بھی کرتا ہے - تو صرف اِس خیال سے اپنے تئیں تسلّی دیتا ہے - کہ جو مضمون یا مضامین میں پڑھا رہا ہوں - وہ خود بخود نفس کی تربیت کر دینگے - آج تک مدرّسین کا عموماً یہی خیال ہے - اور بہت سی پرانی کتابوں میں بھی جو طریقۂ تعلیم کے متعلق لکھی گئی ہیں - یہ خیال پایا جاتا ہے - ہم اِن کتابوں میں پڑھتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں -کہ حساب تو قوتِ دلیل کی تربیت کرتا ہے اور جغرافیہ قوت متخیلہ کی وغیرہ - مگر یہ یقین بالکل غلط ہے اور اُس کی بنیاد ایک پُرانے غلط خیال پر ہے -کہ بچّے کا نفس بہت سے برائے نام قوے سے بنا ہے - جن میں سے ہر ایک کی تربیت ان مضامین سے کسی ایک یا ایک سے زیادہ کے ساتھ ہو جاتی ہے -جو مدرسے میں پڑھائے جاتے ہیں -بچّے کے نفس کے اصلی فعل کا مطالعہ کرنے کے بغیر (جو کہ مطالعہ کا ایک لمبا اور مشکل مضمون ہے) -تم اپنے تجربے سے معلوم کرنے کے قابل ہو جاؤ گے کہ یہ یقین کس قدر غلط ہے - مثلاً حساب کے متعلق پُرانا خیال یوں تھا -کہ یہ قوت دلیل کی تربیت کرتا ہے - لیکن اگر تم اپنے واقف آدمیوں پر نگاہ ڈالو -جو حساب میں بہت ہوشیار ہیں - تو تم معلوم کر لوگے -کہ وہ دوسرے آدمیوں کی نسبت زیادہ مدلّل نہیں ہیں - بے شک ایسا آدمی جو ریاضی میں بہت ہوشیار ہو - بسا اوقات زندگی کے روز مرّہ کار و بار میں اُس آدمی کی نسبت کمزور قوت فیصلہ ظاہر کرتا ہے - جس کو ریاضی میں کچھ مس ہی نہیں ہوتی - مدرسے کے نصاب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے اور مضامین کا بھی یہی حال ہے - نیز اُن قوے کا جن کی بابت فرض کر لیا گیا ہے - کہ مضامین ان کی تربیت کرتے ہیں +

نفس کی تربیت کا مطلب

(۲) نفس کی تربیت سے ہماری مراد سوچنے کی درست عادتیں پیدا کرنا ہے - ہم نے دیکھا ہے - کہ جب لڑکے مدرسے میں آتے ہیں - تو اُن کی رہنمائی زیادہ تر اُن کے جذبات کرتے ہیں - اور وہ کسی معقول مطلب کے واسطے اپنی عقل سے کام نہیں لیتے - مدرس کا یہ فرض ہے کہ لڑکوں کی اس طرح تربیت کرے کہ وہ اپنی عقل سے کام لیا کریں - ابتدا میں یہ کام کچھ آسان نہیں ہوگا - کیونکہ لڑکا اس کو ترجیح دیتا ہے کہ اپنے اُستاد کے کہنے یا اپنی کتاب کی شہادت پر کسی مقرر بیان کو سچ مان لے - بغیر اِس کے کہ وہ اپنی عقل سے اندازہ کرے کہ آیا وہ سچ ہے یا نہیں - وہ اِس کو بھی ترجیح دیتا ہے کہ کسی تعریف کو زبانی یاد کر لے - یا کسی مقررہ قاعدے کے ذریعے سوال حل کر لے - بغیر اس کے کہ وہ اپنے تئیں اس بات کے سوچنے کی تکلیف دے - کہ اس تعریف یا اس قاعدے کا مطلب اور معنی کیا ہیں - مگر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب تک لڑکا سکول میں اپنی عقل کو استعمال کرنے کی عادت نہ سیکھے - تب تک وہ علم جو اُس نے مدرسے میں سیکھا ہے - اُس کو کچھ فائدہ نہیں دیگا - وہ سوالات جو زندگی میں اس کے پیش آئینگے - اُن پر ضرب - تقسیم - جغرافیہ - قواعد وغیرہ کے نشان نہیں لگے ہونگے - اور اگر اُس نے مدرسے میں اپنی عقل کے ساتھ سوالات حل کرنا نہیں سیکھا - تو محض تعریفوں اور قاعدوں کا جاننا اُسے کچھ فائدہ نہیں دیگا ؛

نفس کی تربیت کس طرح ہوتی ہے

(۳) مدرسے میں نفس کی تربیت خود مضامین سے نہیں ہوتی - بلکہ اُس طریقے سے ہوتی ہے جس میں وہ مضامین پڑھائے جاتے ہیں - بیوقوفانہ اور بے ڈھب تعلیم بیوقوف اور کُند ذہن لڑکے پیدا کرتی ہے - پس مدرّس کا فرض ہے - کہ اپنے شاگردوں کو سمجھائے کہ نئے علم کے حاصل کرنے میں وہ اپنی قوت دلیل کو استعمال کیا کریں - نیز طلبا کی پہلی واقفیت سے سبق شروع کرکے سمجھ دار سوالات کے ذریعے درجہ بدرجہ اُن کو اِس طرح چلاتا جائے - کہ وہ خود بخود نئے واقعات معلوم کر لیں - یا واقعات کا باہمی تعلق دریافت کر سکیں - اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

امر کی تشریح جو کسی قدر مشکل ہے - اس کتاب کی مختلف فصلوں میں جو طریقۂ تعلیم کے متعلق ہیں - کی جائیگی - مگر ایک قسم کی غلطی مدرّسین میں عام طور پر پائی جاتی ہے - اور اس کا ذکر اس جگہ کیا جاتا ہے - ان کے خیال کا میلان اِس طرف پایا جاتا ہے - کہ وہ اُس سبق کو کامیاب خیال کرتے ہیں - جس کا مدعا پڑھاتے وقت مخفی رہے - اور جس میں طلبا کو ایک نکتے سے دوسرے نکتے کی طرف رہنمائی کی جائے - یہاں تک کہ سبق کے اخیر میں پہنچ کر ان کو معلوم ہو - کہ اُس کا منشا کیا تھا - اگرچہ ممکن ہے - کہ ایسے سبق کا اختتام دلچسپ ہو - مگر وہ سبق سارے کا سارا نہ قابلِ فہم ہو سکتا ہے نہ دلچسپ - کیونکہ ایسے سبق میں بچّوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ اندھیرے میں ٹٹولتے پھریں - ایسے سبق میں بچّوں کے لئے کچھ بھی گنجائش نہیں - کہ وہ مطلوبہ غرض تک پہنچنے کے واسطے اُستاد کے ساتھ مل کر اپنی عقل کو استعمال کریں - پس مدرّس کو چاہیئے کہ ہر سبق کے شروع میں طلبا کو خیال دلائے کہ وہ کیا سیکھنے لگے ہیں - مگر ایک ایسا نام لے کر جس کے معنی جماعت سمجھتی ہی نہیں - مدرّس یہ غلط خیال نہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کر لے - کہ بس اب سبق کے مضمون کی کافی تشریح ہو گئی - مثلاً اگر وہ تقسیم سکھانے لگے - تو اس کے لئے یہ کہنا کافی نہیں - کہ لڑکو! اب تم تقسیم سیکھنے لگے ہو - لڑکے تو جانتے ہی نہیں - کہ تقسیم کے کیا معنی ہیں - پھر وہ اُس کے معلوم کرنے میں خاک دلچسپی لینگے - ہاں اگر مدرس یوں کہے کہ میرے پاس ۲۰ سیب ہیں - اور یہ سیب تم میں بانٹنا چاہتا ہوں - بتاؤ - ہر ایک کے حصّے کتنے سیب آئینگے - تو طلبا اس میں ضرور شوق لینگے - وہ جمع - تفریق اور ضرب سیکھ چکے ہیں - اور فوراً اُن کو معلوم ہو جائیگا - کہ درست جواب نکالنے میں ان میں سے کوئی قاعدہ اِن کی مدد نہیں کر سکتا - اُس وقت مدرّس کہ سکتا ہے کہ میں درست جواب معلوم کرنے کا ایک سادہ قاعدہ تم کو بتلاتا ہوں اور جماعت بھی اس میں بہت دلچسپی لینے پر آمادہ ہوگی - اگر مدرّس اِس طریقے پر عمل کریگا - تو اُس کے شاگرد اُس کی طرف پورے متوجہ ہو جائینگے اور وہ اُن کو اپنے کام میں دلچسپی دے دیگا - اگر اس طریقے سے تقسیم سکھانا شروع کیا جائے - تو طلبا اس کے معنی اور استعمال سمجھ لینگے - چنانچہ وہ اِس قابل ہو جائینگے - کہ زندگی کے معمولی سوالات میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب اُن کو ضرورت پڑے - تو اس کا استعمال کر سکیں - یہ طریقہ اُس مروجہ طریقے کے برخلاف ہے کہ پہلے قاعدہ پڑھایا جاتا ہے اور بعد میں اُس کا استعمال بتایا جاتا ہے - مدرّس کو طلبا کی رہنمائی اس طرح کرنی چاہیئے کہ قاعدہ سیکھنے سے پہلے وہ اس کی ضرورت کو محسوس کرنے لگ جائیں +

اخلاق کی تربیت کا مطلب اور طریقہ

(۴) اخلاق کی تربیت سے مراد درست عادتوں کا سکھانا ہے - ایسے مدرس بہت کم ہیں - جو سمجھتے ہوں کہ وہ اپنے طرز عمل سے بچّوں پر کس قدر اثر ڈالتے ہیں - بیشک خود شاگرد بھی اسے محسوس نہیں کرتے - دیکھو جو مدرّس بلند آواز سے بولتا ہے - اُس کے شاگرد بھی بلند آواز سے بولنے لگ جاتے ہیں - پس جب یہ بات قول و فعل کی معمولی عادتوں پر صادق آتی ہے - تو اخلاقی عادتوں پر بھی ضرور ویسی ہی صادق آئیگی - اگر مدرّس کو ہمیشہ ٹھیک وقت پر حاضر ہونے کی عادت ہو اور وہ اپنے شاگردوں سے بھی وقت پر آنے کی توقع کرے - تو وہ بھی پابندی وقت کے عادی ہو جائینگے - بیشک بیقاعدگی کی سزا لڑکے پر بڑا بھاری اخلاقی اثر ڈالتی ہے - مگر یہ اثر اتنا بڑا نہیں ہوتا - جتنا کہ اُس پابندی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی عادت کا جو آہستہ آہستہ لڑکے میں قائم ہو جاتی ہے - مثلاً اگر تم چوری نہیں کرتے - تو اُس کی وجہ یہ نہیں کہ تم کو معلوم ہے کہ چوروں کو سزا ملتی ہے - بلکہ یہ ہے کہ بچپن میں تم نے عادت سیکھی تھی - کہ غیروں کے مال کا لحاظ کیا جائے - باقی اخلاقی عادات مثلاً صفائی - ستھراپن - سچ بولنا وغیرہ کی بھی یہی حالت ہے - جو مدرّس کہ صرف قاعدوں اور سزا سے یہ خوبیاں اپنے لڑکوں میں پیدا ہی نہیں کرتا - بلکہ اُن سے ایسی خوبیوں کی توقع بھی رکھتا ہے اور مزید برآں اپنی ذاتی مثال سے اُن کی توضیح بھی کرتا ہے - وہ اپنے شاگردوں میں ایسی خوبیاں یوں قائم کر دیگا - کہ اُن کو معلوم تک نہیں ہوگا - جیسا کہ طبعاً تمام لوگ یہ چاہتے ہیں کہ وہ بھی ایسے ہی بن جائیں - جیسے اُن کے ہمسائے - یعنی وہ ایسے ہی کپڑے پہنیں - جیسے اُن کے ہم قوم اور ہمنشین پہنتے ہیں - اِسی طرح لڑکے بھی اُن لوگوں کے عادات سیکھ جاتے ہیں - جو اُن کے آس پاس رہتے ہیں - اگر کسی مدرس نے اپنے مدرسے میں صفائی اور ستھراپن کی عادتیں پیدا کر دی ہوں - تو ایک نیا آنے والا طالب علم جو اپنے گھر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں خواہ کیسا ہی غلیظ کیوں نہ رہتا ہو - بہت جلد اِس بات کی کوشش کریگا - کہ سکول میں ایسا ہی صاف ستھرا رہے - جیسا اَور لڑکے - اور جب یہ لڑکا با اختیار ہو کر دنیا میں داخل ہوگا - تو پھر بھی یہ اچھی عادتیں اُس کے ساتھ رہینگی +

نصب العین قرار دینا

(۵) ایک اَور طریقہ ہے - جس میں سکول کا اثر بچّے کے اخلاق پر پڑتا ہے اور وہ اُس کے لئے کسی نصب العین کا قرار دینا ہے - اگر کسی لڑکے نے اعلےٰ بہادری اور مہربانی کا تصوّر مہربانی اور بہادری کی صرف اُن مثالوں سے حاصل کیا ہے جو اپنے تجربے میں اُس کو پیش آئی ہیں - تو اکثر صورتوں میں اُس کا نصب العین کچھ بڑا نہیں ہوگا - کیونکہ اُس کا اپنا تجربہ تھوڑا ہے - ہاں سکول میں جب لڑکا بہادری کے کاموں کا ذکر پڑھتا ہے - نیز اُن لوگوں کا جنہوں نے اپنی عمریں دوسروں کے ساتھ نیکی کرنے میں صرف کی ہیں - تو اُس کا بہادری اور مہربانی کا تصوّر بہت اعلےٰ ہو جاتا ہے - یہ مضمون اتنا لمبا ہے - کہ اس کتاب میں سما نہیں سکتا - مگر اغلباً اپنی زندگی میں تم کو ایسی مثالیں یاد ہونگی - جن میں تمہارے کاموں پر اُن لوگوں کی مثال کا اثر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوا ہے - جن کا ذکر تم نے کتابوں میں پڑھا تھا۔ پڑھائی کی تمام اچھی کتابوں میں اخلاقی کاموں کا بیان ہوتا ہے اور اچھا مدرّس اپنے شاگردوں کے نیکی کے خیالات کو وسیع کرنے میں اُن کو استعمال کریگا - مگر یہ بات اُس کو ہرگز نہیں بھولنی ہوگی۔ کہ عمل اور نمونہ نصیحت کی نسبت زیادہ مؤثر ہوتے ہیں ÷

فصل ہفتم

مدرسے کے نصاب کے مضامین

(مدرّس کے اوزار)

ایک اچھے کاریگر کی طرح مدرّس کو اپنے اوزار کا استعمال جاننا چاہیئے -

(۱) اب تم کو مدرس کے کام اور مصالح کا جس پر وہ کام کرتا ہے - کچھ تصوّر ہو گیا ہوگا - مگر قبل ازیں کہ ہم اُن طریقوں کا بیان شروع کریں جو اُسے اپنے کام میں اختیار کرنے چاہئیں - ہمیں مختصر طور پر اُن اوزار پر غور کرنا ہے - جو اُس نے استعمال کرنے ہیں - اور وہ مدرسے کے نصاب کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مضامین ہیں - کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ مدرّس اپنے شاگردوں کے دلوں پر اُن مضامین کے ذریعے ہی اثر ڈالتا ہے - جو پڑھاتا ہے - اب اگرچہ اُن مضامین کا انتخاب کرنا جو تم کسی پرائمری سکول میں جا کر پڑھاؤ گے تمہارے اپنے اختیار میں نہیں - مگر ہاں اگر تم سوچو - کہ کن وجوہات پر یہ مضامین انتخاب کئے گئے ہیں - تو ایسا کرنا تم کو اپنے کام میں ضرور مدد دیگا - دیکھو کہ بڑھئی ہتھوڑے اور میخوں وغیرہ کا جو دکانوں میں مل سکتی ہیں - استعمال تو کرتا ہے - لیکن اگر اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اِن اوزاروں کا فائدہ کیا ہے - تو وہ بہت زیادہ کام نہیں کر سکیگا ÷

کام جو اوزاروں کے ذریعے کیا جاتا ہے -

(۲) تم پہلے پڑھ چکے ہو - کہ پرائمری سکول کا مدعا یہ ہے - کہ لڑکوں کو عام زندگی کے کار و بار کے لئے تیار کرے - اِس کا یہ مدعا نہیں - کہ خاص طور پر اُسے وہی کام سکھائے جو اُس نے روزی کمانے کی خاطر کرنا ہے - اس قسم کی خاص تعلیم پرائمری سکول کے بعد یا تو خود اُس کے والدین یا مالک اُس کو دینگے - یا وہ کسی سکنڈری یا حرفت کے سکول میں حاصل کریگا - مثلاً اگر لڑکے کو سرکاری ملازمت کے لئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تیار ہونا ہے - تو ضرور ہے کہ وہ انگریزی پڑھیگا۔ اور اگر اُس نے پٹواری بننا ہے - تو ضرور ہے۔ کہ وہ پیمائش کے اصول سیکھیگا - یہ مضامین بطور اُن اوزار کے ہیں - جو اُس کو زندگی کے خاص کام کے لئے سدھائینگے - مگر پرائمری سکول کا مدعا تو صرف یہ ہے - کہ لڑکے میں وہ عام بنیاد ڈال دی جائے - جس کا ہونا اس ملک میں زمانۂ حال کے تمام لوگوں کے واسطے ضروری ہے۔ اس کی یہ غرض بھی ہے - کہ علم - تربیت اور اخلاق کے ذریعے لڑکے کو اس قابل بنا دے - کہ جو خاص تربیت اُس نے زندگی کے روزمرّہ کام کاج کے واسطے حاصل کرنی ہے - اُسے حاصل کر سکے - اور اُس کا بہت اچھا استعمال بھی کر سکے ؛

مدرس کے اوزار کے خاص خاص استعمال

(۱) زباندانی

(۳) اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ کونسے مضامین ہیں جو تمام علم کی بنیاد ہیں - اور جو پرائمری سکول میں ضرور سکھانے چاہئیں - سب سے اوّل زباندانی ہے - جب پہلے پہل لڑکا مدرسے میں داخل ہوتا ہے - تو اُس نے اپنی مادری زبان گھر میں خود بخود یا کسی ذریعے سے سیکھی ہوئی ہوتی ہے - اگرچہ اس قسم کی تعلیم پرائمری سکول

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے نصاب میں بطور ایک علیحدہ مضمون کے
نہیں دکھائی گئی - مگر مدرس کو یاد رکھنا چاہیئے -
کہ اُس کے بڑے فرائض میں سے ایک یہ بھی
ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کے ذخیرۂ الفاظ کو وسیع
کرے - جب مدرّس طلبا کے علم کو بڑھاتا ہے -
تو ساتھ ہی وہ اُن کی قوت خیال کو بھی بڑھاتا
ہے - ہر مدرّس یہ جانتا ہے کہ پہلی جماعت کو
چہارم کی نسبت ایک سادہ سی بات سمجھانی کس
قدر مشکل ہے اور اس کی فقط یہی وجہ نہیں کہ
پہلی جماعت کے لڑکوں کی عام واقفیّت بہت
تھوڑی ہوتی ہے - بلکہ یہ بھی ہے کہ اُن کا ذخیرۂ
الفاظ بہت کم ہوتا ہے - جب کوئی لڑکا ایک نیا
لفظ سیکھ لیتا ہے - تو اس کی نسبت یہ کہا جا سکتا
ہے کہ وہ نئے علم کے زینے پر ایک قدم چڑھ
گیا ہے - مثلاً اس فقرے کے معنی کہ "پانی اپنی
سطح ہموار رکھتا ہے" - لڑکا صرف اُسی وقت سمجھ
سکتا ہے - جب اُس نے لفظ سطح کے معنی پڑھ
لئے ہوں - پھر اگر وہ سیکھ لے - کہ تمام مائعات
کا یہی خاصہ ہے - اور لفظ مائعات کے معنی بھی
اُسے سمجھا دئے جائیں - تو بعد میں جب اُس
کو یہ پڑھایا جائے - کہ فلاں چیز مائع ہے - وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جھٹ جان لیگا - کہ اس کا ایک خاصہ یہ بھی ہے - کہ وہ اپنی سطح کو ہموار رکھتی ہے - اسی طرح الفاظ - سطح اور مائع - اس کے علم کے زینے ہیں - اور جب تک وہ اِن دو لفظوں کے معنی نہ سمجھ لے - ممکن نہیں - کہ جس مائع کو اُس نے پہلے دیکھا ہی نہیں - اُس کو سمجھ سکے +

(۲) پڑھائی (۴) مدرسے میں زباندانی سکھانے کا سب سے بڑا ذریعہ پڑھائی کا سبق ہے - اور سکول کے نصاب میں اُس کو سب سے پہلا سبق قرار دینا بالکل بجا ہے - ہم اپنے علم کو دو طرح سے بڑھاتے ہیں - ایک تو آس پاس کی چیزوں کے تجربے اور مشاہدے سے - دوم اُن چیزوں کے حالات سن کر جو ہمارے تجربے اور مشاہدے سے بعید ہیں - اگر ہمارے پاس علم حاصل کرنے کے صرف یہی دو طریق ہوتے - تو اُس لڑکے کا علم بہت ہی محدود ہوتا - جس کی پرورش ایسے غریب خاندان میں ہوتی - جس کا دنیاوی تجربہ لڑکے کے اپنے تجربے سے کچھ زیادہ وسیع نہ ہوتا - مگر پڑھنا ایک قسم کی چابی ہے - جو ہمارے لئے تمام دنیا کے علم کا ذخیرہ کھول دیتی ہے - جب ایک لڑکا ایک دفعہ پڑھنا سیکھ لیتا ہے - تو پھر اُس کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

علم کی وسعت اِس پر منحصر ہوتی ہے - کہ اس کو پڑھنے کا مذاق ہو - اچھی لیاقت رکھتا ہو - اور کتابیں خرید سکے - دنیا کے معمولی کاروبار میں پڑھنا بہت کام آتا ہے - اور آدمی خواہ کیا ہی کام کرتا ہو - پڑھنے کی لیاقت اُس کے لئے بہت مفید ہوتی ہے ÷

(۳) لکھائی (۵) یہ بات تشریح کی محتاج نہیں ہے - کہ اگر انسان کم از کم اتنا لکھنا جانتا ہو - کہ وہ اپنا نام یا معمولی چٹھی لکھ سکے - تو یہ اس کے لئے بہت فائدہ مند ہے - مگر لکھائی کا صرف یہی فائدہ نہیں - بلکہ جیسا کہ شنوائی - پڑھائی کے علاوہ اوروں کے خیالات کے سمجھنے کا دوسرا ذریعہ ہے - ویسا ہی لکھائی - گویائی کے علاوہ اپنے خیالات کے اظہار کا دوسرا ذریعہ ہے - نیز اگر ہم کوئی وسیع مطالعہ شروع کرنا چاہیں - تو پہلے لکھائی کا جاننا ہمارے لئے ضروری ہے ÷

(۴) حساب (۶) ہر ایک آدمی کو زندگی میں آئے دن حساب کے سوالات پیش ہوتے رہتے ہیں - مگر جس نے مدرسے میں حساب نہ سیکھا ہو - اُسے ضرور کچھ نہ کچھ سیکھنا پڑیگا - کیونکہ حساب کے بغیر تو وہ اپنی روز مرّہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لئے چیزیں بھی نہیں خرید سکیگا - اگر ہم زیادہ علم پڑھنا چاہیں - تو پہلے کچھ نہ کچھ حساب کا جاننا ضروری ہے - اور جو مضامین لفظ سائنس کی اصطلاح میں شامل ہیں - اُن کے پڑھنے کے واسطے تو حساب کا جاننا بالخصوص ضروری ہے ٭

(۵) مطالعہ قدرت

(۷) مطالعۂ قدرت (جس میں اشیا کے سبق بھی شامل ہیں) ہمارے لئے دلچسپی کا ایک وسیع میدان کھول دیتا ہے اور اُس کی مدد سے ہم آس پاس کی قدرتی اشیا کو سمجھ سکتے ہیں - قدرتی واقعات تو ہر روز ہمارے سامنے پیش ہوتے رہتے ہیں - مگر مطالعۂ قدرت ہمیں بتاتا ہے کہ اِن کا سبب کیا ہے - علاوہ بریں بہت سے علوم مثلاً علم طبعی کی بنیاد اسی پر ہے ٭

(۶) جغرافیہ

(۸) ہر ایک آدمی کو اِس بات کی ضرورت ہے - کہ اپنے قرب و جوار کا جغرافیہ اُسے معلوم ہو - اور اگر وہ اپنے صوبے اور ملک کا مزید جغرافیہ پڑھے - تو وہاں کے آدمیوں اور چیزوں کے متعلق اُس کا علم وسیع ہو جاتا ہے - تواریخ اور اس قسم کے دیگر مضامین کے مطالعہ کے واسطے بھی جغرافیۂ کا جاننا ضروری ہے ٭

(۷) ڈرائنگ

(۹) ڈرائنگ کی لیاقت دنیا کے کاروبار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں کئی طرح کام آ سکتی ہے - اور علاوہ گفتگو اور تجربے کے یہ تیسرا ذریعہ ہے - جس سے ہم اپنے خیالات ظاہر کر سکتے ہیں - اور بہت سے مضامین ہیں - مثلاً پیمائش - تعمیر جن کے سیکھنے کے لئے ڈرائنگ کا جاننا ضروری ہے ÷

اس امر کے وجوہات کہ پرائمری سکولوں کے لئے یہ مضامین کیوں منتخب کئے گئے ہیں ؟

یہ پرائمری سکول کے نصاب کے معمولی مضامین ہیں - اور تم دیکھ لوگے - کہ یہ اِن تین وجوہات پر منتخب کئے گئے ہیں - (۱) اس لئے کہ ہماری وجہ معاش خواہ کیا ہی ہو - یہ زندگی میں عملی طور پر مفید ہیں - (۲) اسلئے کہ ہماری زندگی کے منظر کو وسیع کرتے ہیں - (۳) اسلئے کہ آئندہ تمام مضامین کی بنیاد ان پر ہے ÷

مختلف مضامین صرف ایک ہی بڑے علم کی شاخیں ہیں (اُن کا باہمی تعلق)

ہم نے سکول کا کام اسلئے مختلف مضامین میں تقسیم کر دیا ہے کہ لڑکے سکول کے وقت کے خاص گھنٹوں میں علم کے کسی خاص پہلو پر غور کر سکیں - مگر دنیا میں انسان جس علم کا استعمال کرتا ہے - وہ ایک شئے ہوتا ہے - اور اُس کے کئی حصّے نہیں ہوتے - اِس کا اثر مدرّس کے کام سے ظاہر ہونا چاہئے - اور اُس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو یاد رہے کہ ہم نے صرف پڑھائی کی خاطر علم
کو مختلف مضامین میں تقسیم کیا ہے - پس جب
مدرّس پڑھا رہا ہو - تو اس کا فرض ہے - کہ
جہاں تک ہو سکے - ایک مضمون کا تعلق دوسرے
سے ظاہر کرتا جائے - پرائمری سکول کے مدرّس
کے لئے تو یہ کام بہت آسان ہے - کیونکہ وہ اپنی
جماعتوں کو سارے مضمون پڑھاتا ہے - مگر
ہائی سکول کے مدرّس کے لئے یہ ایسا آسان
نہیں - کیونکہ اُسے کئی جماعتوں کو ایک ہی مضمون
پڑھانا ہوتا ہے - تم آسانی سے دیکھ لوگے - کہ
لکھائی اور پڑھائی کا ایک دوسرے کے ساتھ کیا
قریب تعلق ہے - چنانچہ اگر پڑھائی کے سبقوں
میں کہیں جغرافیئے کے ناموں کا ذکر آ جائے - تو
کس طرح قدرتی طور پر نقشہ دیکھنے کی ضرورت
پڑتی ہے - مگر جو مدرّس اچھا ہوگا - وہ اس سے
بھی زیادہ کام کریگا - یعنی جب مطالعۂ قدرت
کے سبقوں میں لڑکوں کو کسی پودے کا ذکر
پڑھائیگا - تو اس کے بعد ڈرائنگ کے سبق
میں اُن کو کہیگا - کہ اس پودے کی تصویر کھینچو -
اور جب جغرافیئے کے سبق میں آبادی - فاصلوں
وغیرہ کے سوالات پیش ہونگے - تو حساب کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق میں وہ اُن کو حل کر آئیگا +

فصل ہشتم

طریقۂ تعلیم کے متعلق بعض عام قاعدے

مدرّس کا فن

مدرس کو چاہیئے کہ تمام سال کے کام کا ایک نقشہ تیار کرے -

(۱) مدرّس کو چاہیئے - کہ سال کے شروع میں اس کام کا نقشہ تیار کرے - جو اُس نے سال بھر میں کرنا ہے - اس نقشے سے یہ ظاہر ہو کہ وہ جماعت کو ہر مہینے میں ہر ایک مضمون سے کس قدر پڑھانا چاہتا ہے - اس میں باقاعدہ وقفوں کے بعد دُہرانے کے لیئے وقت دیا جائے - اور سال کے اخیر میں ساری پڑھائی دُہرانے کے لیئے بھی وقت ہو - اگر اُس نے بہت سی جماعتوں کو پڑھانا ہو - تو ہر جماعت کے واسطے علیحدہ نقشہ تیار کرے اور اگر اُس کے پاس نائب مدرّس بھی ہوں - تو اُن کے ساتھ مشورہ کرکے ہر ایک کے واسطے علیحدہ علیحدہ نقشہ تیار کرے - جب اس قسم کے نقشے تیار ہو جائیں -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو ہر مدرس کا فرض ہو - کہ جہاں تک ہو سکے - اُن کے مطابق کام کرے - اگرچہ یہ بھی ممکن ہے - کہ بعض اوقات ایسی ضرورت پڑے کہ وہ نقشے کے مطابق کام نہ کر سکیں - محکمۂ تعلیم نے ہر جماعت کی پڑھائی کا علیحدہ نصاب احتیاط سے تیار کر دیا ہے اور اُس میں ہر مضمون کے متعلق اتنا کام رکھا ہے جو متوسط لڑکا سال بھر میں ختم کر سکتا ہے - مگر جو مدرّس ایسے نقشے تیار نہیں کرتا - وہ یا تو سال بھر کا کام پہلے ہی ختم کر دیتا ہے - یا اخیر سال تک ختم ہی نہیں کر سکتا - اس سے صاف پایا جاتا ہے - کہ پہلی قسم کے مدرس کی تعلیم مکمل نہیں - اور غالباً اس نے جماعت میں ہشیار طلبا کو جو جلد جلد سیکھ سکتے ہیں - زیادہ توجہ دی ہے - اور کُند ذہن لڑکوں کی طرف سے غفلت کی ہے اور دوسری قسم کے مدرس کے حق میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ یا تو سُست ہے یا نالائق - کیونکہ وہ مقررہ وقت میں کام ختم نہیں کر سکا ۔

نقشہ انضباط اوقات بنانے کے واسطے عام ہدایتیں -

(۲) مہینہ بھر کے کام کا عام نقشہ تیار کرنے کے علاوہ مدرس کو ایسا انضباط اوقات تیار کرنا چاہیئے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جس سے یہ ظاہر ہو - کہ ہفتے میں ہر روز ایک مضمون کو کتنا وقت دینا ہے - جس پرائمری سکول مدرّس کو ایک ہی وقت کئی جماعتیں پڑھانی پڑتی ہیں - اُس کے لئے اِس قسم کا انضباط اوقات تیار کرنا کچھ آسان کام نہیں - ہم اس کا ذکر ایک علیحدہ فصل میں کرینگے - اِس فصل میں اُن تکالیف کا بیان کیا جائیگا - جو اِس ملک کے پرائمری سکول کے مدرسوں کو پیش آتی ہیں - یہاں چند قاعدے دئے جاتے ہیں اور پرائمری سکول کے مدرسوں کو ہر قسم کا انضباط اوقات اُن کے مطابق تیار کرنا ہوگا :-

(۱) اگر ممکن ہو - تو ایک گھنٹے کی لمبائی ۴۵ منٹ سے زیادہ نہ ہو - اور ادنےٰ جماعتوں کا گھنٹہ ۳۰ منٹ سے زیادہ لمبا ہرگز نہ ہو - نیز متواتر کام ۲½ گھنٹوں سے کبھی زیادہ نہ ہو ÷

(۲) زیادہ مشکل مضامین مثلاً حساب دن کے پہلے حصّے میں ہونے چاہئیں - کیونکہ اس وقت بچّوں کے دماغ تھکے ہوئے نہیں ہوتے ÷

(۳) دو ایسے سبق متواتر نہ ہوں جن میں لکھائی کا کام ہو - مثلاً پڑھے ہوئے سبق کی نقل کرنا - اور انشا پردازی - کیونکہ حالت بدلتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رہنے سے لڑکے چست رہتے ہیں - اور اُن کے اکڑے ہوئے پٹھوں کو آرام مل جاتا ہے - مثلاً

(ا) لکھائی کے سبق کے بعد جو بیٹھ کر کرنا ہوتا ہے - پڑھائی کے سبق میں کھڑا رہنا چاہیئے +

(ب) تحریری حساب کے بعد جو بیٹھ کر کرنا ہوتا ہے - زبانی حساب میں کھڑا رہنا چاہیئے +

(۴) جہاں تک ممکن ہو سکے - ورزش کے بعد متصل ایسا سبق نہ ہو جس میں ہاتھوں کا استعمال ہوتا ہے - مثلاً ڈرائنگ یا کاپیوں کا لکھنا - کیونکہ ورزش کرنے کے بعد بچّوں کے ہاتھ اور بازو ہلتے رہتے ہیں +

(۵) بعض ایسے مضامین ہیں - مثلاً جغرافیہ جن کے لئے ہر روز وقت نہیں مل سکتا - ان کو ہفتے میں باقاعدہ وقفوں کے بعد رکھنا چاہیئے - مثلاً اگر ہفتے میں جغرافیئے کو تین وقت دینے ہوں - تو یا تو وہ سوموار - بدھ وار اور جمعہ ہوں - یا منگل - جمعرات اور ہفتہ - تین دن متواتر نہیں دینے چاہئیں +

مدرس کو اپنا سبق تیار کرکے لانا چاہیئے

(۳) مدرّس کے واسطے یہی کافی نہیں - کہ اُس کے پاس ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دن کا نقشہ ہی ہو - بلکہ یہ بھی ضروری ہے - کہ اُس کو صاف طور پر معلوم ہو - کہ مقررہ وقت میں جماعت کو کیا پڑھانا ہے - نارمل سکول میں مدرّس جو سبق پڑھاتا ہے - اس کے واسطے محنت سے اشارے تیار کرنے پڑتے ہیں اور اکثر اُس کو یہ بھی سمجھایا جاتا ہے کہ جب تم اپنے سکول میں جاؤگے - تو تمہیں ہر سبق کے واسطے ایسے ہی اشارے تیار کرنے ہونگے - مگر ہر ایک مدرّس کو معلوم ہے کہ جب وہ مدرسے میں جاکر کام شروع کریگا - تو دن بھر کی محنت کے بعد نہ اُس کے پاس وقت ہوگا - نہ اُسے رغبت ہوگی - کہ اگلے دن کے سبقوں کے لئے مکمل اشارے تیار کرے - نارمل سکولوں میں سبقوں پر جو اشارے لکھے جاتے ہیں - وہ مدرّس کے واسطے ایک مفید مشق ہوتی ہے - اور اُن سے وہ سیکھ جاتا ہے - کہ کامیاب سبق کونسے ہوتے ہیں ؟ اپنی تربیت کے اثنا میں جب کوئی مدرّس بہت سے اشارے تیار کر لیتا ہے - اور دوسرے طلبا کے اشاروں پر نکتہ چینی کا اُسے موقعہ بھی مل چکتا ہے - تو اُس کے بعد ضرور ہے کہ وہ ٹھیک طور پر سمجھ لے کہ اچھّا سبق کونسا ہوتا ہے ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبقوں پر اشارے

(۴) جب ہم حساب کا کوئی تحریری سوال حل کرتے ہیں - تو جو عمل ہم زبانی کر سکتے ہیں - اُسے کاغذ پر نہیں لکھتے - صرف وہی باتیں اور وہی ہندسے لکھتے ہیں - جو ہمیں یاد نہیں رہ سکتے - مگر سوال کو ٹھیک سمجھنے کے لئے وہ ضروری ہوتے ہیں - اسی طرح جو اشارے مدرس کسی سبق پر تیار کرتا ہے - اُن میں خصوصاً وہ باتیں ہونی چاہئیں - جو اسے یاد نہیں رہ سکتیں - تو جوان مدرس کا فرض ہے - کہ اپنے تمام سبق احتیاط سے تیار کرے - مگر یہ ضروری نہیں کہ ان پر مکمل اشارے لکھے - مثلاً جب وہ اگلے دن کی پڑھائی کا سبق تیار کرنے لگے - تو اُس کے لئے یہی کافی ہوگا کہ سبقوں کو پڑھ لے - اور جن لفظوں یا فقروں کی خاص تشریح کی ضرورت ہو - ان کے نیچے لکیر کھینچ دے - اور جن لفظوں کی نسبت یہ خیال ہو کہ لڑکا اُن کے تلفظ میں غلطی کریگا - اُن پر نشان لگا دئے - مگر جب مدرس نے کوئی ایسا مضمون پڑھانا ہو - جیسے جغرافیہ مطالعۂ قدرت یا حساب تو بہتر ہے کہ مختصر سے اشارے لکھ لے - کیونکہ اگر وہ اپنی قوت حافظہ پر ہی اعتبار کرے یا یہ اُسے خیال ہو - کہ موقعہ پر

ف ۱۴/۸

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو کچھ یاد آئیگا - پڑھا دونگا - تو اُس کا نتیجہ اکثر یہ ہوگا - کہ جماعت کو پڑھاتے وقت جب اُس کی توجہ پر زور پڑیگا - تو بعض ضروری باتیں اُس کو بھول جائینگی اور بعض اچھی اچھی تشریحات اس سے رہ جائینگی - اگر وہ کام کے پہلے سال میں اس قسم کے اشارے احتیاط سے تیار کریگا - اور اُن میں ایسی خاص باتیں بڑھاتا جائیگا - جو پڑھاتے وقت اس کو یاد آ جائینگی - تو ایک دو سالوں کے بعد اُس کے پاس اپنے کام کا پورا رہنما تیار ہو جائیگا - پھر جب اُس کو پورا تجربہ ہو جائیگا - اور ایک ہی مضمون بار بار کئی سالوں تک پڑھا چکیگا - تو اس کو اختیار ہوگا - کہ اپنے لکھے ہوئے اشاروں کو چھوڑ دے - مگر اتنا ضرور کرنا ہوگا - کہ اپنے پرانے اشاروں کو ایک دفعہ پڑھ لیا کرے - کیونکہ اُسے فوراً معلوم ہو جائیگا - کہ جب پچھلی دفعہ اس نے یہ سبق پڑھایا تھا - تو کون کونسی تکالیف اُسے پیش آئی تھیں ؛

سبقوں کا عام خاکہ
(۱) تیاری

(۵) سبق کی اصلی صورت تو ضرور اُس کے مضمون پر ہی منحصر ہوتی ہے - مگر بہت سے سبقوں میں اس عام ہدایت پر کام کرنا مفید ہوگا اور وہ یہ ہے کہ سبق کے شروع میں مدرس طلبا پر سوال کرے اور آہستہ

ف ۴/۴

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آہستہ اُن سے وہ باتیں نکلوائے - جن پر اُن کے نئے سبق کی بنیاد ہو - یہ سوالات کچھ تو پڑھے ہوئے سبق کے مضمون پر ہوں - اور کچھ اُن تجربوں کے متعلق جو لڑکے نے سکول سے باہر حاصل کئے ہیں اور جن کا تعلق سبق کے مضمون سے ہے - مدرس سبق کے اُس حصّے کو اِتنا لمبا نہ کر دے کہ پچھلے دن کا سبق ہی دُہرانے لگ جائے - کیونکہ یہ لڑکوں کے حافظے کے امتحان کا وقت نہیں - بلکہ اُن کو نئے سبق کے لئے تیار کرنا ہے - تاکہ اُن کے دماغ میں وہ پُرانے خیالات تازہ ہو جائیں - جو سبق کے سمجھنے میں اُن کی مدد کریں - جب یہ ہو چکے - تو مدرس اُن کو صاف طور پر بتا دے کہ موجودہ سبق میں اُنہوں نے کیا سیکھنا ہے - اور اُسے اس طرح بیان کرے کہ لڑکے اُسے سمجھ سکیں اور اس میں دلچسپی لیں +

ف ۶/۳

سبق کا پیش کرنا
سوالات کا فائدہ

ف ۳/۲

(۶) نئے خیالات پیش کرنے میں مدرس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے - طلبا کو اپنے ساتھ ملا لیا کرے اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے - کہ سمجھ دار سوالوں کے ذریعے آہستہ آہستہ اُن کی رہنمائی اُس بات کی طرف کرے - جس پر وہ پہنچنا چاہتا ہے - عمدہ سوالات کا فن

ف ۴/۵

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اچھے مدرس کا ضروری خاصہ ہے - ایسے سوالات بہت پوچھنے چاہئیں - جن کا جواب ہاں یا نہ ہو سکتا ہو - کیونکہ ایک بے توجہ لڑکا بھی ان کا جواب اکثر درست دے سکتا ہے - سوالات ایسے ہونے چاہئیں - کہ اُن کا جواب دینے میں لڑکے کو کچھ سوچنا پڑے - اس لئے جو سوالات پڑھائی کے سبق پر پوچھے جائیں - وہ سبق کے خاتمے پر پوچھنے چاہئیں - یوں نہ ہو کہ چند فقرے پڑھائے اور پھر سوالات پوچھنے لگ گئے - کیونکہ ابھی تو اتنا وقت ہی نہیں گزرا کہ طلبا نے جو کچھ پڑھا تھا - اُس کو بھول گئے ہوں - اگر کوئی مدرّس اس طرح سوال کریگا - تو نتیجہ یہ ہوگا - کہ لڑکے کتاب کے لفظوں میں ہی جواب دیدینگے اور اس سے صرف یہی معلوم ہو سکیگا کہ جو کچھ انہوں نے پڑھا ہے - اُن کو زبانی یاد ہے - یہ نہیں معلوم ہوگا کہ انہوں نے مضمون کو اچھی طرح سمجھا بھی ہے یا نہ - جو نئی واقفیّت مدرس طلبا کو دینی چاہتا ہے - وہ سب کی سب سوالات کے ذریعے اُن سے نکلوائی نہیں جا سکتی - کیونکہ کتنے ہی سوالات کیوں نہ کئے جائیں - ہم لڑکے سے وہ نیا لفظ ہرگز نہیں نکلوا سکتے - جو پہلے اُس نے نہ پڑھا ہو نہ سُنا ہو - ایسی واقفیّت طلبا کو خود دینے سے مدرس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو ڈرنا نہیں چاہیئے - اس کو فقط اتنی احتیاط چاہیئے کہ دوسری انتہا تک نہ پہنچ جائے - یعنی وہ لڑکوں کو اس طرح لکچر دینے نہ لگ جائے کہ گویا وہ کالج کے طالب علم ہیں - اور یہ پرائمری سکول کے مدرّسین کا سب سے بڑا نقص ہے - ہم ابھی بیان کر آئے ہیں کہ اگر لڑکے کچھ سیکھنا چاہیں - تو کس قدر ضروری ہے کہ وہ استاد کے ساتھ ملکر کام کریں - اور ایسا طریقہ تعلیم جو لکچر کی طرز پر ہو اس میں مدرّس صرف طلبا کی امداد حاصل کرنے میں ہی ناکامیاب نہیں ہوتا - بلکہ جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے - اُن کی راز جوئی اور چستی کی محبّت کے قدرتی خواص سے بھی کام لیتا ÷

استعمال آخرکار سبق کا اختتام عموماً یہ صورت اختیار کرتا ہے کہ اس میں پڑھے ہوئے مضمون کا استعمال کیا جاتا ہے - یعنی اُس کی فائدہ مندی ظاہر کی جاتی ہے - یہ ظاہر ہے کہ سبق کے اس طریقے کی پوری پوری تعمیل پڑھائی - لکھائی وغیرہ سبقوں میں نہیں ہو سکتی - مگر اس سے اِتنا سیکھا جا سکتا ہے کہ (۱) مدرّس کو اپنے شاگردوں کی پُرانی واقفیت کی نسبت پورا یقین کر لے اور ان کے دلوں کو نئے سبق کے لئے تیار کر لے - (۲) سوالات کے ذریعے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جن میں سوچنے کی ضرورت ہو - طلبا کو چست اور متوجہ رکھے - اور آخرکار جو کچھ کہ اُنہوں نے پڑھا ہو - اُس کا فائدہ اور استعمال اُن کو بتائے +

بچّوں کو جرأت دلانی چاہیئے کہ وہ سوالات پوچھیں -

(۷) عام دستور یہ ہے - کہ تمام سوالات جو مدرسے میں کئے جاتے ہیں - وہ مدرس کرتا ہے اور لڑکے اُن کا جواب دیتے ہیں - جو مدرسے سے باہر کئے جاتے ہیں - وہ لڑکے کرتے ہیں اور والدین اُن کا جواب دیتے ہیں - بے شک یہ درست ہے کہ سکول میں زیادہ تر سوالات اُستاد ہی کو کرنے چاہئیں - کیونکہ اُستاد کے سوالات کا خاص منشا یہ ہوتا ہے کہ بچّوں کے ذہن کی پوری مشق ہو - اور وہ ایسی ترتیب سے کئے جاتے ہیں - کہ آہستہ آہستہ نئے علم کی خاص بات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں - مگر اس کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ لڑکے استاد سے کیوں سوالات نہ پوچھیں - بلکہ یہ تو بچّوں کی طبیعت کے عین بر خلاف ہے کہ اُن کو سوال کرنے سے روکا جائے - اگر مدرس شاگردوں کو اجازت دیدے کہ جو بات انہوں نے نہ سمجھی ہو - اس کی بابت سوال کیا کریں - تو اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ اُس کے کام کی

ف ۱۴/۷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فائدہ مندی بہت بڑھ گئی ہے - البتہ اگر جماعت بہت بڑی ہو اور لڑکوں کے سوالات پوچھنے کے حقوق پر قید نہ لگائی جائے - تو ممکن ہے کہ طلبا کے بار بار ٹوکنے سے کام میں دیر ہو - مگر ایسی حالت میں یہ بہتر ہوگا - کہ مدرس سبق کے درمیان اور اخیر میں کچھ منٹ مقرر کر دے اور اِن وقتوں میں لڑکوں کی مشکلات کا جواب دیا کرے - پرائمری مدارس میں جہاں جماعتیں چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں - مدرس کو چاہیئے کہ بچوں کو جرأت دلائے - کہ وہ اثنائے سبق میں معقول سوالات پوچھا کریں - بیشک اس قدر احتیاط کرنی ضروری ہے - کہ لڑکے بے وقوفانہ یا بیہودہ سوالات نہ پوچھیں - اور ایسی عادت کو اچھا مدرس جلد روک سکتا ہے - لڑکوں کو سمجھا دیا جائے کہ اگر اُن کی پڑھائی کے سبق میں کوئی مشکل فقرہ آ جائے یا زبانی سبق کی تشریح میں کوئی مشکل بات ہو - یا تحریری کام میں کوئی ایسی مشکل ہو جس کو وہ نہ سمجھ سکیں - تو وہ فوراً ہاتھ کھڑا کر دیا کریں - اور سبق میں جب کوئی مناسب وقفہ آ جائے - تو مدرّس اُن کی مشکلات کا جواب دے دیا کرے - اگر اس طریقے پر کام کیا جائے - تو اُس سے جو سُستی اور مُردنی اس ملک کے پرائمری مدارس کے طلبا پر چھائی رہتی ہے - دور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہو جائیگی - علے العموم یہ پایا جاتا ہے کہ بچّوں کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ بولیں - یا خود بخود کام کریں - بلکہ اُن کو مجبور کیا جاتا ہے - کہ وہ ہر بات میں اُستاد کے محتاج ہوں ÷

تصویرات کا فائدہ (تختۂ سیاہ)

(۸) پرائمری مدارس میں کام کی سُستی کا ایک دوسرا سبب یہ ہے کہ تعلیم قریباً سب کی سب کان کے ذریعے ہوتی ہے - عینی تعلیم سے (جو آنکھ کے ذریعے دی جاتی ہے) بالکل غفلت کی جاتی ہے - مگر معمولی زندگی میں تو یہ حال نہیں - بلکہ ہم اُسی قدر آنکھ کے ذریعے سیکھتے ہیں - جس قدر کان کے ذریعے - بہت کم مدرّس ہیں جو اس بات کو محسوس کرتے ہوں کہ جس چیز کو اُنہوں نے خود نہیں دیکھا - اس کی زبانی تشریح سے بچّے کیا سمجھینگے - بچّوں کا اِس قسم کی چیزوں کا تجربہ اتنا تھوڑا ہوتا ہے - کہ نئی بات کے سمجھنے میں وہ اُن کی کچھ مدد نہیں کر سکتا - تم خود غور کرو کہ اگر تمہارے سامنے ایک کل (مثلاً غلّہ کاٹنے کی کل) کی زبانی تشریح کی جائے اور تم نے اِس کل کی کبھی تصویر بھی نہ دیکھی ہو - تو تمہاری سمجھ میں کیا آئیگا - باوجودیکہ تم نے اور قسم کی کئی کلیں دیکھی

ف ۱½

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ف ۱۴/۸

ہیں - بہت سے حیوانوں اور نظاروں کی تشریح
مدرس ممکن سے ممکن صاف الفاظ میں کرتا ہے -
مگر بچّوں کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا - کیونکہ وہ
اُس کی تصویر اپنے ذہن میں جما ہی نہیں سکتے
اس لئے مدرس کو چاہیئے کہ تعلیم دیتے وقت
جہاں تک ہو سکے تصویروں اور نقشوں سے
کام لے - اور کان کے کام میں آنکھ سے مدد
لے - چھاپہ شدہ تصویریں تو وہ اُس صورت
میں استعمال کر سکتا ہے - جب محکمے کے افسروں
نے کافی سامان بہم پہنچایا ہو - مگر قدرتی چیزیں
تو عام طور پر مل سکتی ہیں - اور اگر اُن کا
استعمال کیا جائے - تو وہ اکثر مفید ہونگی - ایک
قسم کی تصویریں تو ہمیشہ مدرس کے پاس موجود
رہتی ہیں - اور وہ تختہ سیاہ کی تصویریں ہیں -
مگر نہایت افسوس سے دیکھا جاتا ہے - کہ
ہندوستان کے مدارس میں تختہ سیاہ کے استعمال
سے غفلت کی جاتی ہے - کوئی سبق ایسا نہیں -
جس میں تختۂ سیاہ کے استعمال کی ضرورت نہ
پڑے - مدرّس کو مشق ہونی چاہیئے کہ اپنے سبق
کی تشریح کے واسطے تختۂ سیاہ پر جلد جلد چھوٹے
چھوٹے نقشے - تصویریں اور خاکے بنا سکے - اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق کے اثنا میں تختے پر ایسے مشکل الفاظ یا اور باتیں لکھ دے - جن کی نسبت احتمال ہو کہ لڑکے اُن کو جلد بھول جائینگے - مگر یہ بھی نہ کرے - سبق کی ساری باتیں ہی تختۂ سیاہ پر لکھ دے - صرف وہی لکھے - جن کا یاد رکھنا بچوں کے لئے ضروری ہو اور جن کی نسبت احتمال ہو کہ وہ جلد بھول جائینگی - سوالات پوچھنے کی قابلیت سے دوسرے درجے پر تختۂ سیاہ کے استعمال کی لیاقت اچھے مدرّس کا ضروری خاصہ ہے +

ضبط - مدرّس کو چاہیئے کہ غلطی سے حالت سکون کو توجہ نہ سمجھ لے -

(۹) یہ خوش قسمی کی بات ہے کہ ضبط کا قائم رکھنا ہندوستانی مدرّسین کے لئے کوئی مشکل امر نہیں - عموماً طلبا کا رویّہ اچھا ہوتا ہے - اور وہ کام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں - مگر مدرس کو غلطی سے لڑکوں کی حالت سکون کو توجہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے - ایسی حالت کا نام اکثر مکمل بے توجّہی ہوتا ہے - اگر کوئی مدرس سوالات اور تصاویر کے ذریعے اپنے سبق کو دلچسپ بنانے کی واقعی کوشش کر رہا ہو - اور پھر بھی اس کو معلوم ہو کہ اس کی جماعت سُست اور مُردہ دل ہے - تو اُسے چاہیئے کہ پہلے کمرے کی ہوا کو دیکھے اور اغلباً وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معلوم کر لیگا - کہ کھڑکیوں کے بند ہونے کی وجہ سے کمرے کی ہوا بند ہو گئی ہے اور اس کے لڑکے سُست ہو گئے ہیں - اگر یہ سبب نہ ہو - تو وہ سوچے - کہ آیا واقعی ایسا تو نہیں ہوا - کہ لڑکوں نے سبق کے مطلب کو نہیں سمجھا - اور بے شوق ہو گئے ہیں - بہر حال اس کا فوری علاج یہ ہے - کہ لڑکوں کے ساتھ چڑ چڑانے نہ لگ جائے - بلکہ اُن کو حرکت کرنے کا موقعہ دے - اور اگر ممکن ہو - تو یا تو کمرے میں یا باہر میدان میں لے جاکر اُن کو ڈرل کی چند مشقیں کرائے - جب جماعت کا دل ایسا سُست پڑ جائے - تو اُس وقت سبق کا جاری رکھنا گویا وقت کا وقت کا ضائع کرنا ہے +

ضبط قائم کرنے کے لئے بعض عام اشارے -

اگرچہ ایسا بہت ہوتا ہے کہ ہندوستانی مدرّس کسی سرکش جماعت کو ضبط میں نہ رکھ سکے - مگر پھر بھی اتنا اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر ایسی مشکل پیش آ جائے - تو اُس وقت وہ کیا کرے - مدرّس کی ہدایت کے واسطے بعض عام قاعدے دئے جاتے ہیں :-

(۱) یاد رکھو کہ ضبط قائم کرنے کے معاملے میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کام کے پہلے چند مہینوں کی وقعت بہت بڑی ہوتی ہے - تمہارے لئے بہتر ہے - کہ جلدی اپنے طلبا کے نام یاد کر لو - کیونکہ اگر لڑکے کو فقط نام ہی لے کر پکارا جائے - تو اُس کی بد سلوکی پر اکثر رکاوٹ ہو جاتی ہے - اور ایسے بہت سے لڑکے ہوتے ہیں - جو جماعت کے سامنے انگشت نما ہونا پسند نہیں کرتے ؛

(۲) بد ضبطی اکثر بیکاری یا کام میں دلچسپی کے نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے - اگر بچوں کا وقت دلچسپ کام میں پورا مصروف ہو - تو بد انتظامی کا بہت کم احتمال ہوتا ہے - ضبط کے یہ معنی نہیں کہ بچوں کی قدرتی چستی کو دبا دیا جائے - بلکہ یہ ہیں کہ اُس کو کسی مفید کام میں لگایا جائے ؛

ف ۱۷/۶

(۳) جہاں تک ممکن ہو - قاعدے بہت کم بناؤ - مگر یہ دیکھو کہ جو قاعدے تم نے بنائے ہیں - اُن کی تعمیل پورے طور پر ہوتی ہے یا نہیں - جب پہلی دفعہ کسی قاعدے کو توڑا جائے - تو چند لڑکوں کو سخت سزا دینا بہتر ہوگا - بجائے اس کے کہ اُن کے بار بار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قاعدوں کو توڑنے پر چھوٹی چھوٹی سزائیں دی جائیں - بار بار سزا دینے سے اُستاد اور اُس کے شاگرد دونو دق پڑ جاتے ہیں - جب لڑکوں کو معلوم ہو جائے کہ تھوڑے قاعدے جو اُستاد نے بنائے ہیں - وہ بالکل بجا ہیں - تو اُن کے توڑنے پر پہلے پہل سخت سزا دینا اُن قاعدوں کو ہمیشہ کے لئے مضبوط کر دیگا - لڑکے اُس اُستاد کی تعظیم کرتے ہیں - جسے اپنے نفس پر اتنا قابو ہو کہ جو چاہے کر سکے ؛

(۴) انصاف کرنے اور بے طرفدار بننے کی کوشش کرو - مدرس کے واسطے یہ ممکن نہیں کہ ہشیار اور محنتی طالب علموں کے حق میں طرفدار نہ ہو - مگر اس بات سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے - کہ یہ طرف داری دوسرے لڑکوں پر ظاہر نہ ہو - اس سے بڑھ کر اور کوئی بات لڑکے کی ہمت کو پست نہیں کرتی - کہ اُسے یہ خیال ہو کہ میرا اُستاد میرے کام میں اتنی دلچسپی نہیں لیتا - جتنی کہ بعض دوسرے لڑکوں کے کام میں لیتا ہے - یہ کوئی بڑی لیاقت کی بات نہیں کہ ہشیار اور محنتی طلبا سے اچھے نتیجے پیدا کئے جائیں - اچھا مدرس وہی ہے جو اُن لڑکوں سے اچھا کام لے جو قدرتاً کم عقل اور سُست واقع ہوئے ہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۵) لڑکے کو کبھی نہ مارو (اس کا اشارہ اُس بدنی سزا کی طرف نہیں جو کسی سخت اخلاقی گناہ مثلاً چوری کے واسطے دینی پڑتی ہے) - کیونکہ اگر وہ سُست ہے - تو سکول کے بعد پھر اپنا کام شروع کرنے کی بجائے مار کھا کر کام سے بچ جانے کو زیادہ پسند کریگا ؛

(۶) سب سے اچھے انعام وہ ہیں جو مادی چیزوں کی صورت میں نہ ہوں - مثلاً نشانات یا مانیٹروں کے بلّے وغیرہ - جماعت میں صرف اُن ہی لڑکوں کو مانیٹر مقرر نہ کرو - جو بہت ہشیار ہوں - بلکہ اُن کو بھی کرو - جنہوں نے اپنی لیاقت کے مطابق سب سے اچھا کام کیا ہو - مانیٹری اچھے کام کا انعام ہونا چاہیئے - نہ قدرتی ہشیاری کا - یہ ایک بڑی اچھی تجویز ہے کہ مانیٹروں کو وقتاً فوقتاً بدلتے رہیں - مثلاً ماہ بماہ - تاکہ اُن لڑکوں کو بھی انعام مل سکے - جنہوں نے خاص کوشش کی ہو ؛

فصل نہم

پڑھائی سکھانا

پڑھائی سکھانے کا مدعا

(۱) پڑھائی سکھانے کا مدعا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ف ۴/۴ ف ۶/۵

یہ ہے - کہ طلبا کو اِس قابل بنایا جائے کہ دوسروں کے لکھے ہوئے خیالات کو سمجھ سکیں - جیسا کہ وہ زباندانی اِس غرض سے سیکھتے ہیں کہ اَوروں کے زبانی خیالات کو سمجھ سکیں - یہ مدعا ہمیشہ مدرس کی آنکھ کے سامنے رہنا چاہیئے - کیونکہ پڑھائی کے سبق ظاہری صورت اکثر ایسی ہو جاتی ہے کہ اس سے مدرّس کا اصل مدعا فوت ہو جاتا ہے - پڑھائی کے سبق کے متعلق تین اَور باتیں ہیں - جو کہ سکھائی مناسب ہیں :-

(۱) تلفّظ +

(۲) بلند آواز سے پڑھنے کا فن +

(۳) قواعد اور انشا پردازی - یہ پڑھنا سکھانے کے نہ فقط مفید بلکہ ضروری اسباب ہیں - مگر مدرّس یہ نہ سمجھ لے کہ پڑھائی کے اصل اغراض ہی یہ ہیں - اور ان کو سب سے مقدم نہ رکھے - کیونکہ ان کے علاوہ ایک اَور غرض بھی ہے - اور وہ یہ ہے کہ لڑکوں میں پڑھنے اور مطالعہ کرنے کی محبت پیدا جائے - اور اُن میں تعلیمی مذاق بھی پیدا کیا جائے - مگر یہاں کے پرائمری سکول ابھی اس درجے تک نہیں پہنچے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۲) جیسا کہ اَور مضامین پڑھانے کا قاعدہ ہے - پڑھنا سکھانے میں بھی مدرس کا فرض ہے کہ طلبا کی پہلی واقفیت سے کام کرنا شروع کرے - ہر ایک لڑکا مدرسے میں داخل ہونے سے پہلے بہت سے الفاظ کو آواز سے پہچانتا ہے - مدرس کا یہ فرض ہے کہ اِسے سکھائے کہ وہ اُن الفاظ کو نظر سے بھی پہچان سکے - اس لئے جب کوئی لڑکا پڑھنا سیکھتا ہے - تو سب سے پہلے جو مشکل اُس کو پیش آتی ہے - وہ یہ ہوتی ہے - کہ اُسے لکھے ہوئے الفاظ کو دیکھ کر سُنے ہوئے الفاظ کی شکل میں ادا کرنا پڑتا ہے - پس وہ طریقہ جس میں مدرّس کو یقین ہو سکتا ہے - کہ لڑکا لکھے ہوئے نشانات کو درست ظاہر کرتا ہے - یہ ہے کہ لڑکوں کو بآواز بلند پڑھے سُنا جائے - پڑھائی کے زبانی سبقوں کا اصل اصول یہی یہی ہے - جیسا کہ تم پڑھ چکے ہو +

دوسرا بڑا اصول جس پر مدرس کو عمل کرنا چاہیئے - یہ ہے کہ سبق کو دلچسپ بنائے - تم یہ بھی پڑھ چکے ہو کہ جس قدر بچّہ چھوٹا ہوتا ہے - اُسی قدر اُس کی دلچسپی نزدیک کی چیزوں میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتی ہے - پس پڑھائی کے سبقوں کو دلچسپ بنانے کا صرف یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ بچے کو ایسی بات سکھائی جائے - جس کے وہ معنی سمجھ سکتا ہو +

طریق ابجد کے نقص

(۳) یہ بات ظاہر ہے -- اگر مدرس چاہے - کہ اپنے سبق کو دلچسپ اور قابلِ فہم بنانے کے اصول پر چلے - تو پھر ممکن نہیں کہ حروف ابجد سے پڑھائی شروع کرے - کیونکہ حروف ابجد کا تعلق لڑکے کی کسی پہلی واقفیت سے نہیں ہوتا - وہ الفاظ کی مکمل آوازوں کو پہچانتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ یہ حروف سے بنے ہوئے ہیں - اگر اُس کو مفرد حروف کا پہچاننا اور بولنا سکھایا جائے - تو اُن کے سیکھنے میں وہ کچھ دلچسپی نہیں لیگا - کیونکہ اُن کا استعمال اور فائدہ ابھی اس کی سمجھ سے بہت دور ہے -- مغربی ملکوں میں تو یہ نقص مدت سے ظاہر ہو چکا ہے اور وہاں اب کوئی تربیت یافتہ مدرس حروف ابجد سے پڑھائی شروع ہی نہیں کرتا - بلکہ جرمنی میں تو حروف ابجد سے پڑھائی شروع کرنے کی قانونی ممانعت ہو چکی ہے - مگر افسوس ہے کہ ہندوستان میں یہ بُرا طریقہ اب تک چلا آتا ہے - سکولوں میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عام طور پر پایا جاتا ہے - کہ چھوٹے چھوٹے لڑکے جن کو مدرسے داخل ہوئے سات سات آٹھ آٹھ مہینے گزر چکے ہوتے ہیں - ابھی تک حروف تہجی کے پڑھنے میں سر مارا کرتے ہیں - جو کہ بے معنی آوازوں کا ایک غیر دلچسپ سلسلہ ہے - اُردو پڑھنا سکھلانے کا یہ طریق بالکل بھدّا ہے - کہ طلبا کو حروف کی مکمل شکلیں دکھائی جائیں - کیونکہ حروف کی وہ شکلیں جو ابجد میں دی ہیں - اُن سب شکلوں سے بہت کم ملتی جلتی ہیں - جو حروف کے شروع الفاظ یا درمیان الفاظ میں واقع ہونے سے پیدا ہوتی ہیں - علاوہ بریں جیسا کہ اور زبانوں میں بھی پایا جاتا ہے - حروف ابجد کو ایک بے ڈھنگی ترتیب میں رکھا گیا ہے - اس بات کا لحاظ نہیں کیا گیا - کہ جو حروف عام استعمال کے ہیں - اُن کو پہلے رکھا جاتا ہے - چنانچہ اُن حروف پر پہنچنے سے پہلے جو عام استعمال میں آتے ہیں - بچّے کو کئی ایک غیر مستعمل حروف سیکھنے پڑتے ہیں ؛

درست طریقہ

(۴) مدرس کو چاہیئے کہ طلبا کو ایسے سادہ الفاظ سے پڑھانا شروع کرے - جن کی آواز اور معنی وہ پہلے ہی جانتے ہوں - بہتر تو یہ ہے کہ دلچسپی بڑھانے کے واسطے اُن الفاظ کو فقروں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی صورت میں جمع کیا جائے - یہ فقرے ایسے ہوں
کہ اِن میں ایک لفظ کئی بار آ جائے - مثلاً یہ
کیا ہے - یہ آم ہے - کس کا آم ہے - میرا آم
ہے - تیرا کیا نام ہے - میرا نام رام ہے - ایک
آم دو وغیرہ - (اب تم یہ دیکھ لوگے - کہ اگر اس
قسم کے فقروں کو جو اوپر دئے گئے ہیں -
تصویروں کے ساتھ واضح کیا جائے - تو یہ اور
بھی دلچسپ ہو جائینگے - آج کل کی تمام اچھی
کتابوں کی تصویروں کے ذریعے تشریح کی گئی
ہے) ÷

لڑکوں کو فقط فقروں کا پڑھنا ہی نہیں سکھانا
ہوگا - بلکہ یہ بھی سکھانا ہوگا کہ وہ علیحدہ علیحدہ
الفاظ کو جو فقروں میں دئے گئے ہیں - پہچان
سکیں - نیز اس بات کی مشق کرانی ہوگی کہ جب
ایک ہی لفظ بار بار فقروں میں واقع ہو - تو وہ اُسے
جھٹ پہچان لیا کریں ÷

جب لڑکا اِس قسم کے بہت سے جملوں کا
پڑھنا سیکھ چکے جو کہ اوپر دئے گئے ہیں - تو
وہ بہت سے ایسے الفاظ کو نظر سے پہچان لیگا -
جن کو پہلے وہ آواز ہی سے پہچانتا تھا - یہ ہرگز
ضروری نہیں کہ تمام الفاظ دو حرفی اور چھوٹے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چھوٹے ہوں - ہم ایک ایسا لفظ مثلاً خوبصورت - جس کی آواز اور معنی ہم اچھی طرح جانتے ہیں - زیادہ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں - بہ نسبت لفظ لحن کے جس کے آواز اور معنی ہم نے پہلے کبھی سُنے ہی نہیں - مگر آگے پڑھنا سکھانے میں یہ آسان ہوگا - کہ لمبے لمبے لفظ جو عام استعمال کے نہ ہوں - داخل نہ کیئے جائیں +

ف-۱۱

حروف کب سکھانے چاہئیں ؟

(۵) اب یہ ظاہر ہے کہ بچّے کے واسطے زبان کے تمام الفاظ آنکھ ہی کے ذریعے سیکھنا مشکل ہو جائیگا - اور اُن کے ہجا کرنے اور لکھنے میں تو اُس کو اور بھی زیادہ دقت پیش آئیگی - اب وہ وقت ہوگا - کہ پڑھائی سیکھنے میں اُس کو حروف کی قدر معلوم ہوگی - لکھائی کے ایجاد ہونے سے ہزارہا سال پہلے آدمی بولنا جانتے تھے - جب اوّل اوّل اُنہوں نے لکھنا شروع کیا - تو ہر ایک لفظ کے واسطے ایک علیحدہ نشان ایجاد کیا - چنانچہ اب بھی بعض پرانی زبانوں مثلاً چینی زبان کا یہی حال ہے - مگر لکھائی کے موجودہ طریقوں نے جو آج کل ہندوستان میں رائج ہیں - لفظوں کو توڑ پھوڑ کر ہر ایک آواز کے واسطے ایک حرف یا نشان ایجاد کیا ہے - اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قاعدے کے ذریعے جب بچے کو ہر ایک حرف کی آواز معلوم ہو جائے - تو وہ حروف کی آوازوں کو ملا کر ایک ایسا لفظ بنا سکتا ہے - جس کو نہ اس نے کبھی دیکھا ہو نہ سُنا - پس لڑکے کے واسطے حروف کی آواز کو پہچاننا ضروری ہے - تاکہ وہ نئے الفاظ پڑھنے کے قابل ہو سکے - اور ایسے الفاظ میں جو بظاہر دیکھنے میں ایک جیسے ہوں - جلدی سے فرق کر سکے - جیسا کہ اوپر کے نمونوں میں بیان کیا گیا ہے - جب لڑکا تھوڑے عرصے تک لفظوں کو نظر سے پڑھنا سیکھ چکے - تو اُس کو معلوم ہو جائیگا - کہ وہ الفاظ جن کی آواز قریباً ایک سی ہوتی ہے - ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں - گو ممکن ہے - کہ بعض اوقات وہ پڑھنے میں غلطی سے ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ پڑھ جائے - اب موقعہ ہوگا - کہ حروف پڑھانے شروع کئے جائیں - کیونکہ لڑکا اب اُن کی ضرورت کو محسوس کرنے لگ گیا ہے - پس جب جماعت اس درجے تک پہنچ جائے - کہ وہ کئی ایک الفاظ جن کی تعداد ۵۰ سے ۱۰۰ تک ہو - دیکھ کر پڑھ سکے - اور یہ بھی محسوس کرنے لگ جائے - کہ ایک جیسی آوازیں ایک جیسے تحریری نشانات سے ظاہر ہوتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں - تو مدرس لفظوں کی تجزی حروف میں کرنی شروع کرے - اگر ہم اوپر کے جملوں کو مثال کے طور پر لیں - تو ظاہر ہو جائیگا کہ ان میں بہت سے ایسے الفاظ ہیں جن کا آخری جُزو الف میم ہے - ایسی صورت میں مدرس ضرور دکھائیگا کہ آم کی آواز دو حروف سے نکلتی ہے جن میں ایک الف ہے اور دوسرا میم - اور ان حروف کے نام اور ان کی آواز دکھائیگا - دیگر جملے جو لڑکا پڑھے - اس ترتیب سے ہونے چاہئیں - کہ ان میں ایک سی آواز والے الفاظ شامل ہو اور پھر جب موقعہ ہو - تو مدرس اُن الفاظ کی تجزی کرکے بتائے کہ یہ فلاں فلاں حرف سے بنے ہیں +

انفرادی تعلیم کے نقص پڑھائی کے نقشوں یا تختۂ سیاہ سے اجماعی تعلیم دینے کا قاعدہ

(۶) مدرّسین کو یہ عادت ہوتی ہے کہ جب کوئی چھوٹا لڑکا سکول میں داخل ہو - تو اُس کے ہاتھ میں قاعدہ دیدیتے ہیں - پھر وقتاً فوقتاً جماعت میں گشت لگاتے ہیں، اور باری باری ہر ایک لڑکے کو ایک دو حروف دکھا دیتے ہیں - اب فرض کیا کہ ایک جماعت میں پندرہ لڑکے ہیں اور گھنٹہ ۳۰ منٹ کا ہے - تو اس طریق میں ہر ایک طالب علم کے حصّے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُستاد کی طرف سے تعلیم کے لئے صرف ۲ منٹ آئینگے - اور باقی وقت بیکار رہیگا - کیونکہ بڑے لڑکوں کی طرح چھوٹے لڑکے خود بخود نہیں پڑھ سکتے + انفرادی تعلیم کا ایک یہ طریقہ صرف اسلئے بیان کیا جاتا ہے کہ تم سمجھ لو کہ یہ درست نہیں ہے اور اُس کا حل صرف یہی ہے کہ بڑی جماعتوں کی طرح سب لڑکوں کو اکٹھا پڑھایا جائے - اب اگر یہ مان لیا جائے - کہ ہر ایک لڑکا اپنے قاعدے میں ان الفاظ کو جو مدرس یا کوئی دوسرا لڑکا بلند آواز سے پڑھ رہا ہو - دیکھ رہا ہے - تو اکثر ایسا ہوگا کہ اس کو وہ جگہ بھول جائیگی اور جب پڑھنے والا ایک لفظ پڑھ رہا ہوگا - تو یہ کوئی دوسرا لفظ دیکھ رہا ہوگا - اس طرح ہر دفعہ وہ ایسا کریگا - تو اُس کے سامنے اُس لفظ کی جو پڑھا جاتا ہے - غلط تصویر پیش ہوتی رہیگی - اور اس میں شک نہیں کہ زیادہ تر اسی نقص کو رفع کرنے کے واسطے انفرادی تعلیم کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے - گو یہ طریقہ بہت بیہودہ ہے اور اس میں بہت سا وقت بھی ضائع ہوتا ہے - درست طریقہ تو یہ ہے کہ تمام لڑکے ایک ہی جگہ سے پڑھیں - جس کو وہ دیکھ سکتے ہوں اور جو لفظ پڑھا جائے -

ف ۱۷/۹

ف ۱۷/۱۰

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مدرّس اُسے ساتھ ساتھ بتاتا بھی جائے - اب صاف ظاہر ہے کہ ایسی جگہ یا تو پڑھائی کا نقشہ ہو سکتا ہے یا تختۂ سیاہ - اس لئے چاہیئے کہ کبھی تو مدرس نقشے پر پہلے ایک جملہ پڑھے - اور پھر اُس کے پیچھے جماعت پڑھے اور وہ ہر ایک لفظ اُن کو دکھاتا جائے - کبھی لڑکوں سے باری باری کوئی جملہ یا جملے یا لفظ پڑھائے - اور پھر کسی لڑکے کو کہے کہ بتاؤ - فلاں لفظ پڑھائی کے نقشے پر کہاں کہاں لکھا ہے یا مختلف لڑکوں سے پوچھے کہ جس لفظ کی طرف میں اشارہ کرتا ہوں - بتاؤ - وہ کیا ہے - اس قسم کی مشقوں سے ساری جماعت مصروف بھی رہتی ہے - اور کام میں دلچسپی بھی لیتی ہے اور کوئی لڑکا بیکار بھی نہیں رہتا - ہاں اس طریقے کے استعمال میں ایک مشکل بھی ہے - جسے انفرادی تعلیم کے لئے اکثر ایک بہانہ پیش کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تعلیمی سال کے مختلف حصوں میں لڑکے سکول میں داخل ہوتے رہتے ہیں - سترھویں فصل میں پہنچ کر اس مشکل پر غور کیا جائیگا +

پہلی جماعت کی تعلیم کا خلاصہ

(۷) آؤ - اب ہم پہلی جماعت کی پڑھائی کے طریقۂ تعلیم کے قواعد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا خلاصہ بیان کریں :-

(۱) پڑھائی کے نقشوں اور تختۂ سیاہ سے پڑھنا سکھاؤ +

(۲) لڑکوں کو پڑھائی ایسے چھوٹے چھوٹے جملوں سے شروع کراؤ جو اُن سادہ الفاظ سے بنے ہوں - جنہیں لڑکے پہلے جانتے ہوں اور جن کی آواز ایک قسم کی ہو +

(۳) جب لڑکے ۵۰ سے لیکر ۱۰۰ تک الفاظ کا پہچاننا سیکھ جائیں - تو پھر اُن کو بتاؤ - کہ الفاظ کی آوازیں کس طرح حروف کی آوازوں میں علیحدہ علیحدہ ہو سکتی ہیں +

(۴) بچّوں کو سکھاؤ کہ حروف کے نام اور اُن کی آوازیں پہچانیں - یہ حروف ابجد کی مقرر ترتیب میں نہ رکھو - بلکہ جو حروف عام استعمال میں آتے ہیں - اُن کو پہلے سکھاؤ +

(۵) تلفّظ کی احتیاط کرو - جو لوگ پڑھنا نہیں جانتے خواہ وہ بچّے ہوں یا بڑے - الفاظ کے تلفّظ میں ضرور غلطی کر جاتے ہیں - اور یہی وجہ ہے - کہ ہندوستان میں مختلف زبانیں ہو گئی ہیں - مگر لکھی ہوئی زبان کو بولنے کا صرف ایک ہی درست طریقہ ہو سکتا ہے اور مدرّس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو چاہیئے کہ جونہی پہلے پہل لڑکا سکول میں داخل ہو - اُسی طریق سے اُسے بولنا سکھائے +

دوسری جماعت عام قاعدے

(۸) پہلی جماعت کی تعلیم ختم کرنے کے بعد لڑکے بہت سے الفاظ کو نظر سے پہچاننے لگ جاتے ہیں - اور یہ بھی سیکھ جاتے ہیں کہ جس لفظ کو اُنہوں نے پہلے نہیں پڑھا - اُس کے حروف کے آوازوں کو کس طرح ملاکر اُس کی آوازہ معلوم کر سکتے ہیں - اب وہ وقت آتا جاتا ہے - کہ (۱) بچّوں کو ایسے نئے لفظ پڑھائے جائیں - جن کے معنی وہ پہلے نہیں جانتے - (۲) اُن کو پڑھائی کی اصل غرض کی طرف متوجہ کیا جائے - یعنی دیکھے ہوئے مضمون کا مطلب سمجھایا جائے +

نئے الفاظ پڑھانا

قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں - کہ الفاظ علم کے زینے ہیں - پڑھائی کی کتابوں کے تمام عمدہ سلسلے وہ ہیں - جن میں آہستہ آہستہ نئے اور مفید الفاظ ڈالے جائیں - مدرس کو چاہیئے - کہ ایسے الفاظ کی تلاش میں رہے - جن کی نسبت گمان ہو - کہ لڑکے انہیں نہیں جانتے - اور صاف الفاظ میں اُن کی تشریح کرنے کے لئے بھی تیار رہے +

ف ۳/۴

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہم لفظوں کو ایک نظر سے دیکھ کر کس طرح پہچان لیتے ہیں۔ اُس کا استعمال۔ پڑھائی کا سکھانا۔

(۹) مدرس کا مدعا یہ ہونا چاہیئے کہ طلبا کو سکھائے۔ کہ وہ نئے لفظوں کو دیکھتے ہی پہچان لیا کریں۔ جو شخص پڑھ سکتا ہے۔ وہ پڑھنے میں علیحدہ علیحدہ حروف کا ہجا نہیں کرتا۔ بلکہ دیکھتے ہی ان کو پہچان لیتا ہے۔ اور جس قدر جلدی وہ الفاظ کو پہلی نظر میں پہچان سکتا ہے۔ اُسی قدر وہ اچھا پڑھ سکتا ہے۔ اور جس قدر وہ اچھا پڑھ سکتا ہے۔ اُسی قدر زیادہ توجہ مضمون کے مطلب کو دے سکتا ہے۔ تم جو اِس کتاب کو پڑھ رہے ہو۔ تم فقروں کو ہرگز اس نظر سے نہیں دیکھتے۔ کہ وہ کن کن حروف اور الفاظ سے مرکب ہیں۔ تمہاری توجہ صرف مطلب کی طرف ہے۔ اس کی یہی مثال ہے۔ کہ جب کوئی شخص ایک بات کہتا ہے۔ تو تم اُن الفاظ پر غور نہیں کرتے۔ جو کہ وہ استعمال کرتا ہے۔ بلکہ جو وہ کہتا ہے۔ اس کا مطلب سمجھتے ہو۔ جن مدرسین نے اپنے فن کی تعلیم حاصل نہیں کی۔ اُن میں یہ بڑا بیہودہ دستور پایا جاتا ہے۔ کہ پڑھانے سے پہلے ہر لفظ کا ہجا کراتے ہیں۔ پہلی جماعت میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ پڑھائی میں حروف

ب ۱/۱

ف ۱۲/۸

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی وقعت کیا ہے اور وہ فقط اتنی ہے کہ اُن کی آوازوں کو ملا کر لڑکا ایک ایسی آواز پیدا کر سکتا ہے۔ جس کو پہلے اُس نے لکھا ہوا نہیں دیکھا اور یہ بات بڑوں پر بھی ویسی ہی صادق آتی ہے۔ جیسی چھوٹوں پر۔ مثلاً علم طبعی کے پڑھنے میں اگر کوئی نیا لفظ تمہارے سامنے آ جائے۔ تو تم اُس کے حروف کی آوازوں کو ملا کر اُسے درست پڑھ لوگے۔ اور جب ایک دفعہ تم ایسا کر لوگے اور اُس کے معنی بھی سمجھ لوگے۔ تو بعد میں اُس لفظ کو تم پہلی نظر سے ہی پہچان لیا کروگے۔ خواہ وہ کتنا ہی لمبا کیوں نہ ہو۔ مثلاً تم لفظ ممتحن کو اُتنی ہی جلدی پہچان سکتے ہو جتنی کہ لفظ ذنب کو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے لفظ کو تم عام طور پر جانتے ہو۔ گو وہ دوسرے لفظ کی نسبت زیادہ لمبا ہے۔ یہی حال لڑکوں کا ہے۔ جس لفظ کا پڑھنا لڑکے نے سیکھ لیا ہو۔ اُسے وہ اس قدر آسانی سے پہچان لیگا جس قدر حرف کو۔ اگر لڑکے کے سامنے کوئی ایسا لفظ آ جائے۔ جو کہ اُس کے لئے بالکل نیا ہے۔ تو اُسے چاہیئے کہ اپنے دل میں اُن حروف کی آواز پر غور کرے۔ جن سے وہ بنا ہے اور پھر اُس کے بولنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ اُسے غلط بولے تو لفظ کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تختۂ سیاہ پر لکھ دو۔ جہاں سے تمام لڑکے اچھی طرح دیکھ سکیں۔ پھر خود بول کر سناؤ اور اُس حرف پر زور دو جس کو یا تو لڑکا چھوڑ گیا تھا یا جس کا تلفظ غلط بولا تھا۔ مگر اُس کو یہ اجازت نہ دو۔ کہ وہ اونچی آواز سے حرفوں کا نام لے اور پھر اُس لفظ کو بولے۔ حروف کے نام اُن کی آوازوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ اور اُردو میں جو تصویر حرف کا نام پیش کرتا ہے۔ وہ اُس حرف کی مکمل شکل کی تصویر ہوتی ہے۔ نہ حرف کی۔ مثلاً اگر لڑکا مٹر پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو اور اُس سے میم۔ ٹے۔ رے کہلایا جائے۔ تو جو تصویر اُس کے سامنے پیش ہوگی۔ وہ مَ۔ ٹَ۔ رَ کی ہوگی نہ مٹر کی ؛

اس جماعت میں مضمون کو سمجھ کر پڑھنے کی وقعت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

(۱۰) پس مدرس کو خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ابھی تک لڑکوں کو لکھے ہوئے الفاظ کے درست بولنے میں جو تکلیف معلوم ہوتی ہے۔ وہ عبارت کا مطلب سمجھنے سے تو اُن کو نہیں روکتی۔ یہ امر کہ بچے اِس میں کس قدر دلچسپی لیتے ہیں۔ خاص کر پڑھائی کی کتاب کے مضمون پر منحصر ہے۔ اگر لڑکا وقفوں کے نشان دیکھنے کے بغیر عبارت کو سیدھا پڑھتا چلا جائے۔ تو تم کو یقین ہو سکتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ جو کچھ وہ پڑھ رہا ہے - اُس میں دلچسپی نہیں لے رہا ہے - کیونکہ یہ بالکل ممکن ہے کہ لڑکا صفحے کا صفحہ صاف پڑھ جائے - اور اُس کو کچھ بھی سمجھ نہ آئے کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں - مدرّس کو چاہیئے - کہ سبق کے اثنا میں اور خاص کر اُس کے خاتمے پر سوال پوچھے - تاکہ اُس کو معلوم ہو جائے کہ لڑکوں نے صرف الفاظ کو ہی نہیں سمجھا - بلکہ عبارت کا مضمون بھی سمجھ لیا ہے - اور اُس کو کوشش کرنی چاہیئے کہ سبق میں طلبا کے شوق کو تیز کرے - اگر کتاب اچھی لکھی ہوئی ہو اور اُس میں تصویریں اچھی دی ہوئی ہوں - تو مدرس کو اِس کام کی تکلیف نہیں ہوگی +

سوم جماعت

(۱۱) جب طلبا اس جماعت میں پہنچ چکتے ہیں - تو اُنہیں دیکھتے ہی الفاظ کے پڑھ لینے میں کچھ مشکل نہیں ہوتی یا ان الفاظ کو درست ادا کرنے میں جن کو اُنہوں نے پہلے نہ کبھی دیکھا ہے نہ سُنا - بے شک مدرس کو چاہیئے کہ وہ دیکھتا رہے کہ نئے الفاظ کو طلبا نے درست ادا کیا ہے - اور اُن کے معنی سمجھ لئے ہیں - مگر اب وہ اس طرف زیادہ توجہ دے سکتا ہے کہ آیا طلبا نے مضمون کو بھی اچھی طرح سمجھا ہے یا نہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(ب) اچھی طرز بیان پر غور کرنا چاہیئے۔

ہم پڑھ چکے ہیں۔ کہ دوسری جماعت میں لڑکوں کو سکھانا چاہیئے۔ کہ وہ وقفوں کے نشانات پر ذرا ٹھیر جایا کریں۔ اس جماعت میں لڑکوں کو مزید بات یہ سکھانی ہوگی۔ کہ وہ اپنے طرز بیان سے کس طرح ظاہر کر سکتے ہیں کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں۔ اُسے سمجھتے بھی ہیں اور اُس میں دلچسپی بھی لیتے ہیں۔ بلند آواز سے پڑھنے کا فن یہی ہے۔ پہلے لڑکوں کو چاہیئے کہ قدرتی لہجے میں پڑھیں۔ جیسا کہ وہ معمولی گفتگو کرتے ہیں۔ اور بلند اور بے مزہ آواز میں نہ پڑھیں۔ ایک مشہور رومن سینیر نامی کا ذکر کرتے ہیں۔ جس کو مرے دو ہزار سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے کہ جب اُس نے ایک مدرسے کا معائنہ کیا۔ تو لڑکوں کو یہ کہا کہ اگر تم گا رہے ہو۔ تو تمہارا گانا بہت خراب ہے۔ اور اگر تم پڑھ رہے ہو۔ پھر گاتے کیوں ہو۔ جو بات سینیر نے دو ہزار سال پہلے کہی تھی۔ وہ ہمارے اکثر مدارس کی نسبت آج کہی جا سکتی ہے۔

ٹھیر ٹھیر کر پڑھنا

جیسا کہ بولنے میں ہم وقفے کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح پڑھنے میں بھی اُن وقفوں کے علاوہ جو نشانات سے ظاہر کئے جاتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیگر وقفے ہوتے ہیں - پس مدرس کو چاہیئے کہ لڑکوں کو سمجھائے کہ وہ پڑھنے میں بھی ویسے ہی وقفے کیا کریں - مثلاً اِس اوپر کے فقرے کو ہی لے لو - جو بات | سینرر نے | دو ہزار برس پہلے کہی تھی وہی بات | ہمارے اکثر سکولوں کی بابت | آج کہی جا سکتی ہے - تم دیکھ لوگے کہ اس جملے کو پڑھنے میں آخری وقفے سے پہلے پانچ چھوٹے چھوٹے وقفے کرنے پڑتے ہیں - لڑکے کو سیکھنا چاہیئے کہ پڑھتے وقت الفاظ کو اِس طرح جمع کرے - کہ ہر فقرے کے بعد تھوڑا سا ٹھیر سکے ÷

تاکید لفظی اوپر کے جملے میں ضروری الفاظ - مثلاً سینرر - وہی - ہمارے پر زور دینا چاہیئے - اور جملے کے خاتمے پر آواز کو دھیما نہیں کر دینا چاہیئے - اس طریق پر عمل کرنے سے جماعت ایک قدرتی اور خوشگوار لہجے میں پڑھنا سیکھ جائیگی اور لڑکوں کی طرز بیان سے مدرس معلوم کر لیگا - کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں - وہ اُسے سمجھتے بھی ہیں - اور اس میں دلچسپی بھی لیتے ہیں ÷

قواعد اور زبانی انشا پردازی - (۱۳) اس جماعت میں قواعد اور زبانی انشا پردازی سکھانے کے واسطے پڑھائی کے سبقوں کا استعمال شروع ہوتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے - قواعد کا فائدہ صرف یہ ہے - کہ انشا پردازی کے درست کرنے میں مدد دیتی ہے اور قواعد صرف اس قدر سکھائی چاہیئے - جو اُس تھوڑی سی انشا پردازی میں مدد دے جو پرائمری سکولوں میں کرائی جاتی ہے +

قواعد جملوں کے ذریعے سکھانی شروع کرنی چاہیئے - کیونکہ انشا پردازی کا جزو جملے ہی ہؤا کرتے ہیں - ابتدا میں جو مشقیں دی جائیں - وہ اس قسم کی ہوں - کہ طلبا سے پوچھا جائے - کہ جو جملہ تم نے پڑھا ہے - اس میں فاعل جس کی نسبت کچھ کہا گیا ہے - وہ کونسا ہے اور فعل یعنی جو کچھ فاعل کی نسبت کہا گیا ہے - وہ کونسا ہے - فرض کیا کہ طلبا نے یہ جملہ پڑھا ہے - وہ بڑا حیوان لمبے سینگ رکھتا ہے" - اب مدرس یہ سوال کرے - کہ لمبے سینگ رکھتا ہے - کس کی نسبت کہا گیا ہے - طلبا جواب دینگے کہ بڑے حیوان کی نسبت - تب بتائے - کہ وہ بڑا حیوان فاعل معہ صفات ہے - اور باقی جملہ فعل معہ متعلقات ہے - اسی طرح سمجھائے کہ سادہ جملوں میں فاعل تو اسم ہوتا ہے - اور جو کچھ اس کی بابت کہا جاتا ہے - وہ فعل ہوتا ہے - اگر اس طرح چھوٹے چھوٹے جملوں کے ذریعے مشق کرائی جائے - تو طلبا اپنی کتابوں سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فعل فاعل بتانے کے قابل ہو جائینگے - اب چونکہ قواعد انشا پردازی کی خاطر پڑھائی جاتی ہے - اسلئے مدرّس کو چاہیئے کہ وہ بعض اسموں کا نام لے اور طلبا اُن کے ساتھ فعل لگاتے جائیں - پھر اسی طرح فعلوں کا نام لے اور طلبا ان کے ساتھ اسم لگاتے جائیں - اسی طرح مشق کرانے سے اُستاد طلبا کو سکھا دیگا - کہ جو قواعد اُنہوں نے پڑھی ہے - اُسے سادہ فقروں میں کس طرح استعمال کر سکتے ہیں ؟

درجۂ چہارم خاموشی سے پڑھنا بہت ضروری ہے -

(۱۴) کسی پرائمری سکول کی اعلےٰ جماعت میں مدرّس کا یہ کام ہوگا - کہ بلند آواز سے پڑھنے کے فن میں لڑکوں کو طاق کر دے - اور خاموشی سے پڑھنے کی بھی مشق کرائے - جو کہ آئندہ زندگی میں بہت مفید ہوگی - بلند آواز سے پڑھنا ایک خوشگوار فن ہے - مگر بہت سا پڑھائی کا کام جو انسان کو زندگی میں کرنا پڑتا ہے - خواہ مطالعہ ہو - خواہ کاروبار یا تفریح کے واسطے تمام خاموشی سے کرنا ہوگا - گو اس قسم کی پڑھائی کی ضرورت بہت پڑتی ہے - مگر اس کی مشق پرائمری سکول میں بہت کم کرائی جاتی ہے +

خاموشی سے پڑھنا سکھانے کا طریق -

مدرّس کو چاہیئے - کہ ہفتے میں ایک یا دو دفعہ قریباً بیس منٹ کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وقفہ طلبا کو دیا کرے - تاکہ وہ اُس وقت میں خاموشی سے پڑھا کریں - اور پھر بذریعۂ سوالات معلوم کیا کرے کہ مقررہ وقت میں اُنہوں نے کتنا پڑھا ہے - اور جو کچھ اُنہوں نے پڑھا ہے - اُس کو سمجھے بھی ہیں یا نہیں ؟ مدرّس اُن طلبا کو خاص توجہ دے جو ٹھیر ٹھیر کر پڑھتے ہوں اور دوسری دفعہ جب اَور لڑکے خاموشی سے پڑھ رہے ہوں - تو یہ زبانی سبق کے ذریعے اُن کی مدد کرے - کیونکہ ممکن ہے کہ ابھی تک وہ الفاظ کو دیکھتے ہی نہ پہچان سکتے ہوں - اگر کوئی لڑکا مطالعہ کرتے وقت جلد جلد دل میں پڑھ سکے - اور جو کچھ پڑھے - اُس کے معنی بھی سمجھ سکے - تو یہ اُس کے لئے بہت مفید ہے - مگر مدرس کو چاہئے کہ جن لڑکوں نے اس قدر جلدی پڑھا ہو - کہ پڑھے ہوئے کا مطلب یاد نہ رکھ سکتے ہوں - اُن کو روک دے - کیونکہ اس قسم کا پڑھنا کچھ کچھ فائدہ نہیں رکھتا ؛

قواعد اور زبانی انشا پردازی

(۱۵) اس جماعت میں پہنچ کر لڑکے تحریری انشا پردازی شروع کر دینگے - مگر اس کی کوئی وجہ نہیں کہ کیوں وہ زبانی انشا پردازی کو بند کر دیں - کیونکہ یہ تو تحریری انشا پردازی کو مدد دیتی ہے - بہت مفید مشق لڑکوں کے واسطے یہ ہوگی کہ اسم اور فعل کے ساتھ متعلقات ملایا کریں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور دو سادہ جملوں سے مرکب جملے بنایا کریں۔ مثلاً جو جملہ اوپر دیا گیا ہے - اُس کی سب سے سادہ صورت یہ ہوگی کہ "یہ جیوان سینگ رکھتا ہے"۔ طلبا کو دکھایا جائے کہ یہ متعلقات "جو کہ تم تصویر میں دیکھتے ہو"۔ اور "سر پر" کس طرح اس کے معنوں کو واضح کرتے ہیں - ابتدا میں لڑکے جو جملے لکھتے ہیں - اُن میں یہ کمی ہوتی ہے - کہ وہ متعلقات نہیں رکھتے اور اس لئے واضح نہیں ہوتے - پس طلبا خود بخود اِن اصطلاحات کے نام سیکھ جائینگے - یعنی مبتدا اسمائے صفت، متعلقات فعل - حروف عطف وغیرہ - بچّوں کا میلان اس طرف ہوتا ہے کہ وہ اپنے تمام بیانات کو ایسے سادہ جملوں میں ادا کرتے ہیں - جو کہ لفظ اَور کے ساتھ ملائے گئے ہوں - مثلاً مذکورۂ بالا جملے کی صورت میں چھوٹے لڑکے کو یوں کہنے کی ترغیب ہوگی - "میں تصویر میں ایک بڑا جیوان دیکھتا ہوں" - اس کے سر پر سینگ ہیں - مدرس کو چاہیئے کہ کتاب سے مرکب جملے لے کر ان سے اُسی قسم کے سادے جملے بنوائے - اور بچوں کو سمجھائے - کہ یہ جملے کس طرح بن سکتے ہیں ؟ مگر یہ تمام مشقیں تختۂ سیاہ کی مدد سے کرانی چاہئیں - اگر پڑھائی کے سبقوں میں اس قسم کی سادہ مشقیں

ف ۱۰/۱۳

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دی جائیں - تو لڑکوں کے اُن جملوں میں بہت ترقی ہوگی جو وہ اپنی تحریری انشا پردازی میں استعمال کرتے ہیں +

فصل دہم

لکھائی سکھانا

لکھائی سکھانے کا مقصد

(۱) ہم لکھنا اس واسطے سیکھتے ہیں - کہ گفتگو کے علاوہ ایک اور ذریعے سے دوسروں کے ساتھ بات چیت کر سکیں - اِس لئے لکھائی سکھانا قدرتاً دو حصوں تقسیم ہو جاتا ہے :-

(۱) لڑکوں کو یہ سکھانا کہ جو لفظ زبان سے نکلتے ہیں اُنہیں کاغذ پر کس طرح ظاہر کیا جاتا ہے - ہجا کرنا بھی اسی میں آ جاتا ہے - مگر چونکہ یہ پرائمری سکول کے کام کا بڑا ضروری حصّہ ہے - اسلئے اس کا ذکر ایک علٰحدہ فصل میں کیا جائیگا +

(۲) لڑکوں کو یہ سکھانا کہ وہ اپنے خیالات کو کاغذ پر کس طرح درست اور قواعد کے مطابق ظاہر کر سکتے ہیں - اس کو عموماً تحریری انشا پردازی کہتے ہیں اور یہ فے الحقیقت زبانی انشا پردازی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے بعد ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے - مگر جبکہ لکھے ہوئے نشانات سے لفظوں کو پہچاننے میں لڑکوں کی ابتدائی تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں - تو جیساکہ پڑھائی کا سبق اُن کے لئے مطالعہ کے فن اور علم ادب کا سبق بن جاتا ہے - اسی طرح جب وہ خوشخط لکھنا سیکھ لیتے ہیں - تو لکھائی کا سبق اُن کے لئے انشا پردازی کا سبق ہو جاتا ہے ؛

طریقہ - پہلا درجہ - معمولی طریقے کے نقص

(۲) پرائمری سکولوں کے طلبا پڑھائی کے ابتدائی سبقوں کی طرح لکھائی کے ابتدائی سبقوں کو بھی تھوڑا ہی سمجھ کر پڑھتے ہیں اور ان میں بھی کم ہی دلچسپی لیتے ہیں - مگر یہ سبق ذرا زیادہ دلچسپ اسلئے ہوتے ہیں کہ پڑھائی میں جو لڑکا آدھ گھنٹہ قاعدے کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھتا رہتا ہے - اُس کو تو اُس کے صبر کا اجر کچھ نہیں ملتا - مگر لکھائی میں جس لڑکے کو سیاہی قلم اور تختی دے دی جاتی ہے - اُسے کم از کم اتنا معلوم ہوتا ہے کہ میں کسی کام میں لگا ہوا ہوں - گو جو نشانات وہ تختی پر بناتا ہے - اغلباً بیفائدہ ہوتے ہیں اور بسا اوقات بے معنی ہوتے ہیں اور اگرچہ وہ اس کام کو بہت دلچسپ نہیں پاتا - مگر بدیں خیال کہ میں کچھ سیکھ رہا ہوں - اپنے آپ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو اور بسا اوقات اُستاد کو بھی دھوکا دیتا ہے +

پڑھنے کی طرح لکھنا بھی چھوٹے چھوٹے لفظوں سے شروع کرنا چاہیئے -

(۳) اس کی کوئی وجہ نہیں کہ لڑکے کو لکھنے میں ویسی ہی دلچسپی نہ دلائی جائے - جیسی اُسے پڑھنے میں دلائی جا سکتی ہے - عموماً مبتدیوں کو شروع ہی میں ابجد کے تمام حروف مکمل شکلوں میں لکھائے جاتے ہیں - اب تمام حروف مکمل شکلوں میں لکھنے کی لیاقت اتنی توقعت نہیں رکھتی جتنی کہ ان حروف کو الفاظ کے ابتدا اور درمیان میں لکھنے کی لیاقت وقعت رکھتی ہے - جس شکل میں وہ عام طور دیکھے جاتے ہیں - ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ پڑھنے اور لکھنے کا ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی قریب تعلق ہے - ان خیالات سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مبتدی کو ہمیشہ سادہ الفاظ سے لکھائی شروع کرانی چاہیئے - ابتدا میں یہ ضروری ہے کہ یہ لفظ بہت چھوٹے ہوں - اور ایسے فقروں میں جمع کئے جائیں - جن سے خاص حروف کا لکھنا آ جائے - مثلاً اُردو میں اس قسم کے فقرے - یہ نہ لو - وہ دے دو، حروف ہ اور و کی تشریح کرینگے - لفظ یہ - نہ - وہ اور لو - علاوہ ازیں کہ زبان میں عام طور پر پائے جاتے ہیں - لکھنے میں بہت ہی آسان ہیں - اور فی الحقیقت حروف ع اور س کی نسبت

ف ۱۲

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو زیادہ آسان ہیں - جو لڑکا ایسے چھوٹے چھوٹے لفظ اور فقرے لکھ رہا ہو - جیسے کہ اوپر دئے گئے ہیں - وہ سمجھتا ہے کہ میں کچھ کر رہا ہوں اور اُس میں دلچسپی بھی لیتا ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ فی الواقع میں کسی مفید چیز کا لکھنا سیکھ رہا ہوں +

حروف کی لکھائی شروع کرنا -

(۴) جیسا کہ ہم پڑھائی کے بیان میں بتا چکے ہیں - لکھائی میں بھی دوسرا درجہ یہ ہوگا - کہ لفظوں کو توڑ کر وہ حروف بنائے جائیں جن سے وہ مرکب ہیں - اسلئے اچھا طریقہ یہ ہوگا - کہ لڑکے کو کہا جائے کہ اپنا نام لکھے - یقین ہے - کہ وہ اُسے بڑے شوق سے لکھنا چاہیگا - پھر اس کو یہ بتایا جائے کہ اگر کوئی لمبا نام لکھنا پڑ جائے - تو اُسے کیا مشکل پیش آئیگی اور کس طرح اُس نام کو توڑ کر حروف بنائے جا سکینگے - اب اُس کو ضرورت محسوس ہوگی - کہ وہ علیحدہ علیحدہ حروف کا بنانا سیکھے اور ایسا کرنے کے لئے اُس کے سامنے ایک غرض بھی ہوگی - اس طرح تم لڑکوں کے شوق کو اپنی طرف متوجہ کر لوگے اور لڑکے پُرانے غیر دلچسپ طریق کی نسبت دُگنی جلدی سے ترقی کرینگے +

لکھائی سکھانی چاہیئے

(۵) یہ تو ہم سیکھ چکے ہیں کہ پہلے سبقوں کا مصالح کیا ہونا چاہیئے - آؤ - اب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ذرا طریقے کی طرف بھی دیکھیں - فرض کرو - کہ ایک شخص گاڑیاں بنانا سکھاتا ہے اور وہ اپنے شاگردوں کے سامنے آپ نمونے کی گاڑی - لکڑی اور ہتھیار رکھ دیتا ہے - پھر اُنہیں کہتا ہے کہ اس مصالح سے جیسی اچھی گاڑی تم بنا سکتے ہو - بناؤ - اب بتاؤ کہ ایسے شخص کو کون کہیگا کہ یہ بھی اُستاد ہے - اور اگر اُس کے شاگرد شکایت کریں - تو وہ ضرور راستی پر ہونگے - اب پرائمری سکولوں میں لکھائی سکھانے کا جو طریقہ عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے - بعینہٖ اسی طرح ہے - غریب لڑکوں کو قلم اور دوات دیدی جاتی ہیں اور پھر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ خود معلوم کریں کہ کس طرح حرف بنائے جاتے ہیں - یہ بات ظاہر ہے کہ لکھائی کے ابتدائی سبقوں میں بچّوں کی نقل کی عادت سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے ٭

نمونے تختۂ سیاہ پر دینے چاہئیں

(۶) تمام نمونے مدرس تختۂ سیاہ پر جماعت کے سامنے دے اور جہاں وہ لکھ رہا ہو - اُس سے عین دائیں طرف کھڑا ہو - تاکہ سب لڑکے دیکھ سکیں - کہ وہ حروف کس طرح بنا رہا ہے - اگر قدرتاً اُس کا خط اچّھا نہیں - تو وہ خود مشق کرے - مگر اُس کو یقین رکھنا چاہیئے - کہ بچّوں کو بے نقص کاپی سلپ نقل کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لئے دے کر وہ اپنی نسبت زیادہ اچھی لکھائی نہیں سکھا سکتا - کاپی سلپ خود مدرس کے لئے تو مفید امداد ہے - مگر مبتدیوں کے استعمال کی چیز نہیں ؛

درست حروف بنانے کی ضرورت

اگر ہم چاہیں کہ بچّے درست حروف لکھنے کی عادت سیکھ لیں - تو ضرور ہے - کہ پہلی جماعت میں لکھنا بہت احتیاط سے سکھایا جائے - بعض اوقات جبکہ بچّے کچھ تو دائیں سے بائیں اور کسی قدر بائیں سے دائیں طرف قلم لاکر حروف کو ملاتے ہیں - اور بعد از آں ان کو پُر کرتے ہیں - تو خوبصورت شکلیں تو پیدا ہو جاتی ہیں - مگر یہ نتائج بالکل بے سود ہوتے ہیں - کیونکہ یہ تحریری حروف نہیں - بلکہ شکلیں ہیں جو کہ سیاہی سے بنائی گئی ہیں - شروع سے بچّے کو اسی طرح لکھنا سکھانا چاہئے - جیسا کہ وہ تمام عمر لکھا کریگا - یہ عادت نہیں ڈالنی چاہئے کہ لڑکا پہلے لکھے اور بعد میں اُن کو پُر کرے - غلط طریقے سے حرف بنانے یا مجموعہ حروف کے درمیان قلم اُٹھانے کی عادت اگر ایک دفعہ پڑ جائے - تو بڑی مشکل سے جاتی ہے - اس لئے جو نمونے دئے جائیں - ایسی احتیاط سے دئے جائیں کہ بتدریج مشکل ہوتے چلے جائیں - تاکہ تختۂ سیاہ پر ایک ہی دفعہ غور سے دیکھ کر لڑکا ہر ایک ثابت لفظ کو سمجھ لے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور تختی سے قلم یا آنکھ اُٹھانے کے بغیر لکھ لے۔ چار پانچ حروف کے لفظ پہلی جماعت کے لئے موزوں نہیں۔کیونکہ اس جماعت کا لڑکا اتنے بڑے لفظ کی تصویر دماغ میں قائم نہیں رکھ سکتا +

لکھائی بلا ضرورت موٹی نہیں ہونی چاہیئے

(۷) پہلے وقتوں میں یہ دستور تھا۔کہ چھوٹے لڑکوں سے بڑے بڑے حروف لکھائے جاتے تھے۔اور بدقسمتی سے یہ دستور اس ملک میں ابھی تک جاری ہے۔لڑکوں کو باریک دستخط پکانے سے روکنے اور اس امر کی تسلّی کے لئے کہ وہ حروف صاف صاف لکھتے ہیں۔ یہ بہتر ہے کہ اُس دستخط کی نسبت جو وہ اخیر میں اختیار کرینگے۔ذرا موٹا لکھا کریں۔ مگر اس کی کوئی معقول وجہ نہیں ہو سکتی۔کہ کیوں اُن کو بہت بڑے بڑے حروف کا لکھنا سکھایا جائے اور اگر ذرا بھی غور کی جائے۔تو معلوم ہو جائیگا۔کہ یہ طریقہ غیر معقول اور خلاف طبع ہے۔ جب بڑے آدمی کے لئے جس کے ہاتھ اور بازو لمبے ہوتے ہیں۔ایسے حروف کا صاف لکھنا مشکل ہوتا ہے۔تو چھوٹے بچّوں کے لئے جن کے ہاتھ اور بازو چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔اور بھی زیادہ مشکل ہوگا۔ مبتدیوں کے واسطے بحساب اوسط چوتھائی انچ کے اونچائی کافی ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مشق نستعلیق کی ضرورت اور فائدہ

(۸) تاکہ بچّے یکساں اونچائی کے حروف لکھ سکیں - تختیوں پر لکیریں کھینچ دینی چاہئیں - لکھائی سکھانے میں مدرسین کی غفلت اس امر سے بخوبی واضح ہوتی ہے کہ وہ بچّوں کو کہتے ہیں کہ اپنے لئے خود لکیریں کھینچیں - اس امر کے بیان کی کچھ ضرورت نہیں کہ جو لکیریں اس طرح بے قاعدہ کھینچی جاتی ہیں - اگر بچے ان کے درمیان لکھنے کی کوشش کریں بھی - تو بجائے مدد کے وہ اُن کے لئے رکاوٹ ہو جائینگی - مدرس کو لکیریں خود کھینچنی چاہئیں - مگر چونکہ ہر دفعہ لکھائی کا سبق شروع کرنے سے پہلے تازہ لکیریں کھینچتے ہیں - ہر روز اُس کا بہت سا وقت ضائع ہو جائیگا - اس لئے بہتر ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے ایک ہی دفعہ لکیریں کھینچ دے - یہ لکیریں یہ تو کسی ایسی چیز سے کھینچی جائیں - جو مٹنے والی نہ ہو یا چاقو کے ذریعے باریک لکیریں کھود دی جائیں - کیونکہ اس طرح کھینچی ہوئی لکیریں قلم کی حرکت کو نہیں روکینگی +

دوسرا درجہ - کاپی سلپ اور عبارت کا نقل کرنا

(۹) جب بچّے یہ سیکھ چکیں - کہ مدرس کو تختۂ سیاہ پر لکھتے ہوئے دیکھ کر حروف کس طرح بنائے جاتے ہیں - اور درست لکھنے کی بھی عادت سیکھ لیں - تو مدرس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے لئے ممکن ہوگا - کہ وقت بچانے کے خیال سے
کاپی سلیپ کا استعمال یا عبارت کا نقل کرانا شروع
کرائے - اگلی فصل میں یہ بتایا جائیگا کہ ہجا سکھانے
میں عبارت کا نقل کرانا کس قدر مفید ہے ؟ مگر ف ۱۱/۱۲
ہندوستان میں جہاں پڑھائی کی کتابوں کے چھپے
ہوئے حروف یکساں ہوتے ہیں - لکھنا سکھانے میں
نقل کا استعمال کرنا ایک مفید امداد ہے ÷

جماعت کو یکساں رکھنا چاہیئے -

(۱۰) جماعت کو ضرور یکساں رکھنا چاہیئے جو طلبا لکھائی میں اچھے
ہوتے ہیں - ان میں یہ میلان پایا جاتا ہے کہ وہ
بہت تیزی سے لکھتے ہیں اور قبل از وقت اپنا
علیحدہ دستخط پکا لیتے ہیں - مدرس کو چاہیئے کہ ایسے
طلبا کو منع کرے اور جو غلطیاں تمام لڑکوں میں
مشترک پائی جائیں - اُن کو تختہ سیاہ پر لکھ کر
سمجھائے اور طلبا کو بتائے کہ وہ اُن غلطیوں سے
کس طرح بچ سکتے ہیں ÷

تیسرا درجہ - تمام تحریری کام میں خوشخطی پر زور دینا چاہیئے

(۱۱) اس جماعت میں پہنچ کر لڑکے اِس قابل
ہو جائینگے - کہ خاصہ آسانی کے ساتھ کاپیوں پر لکھ
سکینگے اور اپنے دیگر مضامین میں بھی لکھائی شروع
کر دینگے - اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو لڑکے لکھائی کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق بہت عمدہ خوشخط لکھ سکتے ہیں۔ وہ تحریر کا باقی کام ایسی بے احتیاطی سے کرتے ہیں کہ اُن کا لکھا ہؤا پڑھا نہیں جاتا۔ یہ عادت اس دستور سے اور بھی پختہ ہو جاتی ہے کہ لڑکوں کو اجازت دیدی جاتی ہے کہ پہلے ایک دفعہ اپنی مشقوں کو بے ڈول خط میں لکھیں۔ اور پھر دوسری دفعہ افسر معائنہ کو دکھانے کے واسطے اُن کی صاف نقل کریں۔ بعد کی عمر میں نہ لڑکوں کے پاس وقت ہوگا نہ اُن کو خواہش ہوگی کہ وہ اپنے لکھے ہوئے کی صاف نقل کریں۔ مدرسہ چھوڑنے کے بعد لڑکا جو کچھ لکھیگا۔ وہ مشقی کاپیوں کی طرز میں ہوگا۔ نہ صاف کاپیوں کی۔ اور ہر روز کے لکھنے کا خط بھی وہی پہلا ہی ہوگا۔ مدرّس کے لئے یہ آسان ہے کہ طلبا کو تاکید کرے کہ وہ ہمیشہ اچھا خط لکھا کریں۔ نیز اس وقت جبکہ وہ حساب کا سوال لکھا رہا ہو۔ اگر مدرس ایک دفعہ بھی سکول میں لڑکوں کو بے احتیاطی سے لکھنے کی عادت سیکھنے کی اجازت دیدے۔ تو پھر وہ اُس کو کبھی بھی رفع نہیں کر سکینگے۔

جلدی لکھنے کی وقعت

(۱۲) یہ ظاہر ہے۔ کہ جلدی لکھنے کی وقعت اب بہت زیادہ ہو جائیگی۔ اس جماعت میں طلبا کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ کہ وہ اپنا قدرتی دستخط پکا لیں۔ تاکہ وہ جلد جلد لکھ سکیں۔ مگر مدرّس کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تاکید کرنی چاہیئے کہ یہ دستخط صاف اور اچھا ہو۔ زیادہ باریک نہ ہو +

چوتھا درجہ ۔ تحریری انشا پردازی

(۱۳) جبکہ لڑکے پرائمری مدرسے کی اعلےٰ جماعت میں پہنچ جائینگے۔ تو انہوں نے لکھائی کی مشکلات کو رفع کر لیا ہوگا۔ اور جیسا کہ پڑھائی کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں ۔ اب نفسِ مضمون کی زیادہ وقعت ہوگی ۔ یعنی اُس طریقے کی جس میں وہ اپنے خیالات ظاہر کرنے کے لئے تحریر کو استعمال کرتے ہیں ۔ اس کو اکثر انشا پردازی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ مگر بلحاظ اس امر کے کہ سکول کے مضامین کے ناموں کو بڑھانا غلطی ہے ۔ ہم اس کا یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں ۔ کیونکہ جو وقت پہلے لکھائی سکھانے میں خرچ ہوتا تھا ۔ اب اس کا کچھ حصّہ املا لکھانے میں صرف کیا جائیگا (جس کا اگلی فصل میں ذکر ہوگا) اور کچھ حصّہ تحریری انشا پردازی میں لگایا جائیگا +

خطوط نویسی

(۱۴) پرائمری سکولوں میں تحریری انشا پردازی عموماً خطوط نویسی کی صورت میں ہؤا کرتی ہے اور ایسا کرنا بالکل بجا ہے ۔ خط کے ذریعے لڑکے اپنے خیالات کو اپنی زبان میں کسی ایسے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آدمی کے پاس ظاہر کرتے ہیں - جس کو وہ جانتے ہیں - ابتدا میں مضمون کی وقعت طرز بیان کی نسبت زیادہ ہوتی ہے - بعض لڑکے جو صفائی سے بول سکتے ہیں - جب خط لکھنے بیٹھتے ہیں - تو اکثر ان کو پتہ نہیں لگتا کہ ہم نے کیا لکھنا ہے - اسلئے اچھی تجویز یہ ہے کہ اُن کو کہا جائے کہ جو کچھ تم خط میں لکھنا مناسب سمجھتے ہو - اُسے سلیٹ پر لکھ لو اور پھر اپنے اُن نوٹوں سے خط لکھو - اگر خطوط نویسی ہفتے میں کسی خاص دن کی جاتی ہے - تو مدرّس کو چاہیئے کہ جو خط لڑکوں نے اگلے ہفتے لکھنا ہو - اُس کا مضمون پہلے ہفتے ہی بتا دیا کرے - تاکہ وہ ہفتہ بھر سوچتے رہیں کہ اس میں کون کونسی باتیں لکھنی ہیں - اکثر ایسا ہوتا ہے - کہ مدرس طلبا کو صرف یہ کہ دیتا ہے کہ اگلے ہفتے تم نے باپ کی طرف خط لکھنا ہوگا - جس میں وہ تمام حالات ذکر کرنے ہونگے جو اُس ہفتے وقوع میں آئینگے - اس ابتدائی جماعت میں انشا پردازی کا بڑا مدعا یہ ہے کہ لڑکوں میں یہ لیاقت پیدا کی جائے کہ وہ اپنے خیالات صاف طور پر تحریر میں لا سکیں - چونکہ یہ خطوط لکھنے والوں کے علیحدہ علیحدہ خیالات ظاہر کرینگی - اِس لئے اُن کے لکھانے میں وہ طریقہ اختیار کرنا اچھا نہ ہوگا - جو کہ جواب مضمون

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے لئے موزوں ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام جماعت کی مدد کے ساتھ تختۂ سیاہ پر ایک نمونے کا جواب مضمون لکھا جائے - چونکہ لڑکوں کے خطوط بہت مختصر ہوا کرتے ہیں - اِسلئے مدرس کو چاہئے کہ لڑکے کا خط اُس کے سامنے درست کرے اور اُس کو بتائے کہ وہ کون کونسی متعلقہ باتیں چھوڑ گیا ہے اور یہ بھی سکھائے کہ جو فقرے اُس نے بنائے ہیں - وہ کس طرح اَور بھی اچھے بن سکتے ہیں - جو نقص کہ بہت سے خطوں میں مشترک پائے جائیں - وہ ساری جماعت کو سمجھائے جائیں اور تختۂ سیاہ پر اُن کو واضح کیا جائے - زبانی انشا پردازی جس کی مشق پڑھائی کے سبق میں کی جا چکی ہے - یہاں بہت کام آئیگی ✣

فصل یازدہم

ہجا سکھانا

ہم ہجا کیوں سیکھتے ہیں - ہجا زیادہ تر آنکھ کا کام ہے نہ کان کا

(۱) ہم ہجا اِس واسطے سیکھتے ہیں کہ ہم درست لکھ سکیں - پڑھنے میں بھی ہجا ہماری مدد کرتا ہے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر چونکہ لڑکے اُس عبارت کا اِملا لکھنے ہیں جو ابھی انہوں نے بہت صفائی سے پڑھی ہو۔ اکثر بے شمار غلطیاں کر جاتے ہیں۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ پڑھائی اور ہجا کا درمیانی تعلق اتنا قریب نہیں۔ جتنا کہ عموماً خیال کیا جاتا ہے۔ واقعی بات تو یہ ہے کہ ہجا زیادہ تر آنکھ کا کام نہ کان کا۔ بعض زبانوں میں دوسری زبانوں کی نسبت یہ حال زیادہ ہوتا ہے۔ انگریزی میں لفظ کی آواز اُس کے ہجا میں بہت مدد دیتی ہے۔ کیونکہ تحریر میں وہی آواز حروف کے بہت سے مختلف مجموعوں سے ادا کی جاتی ہے۔ اُردو میں کان زیادہ کارآمد ہے۔ کیونکہ لفظوں کی آواز زیادہ تر اُن حروف کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ جس سے وہ بنے ہوتے ہیں۔ مگر یہاں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف حروف قریباً ایک سی آواز رکھتے ہیں۔ اور ہجا میں غلطی کرنے کا بڑا سبب یہی ہے۔ ہم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہجا سیکھنے کا سب سے آسان اور سب سے مؤثر ذریعہ آنکھ ہے۔ یعنی پہلے اچھے لکھے ہوئے لفظ کو دیکھنا اور پھر اُسے لکھنا۔ جب مدرس پڑھائی کے سبقوں میں زبانی ہجا کرتا ہے۔ تو اُس سے اس کا مقصود وقت بچانا ہوتا ہے اور پرائمری سکولوں کے مدرسین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو تو اکثر اس کی ضرورت رہتی ہے - مگر اُن کو بھی چاہیئے کہ اُسے یوں استعمال نہ کریں کہ گویا ہجا سکھانے کا بڑا طریق ہی یہ ہے - یاد رکھو کہ لفظ کا زبانی ہجا کرنے سے پہلے لڑکے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اُس لفظ کی تحریری صورت کا نقشہ دل میں جما لے ؛

عبارت کا نقل کرنا

(۲) ہجا سکھانے کا ابتدائی طریقہ عبارت کا نقل کرنا ہے - نقل شروع کرانے سے پہلے مدرس کو چاہیئے کہ طلبا کو بعض ایسے الفاظ کی طرف متوجہ کرے جن کا ہجا مشکل یا غیر معمولی ہو - جب نقل ہو چکے ؛ تو مشکل الفاظ کی املا کرائی جائے - تاکہ معلوم ہو کہ طلبا نے احتیاط سے نقل کی ہے یا نہیں ؟ جن لڑکوں نے نقل میں غلطیاں کی ہوں - اُن کو حکم دیا جائے کہ وہ انہیں کئی بار لکھیں - تاکہ الفاظ کی درست شکل کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے جم جائے ؛

املا کے سبق کی دو قسمیں

(۳) بڑی جماعتوں میں ہجا املا کے ذریعے سکھانا چاہیئے - اِملا کے سبق دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک امتحانی سبق - جن میں لڑکوں کی ہجا کرنے کی لیاقت کا امتحان ہوتا ہے - دوسرے تعلیمی سبق - جن میں ہجا سکھایا جاتا ہے -

Gurukula Library Kangri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آخر الذکر املا کے سبق کی معمولی صورت ہونی چاہیئے۔ اوّل الذکر مہینے میں ایک آدھ دفعہ استعمال کرنا ہوگا +

املا کے ذریعے ہجا سکھانے کا طریق

(۴) ہجا کے سبقوں میں صرف ایسی عبارت کا املا لکھانا چاہیئے جو طلبا نے پہلے پڑھی ہو یا جس کی نقل کی ہو۔ کیونکہ ہجا قیاس کا کام نہیں۔ بلکہ مشاہدے کا کام ہے۔ اگر طلبا اسے ایسے الفاظ کا ہجا کرایا جائے جو انہوں نے کبھی دیکھے ہی نہ ہوں۔ تو وہ کچھ بھی نہیں سیکھینگے۔ ہجا سکھانے میں جو طریقہ استعمال کرنا چاہیئے۔ اُس کی مثال یہ ہے کہ پہلے مدرس لڑکوں کی پڑھائی کی کتاب سے کچھ عبارت پڑھے اور لڑکے بھی ساتھ ساتھ دیکھتے جائیں۔ جن الفاظ کا ہجا مشکل ہو۔ اُن کی طرف خاص توجہ دلائے۔ اور ان کو تختۂ سیاہ پر لکھ دے۔ تاکہ اُن کی درست صورت طلبا کی آنکھوں میں جم جائے۔ پھر لڑکے اپنی کتابیں بند کرکے لکھائی کا سامان نکال لیں۔ اتنے میں مدرس تختۂ سیاہ کا رُخ موڑ دے۔ پھر عبارت آہستہ آہستہ بولتا جائے۔ اور جہاں مناسب ہو۔ وہاں وقفہ کرتا جائے۔ جب املا لکھا رہا ہو۔ تو مدرس کو کوئی لفظ یا فقرہ دُہراتا نہیں چاہیئے۔ یہ غلط طریق جو کہ عام طور پر پایا جاتا ہے۔ اُن لڑکوں کی توجہ کو پراگندہ کر دیتا ہے۔ جنہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے پہلی دفعہ ہی فقرہ درست لکھ لیا ہو اور جو سُست ہوں - اُن کو اَور بھی بے توجہ کر دیتا ہے - اگر سب لڑکے ٹھیک توجہ دے رہے ہوں اور مدرس بھی جلد جلد نہ بول رہا ہو - تو کچھ ضرورت نہیں - کہ فقرہ دُہرایا جائے - مدرس کے لئے یہ بہتر ہے - کہ طلبا کو تاکید کرے کہ جونہی فقرہ لکھ چکیں - اُس کی طرف دیکھنے لگ جائیں - اس طرح وہ آسانی سے معلوم کر سکیگا - کہ اب ساری جماعت دوسرا فقرہ لکھنے سے لئے تیار ہے ؛

اگر جماعت چھوٹی ہو - تو مدرس کے لئے سب سے بہتر تجویز یہ ہوگی - کہ وہ ہر ایک لڑکے کے اِملا کو علٰحدہ علٰحدہ اُس کے سامنے درست کرے - مگر اکثر ایسا کرنا ممکن نہ ہوگا - عموماً اِس ترکیب پر کام کرنا چاہیئے کہ لڑکے ایک دوسرے کا اِملا درست کریں - ہر ایک لڑکا اپنی سلیٹ اُس لڑکے کے ساتھ تبدیل کرے - جو اُس سے ذرا دور ہو - پاس نہ بیٹھا ہو اور تمام لڑکے جہاں سے عبارت لکھائی گئی ہے - اپنی اپنی کتابیں کھول لیں - پھر اُستاد پڑھتا جائے اور لڑکے کتاب سے غلطیاں درست کرتے جائیں - اس کے بعد ہر لڑکے کو اپنا اپنا اِملا دیا جائے - پھر جماعت اِملا لیکر کھڑی ہو جائے اور اُستاد چکّر لگا کر ہر ایک کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کام دیکھتا جائے - اگر کوئی غلطی ایسی دیکھنے میں آئے - جو عام طور پر پائی جاتی ہو - تو اُسے تختۂ سیاہ پر لکھ دے اور اُس کی شکل شاگردوں کے ذہن نشین کرائے - پھر لڑکے درست شدہ الفاظ کئی دفعہ لکھیں +

املا کے ذریعے ہجا کے امتحان کرنے کا طریق -

(۵) مدرّس جب ہجا کے امتحان کے لئے املا لکھائے - تو اُسے ایسی عبارت منتخب کرنی ہوگی - جو طلبا نے پڑھی ہو - یا جس کی نقل کی ہو - بے شک طلبا کو یہ اجازت نہ ہونی چاہیئے کہ جب استاد قدرتی لہجے میں پڑھ رہا ہو - تو وہ اس کی طرف دیکھیں - بلکہ سُنیں - تاکہ عبارت کا مطلب اُن کی سمجھ میں آجائے - اگر وہ اِملا کی عبارت کا مطلب نہ سمجھ سکیں - تو ممکن ہے کہ ایک آواز کے دو لفظوں کو گڈ مڈ کر دینگے - اور اگر وہ مطلب سمجھ لیں - تو اُن کو معلوم ہو جائیگا - کہ ایک آواز کے دو لفظوں میں سے صرف ایک لفظ کے استعمال سے عبارت کے معنی درست ہو سکتے ہیں - باقی صورتوں میں یہ سبق اُس تعلیمی سبق کے نمونے کا ہوگا - جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے +

اسمائے معرفہ کا املا لکھنا -

(۶) مدرّس کو اس سے غفلت نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ کبھی کبھی اُن مقامات کے ناموں کا اِملا بھی لکھائے - جو جغرافیئے کے سبقوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں آتے ہوں یا ایسے اَور ناموں کا جو سکول کے دوسرے مضامین میں آتے ہوں - مثلاً مطالعۂ قدرت - کیونکہ ایسے ناموں کا ہجا جاننا بہت ضروری ہے ؛

فصل دوازدہم

حساب

حساب سکھانے میں طریقے کی وقعت -

(۱) پرائمری سکول کے نساب میں بہت کم مضامین ہیں - جن کا پڑھانا اس قدر مشکل ہے جس قدر حساب کا - اور اگر اُسے ٹھیک طور پر پڑھایا جائے - تو اس سے بڑھ کر اَور کوئی مضمون بھی نہیں - جو درست خیال کے عادات کی زیادہ اچھی تربیت کرتا ہو - مگر یہ تربیت صرف اُسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ حساب کے پڑھانے میں معقول طریقوں پر عمل کیا جائے ؛

(۲) جب لڑکے پہلے پہل مدرسے میں داخل ہوئے ہیں - تو اُن کی حساب کی واقفیّت جس پر مدرس کو آئندہ تعلیم کی بنیاد رکھنی ہوتی ہے - برابر نہیں ہوتی - مگر اغلباً چھ سال کی عمر کا لڑکا تین تک تو گن ہی سکتا ہے - اور ایک چیز - دو چیزوں اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تین چیزوں کے درمیان تمیز بھی کر سکتا ہے۔ لیکن اُس کے نزدیک تعداد کے کچھ معنی نہیں ہونگے۔ اگر چیزوں کا نام لینے کے بغیر صرف ایک۔ دو۔ تین کہا جائے ؛

مدرس کا پہلا مدعا مدرّس کی تعلیم کا پہلا مدعا یہ ہونا چاہیئے کہ لڑکوں کو سمجھائے کہ وہ چیزیں جو عددوں کے ساتھ استعمال کی جاتی ہیں۔ خواہ کیا ہی ہوں۔ عددوں کا باہمی تعلق ہمیشہ مستقل ہؤا کرتا ہے۔ خواہ تین بیلوں سے ایک بیل نکال دیا جائے۔ یا تین لڑکوں سے ایک لڑکا علٰحدہ کیا جائے یا تین پنسلوں سے ایک پنسل کھوئی جائے۔ نتیجہ بہر حال ایک ہی ہوگا ؛

اعداد کی تجزی (۳) اس لئے مدرّس ایسے مختلف مجموعوں سے اعداد کا سکھانا شروع کرے کہ اُن میں سے ہر ایک میں ایک ہی قسم کی چیزیں ہوں۔ اور اُن کی تجزی کرکے بھی دکھائے۔ اُسے یہ نہیں چاہیئے کہ پہلے ایک چیز ہاتھ میں لے اور پھر اس کے ساتھ دوسری ملا کر کہے۔ کہ بولو۔ ایک دو۔ کیونکہ اس صورت میں لڑکے یہ خیال کرینگے کہ پہلی چیز کا نام ایک ہے اور دوسری کا نام دو۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے ایک قلم ہاتھ میں لیکر کہے کہ یہ ایک قلم ہے۔ پھر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوسری قلم لے کر کہے - کہ یہ ایک قلم ہے - پھر دونو کو ملا کر کہے کہ دو قلمیں ہیں - پھر دونو قلموں سے ایک قلم علٰحدہ کر کے کہے - کہ اگر دو قلموں سے ایک قلم لے لیں - تو باقی ایک قلم رہ جاتی ہے - اُس کو چاہیئے کہ تختیوں - دواتوں - کتابوں کے ذریعے اور تختۂ سیاہ پر نقطے ڈال کر اُس کی مشق کرائے - یہاں تک کہ لڑکے اچھی طرح سمجھ جائیں - کہ خواہ خواہ کونسی چیزیں شمار کی جائیں - ایک اور ایک ملکر دو ہی ہؤا کرتے ہیں - اور اگر دو میں سے ایک لے لیں - تو باقی ایک ہی رہ جاتا ہے - اس طرح مدرّس مختلف قسم کی مجسّم چیزیں لیکر سمجھائے کہ تین یا تو ۱+۱+۱ کے برابر ہے - یا ۲+۱ یا ۱+۲ کے اور ۳-۲=۱ و ۳-۱=۲ کے ہے - ایسے سبقوں میں **بال فریم** کا استعمال بہت مفید ہوتا ہے اور اُس کا ہمیشہ استعمال ہونا چاہیئے - مگر یہ بھی نہیں کرنا ہوگا کہ شمار کے واسطے ہمیشہ بال فریم کی گولیوں ہی کو استعمال کیا جائے - کیونکہ اگر ایسا کیا گیا - تو لڑکے اس خیال کے عادی ہو جائینگے - کہ اعداد صرف بال فریم کی گولیوں ہی پر استعمال ہو سکتے ہیں - تمام چیزوں پر نہیں ہو سکتے - بہتر تو یہ ہوگا - کہ خود لڑکوں ہی کو اِکائی کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طور پر استعمال کیا جائے - مثلاً لڑکوں کو کھڑا کرکے دو اُن میں سے بٹھا دئے جائیں اور پھر دکھایا جائے کہ اب کتنے رہ گئے ہیں - مبتدیوں کی حالت میں اُنگلیوں کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے - مثلاً چھ اُنگلیاں دکھا کر اُن میں سے تین جدا کر لی جائیں وغیرہ +

اعداد جب لڑکے کسی عدد کا بولنا سیکھ لیں - تو بہتر ہے کہ ساتھ اس کا لکھنا بھی سیکھیں - اور تختیوں اور سلیٹوں پر نقطے ڈال کر دکھائیں کہ وہ اُس کا مطلب سمجھتے ہیں - مثلاً :.: = ۵ نقطوں کے جب طلبا اعداد کی تجزی سمجھ لیں - تو ہمیشہ اُس کی مشق کراتے رہنا چاہیئے - مثلاً میرے پاس تین بیل ہیں - اگر ان میں سے ایک مر جائے - تو کتنے بیل رہ جائینگے - میں نے عبد اللہ کو ایک آنہ دیا اور سلطان کو دو آنے تو میں نے کل کتنے آنے دئے ؟

اعداد کی یہ تجزی برابر جاری رہے - یہاں تک کہ طلبا ۱۰ تک پہنچ جائیں - مگر جمع اور تفریق ساتھ ساتھ سکھاتے جانا چاہیئے +

دہائیاں سکھانا (۴) جب لڑکے ۱۰ تک پہنچ جائیں - تو مدرّس ۱۰ قلموں یا پنسلوں کا بنڈل باندھ لے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور طلبا کو سمجھائے کہ جب ہم دس تک پہنچ جاتے ہیں - تو کس طرح اُن کو ایک بنڈل شمار کرتے ہیں اور زاید اکائیوں کو علٰحدہ رکھ لیتے ہیں - اور یہ بھی سمجھا دے کہ ہم دہائیوں سے اس واسطے گنتے ہیں کہ ہماری انگلیاں دس ہوتی ہیں - پھر یہ سمجھائے کہ بارہ کے یہ معنی ہیں کہ دہائیوں کا ایک بنڈل اور دو علاوہ - پچیس برابر ہے - دہائیوں کے دو بنڈل اور پانچ علاوہ - تریپن کے معنی ہیں - دہائیوں کے پانچ بنڈل اور تین علاوہ - ہندسوں کا تختۂ سیاہ پر لکھ دینا لڑکوں کو اُن کے جلد سمجھنے میں امداد دیتا ہے - ساتھ ہی مدرس ان اعداد کی تجزی بھی کرتا جائے - مثلاً ایک بنڈل کھول کر لڑکوں کو بتائے کہ پندرہ کے صرف یہی معنی نہیں - کہ یہ پانچ اور دس سے بنا ہے - بلکہ ۹ اور ۶ یا ۷ اور ۸ وغیرہ سے بھی بن سکتا ہے - اگر ایک سے لیکر ۹ تک کے اعداد کی تجزی اچھی طرح سمجھا دی گئی ہو - تو لڑکوں کو اِس خیال کے سمجھنے میں بہت کم تکلیف پیش آئیگی ؛

زبانی مشق (۵) ۲۰ کے اوپر کے ہندسے سکھانے سے پہلے مدرس جمع و تفریق میں طلبا کو خوب مشق کرائے - بعض اوقات یہ مشق صرف ہندسوں کی ہو -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مثلاً ۷ + ۵ و ۸ + ۶ و ۹ - ۷ اور بعض اوقات مجسّم چیزوں کی - مثلاً یہ کہا جائے - میں نے سترہ میل جانا ہے - اُن میں سے گیارہ میل میں چل چکا ہوں - بتاؤ - کتنے میل اور چلنے رہ گئے ہیں ؟ یا کہا جائے - کہ دس اُنگلیاں میرے ہاتھوں کی ہیں اور دس پاؤں کی - بتاؤ کل کتنی اُنگلیاں ہوئیں ؟ اب یہ ضروری ہے کہ طلبا اعداد کے معنی سمجھ چکے ہوں - اور وہ ایسے سوالوں کے جواب سوچنے کے بعد نہ دیں - بلکہ فوراً دے دیا کریں - اس بات کی سخت ممانعت ہونی چاہیئے - کہ طلبا خیال کو کوئی ایسی امداد نہ دیں - جیسا انگلیوں پر شمار کرنا - بہت سی غلطیاں جو کہ طلبا پرائمری سکولوں میں کرتے ہیں - اس امر کا نتیجہ ہوتی ہیں کہ اُن کو زبانی جمع تفریق میں کافی مشق نہیں ہوتی ؛

ف ۵/۴

جمع اور تفریق اکٹھی سکھانی چاہئیں -

تم نے دیکھ لیا ہے - کہ اِن ابتدائی درجوں میں جہاں حساب زبانی سکھایا جاتا ہے - جمع اور تفریق کی تعلیم ساتھ ساتھ چلتی آتی ہے - اِن دونو کا آپس میں بہت قریب تعلق ہے - اور اگر ۴ + ۵ = ۹ کا سیکھ لینا لڑکے کو یہ خیال دلائے کہ ۹ - ۴ = ۵ کے ہوتے ہیں - تو اُس کا بہت سا وقت بچ جائیگا ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قرأت وکتابت اعداد

اس طرح جماعت ۱۰۰ تک اعداد کا شمار کرنا اور لکھنا سیکھ جائیگی اور اگر لڑکوں نے ابتدائی باتیں اور ۱۰ و ۲۰ کے لکھنے کا طریقہ اچھی طرح سمجھ لیا ہے - تو اِس کے سیکھنے میں اُن کو کوئی تکلیف پیش نہیں آئیگی +

پہاڑے

(۶) عام دستور یہ ہے کہ تحریری جمع و تفریق سکھانے سے پہلے پہاڑے شروع کرائے جائے ہیں - اب پہاڑے کیا ہیں - جمع کا مختصر طریقہ - اور چاہیئے کہ یہ سکھائے بھی اُسی طریقے سے جائیں - ان کے سکھانے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہوگا - کہ مدرس وہی دس دس چیزوں والے بنڈل لے لے - اور لڑکوں کو دکھائے کہ اگر دس کا ایک بنڈل اور دوسرا بنڈل ایک جگہ رکھے جائیں - تو کیونکر ۲۰ ہو جاتے ہیں - اور اگر دس کا ایک اَور بنڈل اُن میں ملایا جائے - تو کس طرح ۳۰ ہو جاتے ہیں اور اس طرح ایک اَور کے ملانے سے کس طرح ۴۰ ہو جاتے ہیں - علےٰ ہذا القیاس - مگر ساتھ ہی تختۂ سیاہ پر لکھنا جائے ۱۰ + ۱۰ + ۱۰ وغیرہ +

جب لڑکے سیکھ جائیں کہ اس طرح جمع کرنے سے کیونکہ اہم نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں - تو اُن کو آسانی سے معلوم ہو جائیگا کہ یوں کہنے کی بجائے کہ دس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور دس بیس ہوتے ہیں اور دس - دس اور دس تیس ہوتے ہیں - یہ کہنا کسی قدر آسان ہے کہ دو دہاے بیس - تین دہاے تیس - چار دہاے چالیس وغیرہ - اگر پہلے پہل دس کا پہاڑہ شروع کیا جائے - تو بہت بہتر ہوگا - اس کی دو وجہ ہیں - ایک یہ کہ لڑکے دس دس کے بنڈلوں سے واقف ہو چکے ہیں - دوسری یہ کہ پہاڑے کا یاد کر لینا طلبا کے واسطے آسان ہوتا ہے - جب اس سادہ پہاڑے کے ذریعے وہ اِس خیال کو ایک دفعہ ذہن نشین کر لیں - تو اُن پہاڑوں کا یاد کرنا جو اُس سے قدرے زیادہ مشکل ہیں - اُن کے لئے آسان ہو جائیگا - اب مدرس لڑکوں کو سمجھائے - کہ اگر ہم برابر تعداد کی اور بہت سی مقداروں کو جمع کرنا چاہیں - تو کس طرح اُسی تجویز پر عمل کر سکتے ہیں - مثلاً دو چیزوں کے ایک بنڈل میں دو چیزیں ہوتی ہیں - اور دو چیزوں کے بنڈلوں میں چار چیزیں ہوتی ہیں اور چیزوں کے تین بنڈلوں میں چھ چیزیں ہوتی ہیں - مطلب کو واضح کرنے کے لئے تختۂ سیاہ پر بھی ۲ + ۲ + ۲ لکھ دینے چاہئیں ÷

اِس طریق سے بچّے دس - دو اور تین کے پہاڑے سیکھ چکیں - تو پہاڑوں کے معنی اُن کی سمجھ میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آ جائینگے اور مدرّس کو لمبے طریق استعمال کرنے کی ضرورت نہ رہیگی - ہاں یہ ضرور دکھانا پڑیگا کہ پہاڑوں کا آپس میں کیا تعلق ہے - مثلاً ۲ × ۶ = ۶ × ۲ - یہ اس طرح سمجھائے کہ پہلے چھ چھ چیزوں کے دو بنڈل لے - اور پھر اُن کو کھول کر دو دو چیزوں کے چھ بنڈل بنائے - اس قسم کی چند مثالیں بچّوں کو پہاڑے سمجھانے کے واسطے کافی ہونگی ؛

پہاڑوں کو یاد رکھنے کی دقعت

(۷) جب لڑکے پہاڑوں کا مطلب سمجھ چکیں - تو پھر یہ اُنہیں پورے طور پر زبانی یاد کرانے چاہئیں - یعنی اُن کو سمجھانا چاہیئے کہ بغیر کسی قسم کی دلیل کے وہ فوراً بتا سکیں - کہ چھ دونے بارہ ہوتے ہیں - یہ پہاڑے اور سادہ جمع و تفریق جو ابھی سکھائے جا چکے ہیں - اُس تمام حساب کی بنیاد ہیں - جو پرائمری سکول میں پڑھایا جاتا ہے - جب لڑکے ایک دفعہ اِن کو سمجھ لیں - تو پھر ضرورت نہیں ہونی چاہیئے کہ دماغ کو سوچنا پڑے - بلکہ حساب کے سوالات حل کرنے میں طلبا اُن کو اوزار کی طرح استعمال کریں - اس کی مثال یہ ہے - کہ پہلے درجے کی تعلیم کے بعد جب لڑکا لفظوں کو ایک ہی دفعہ دیکھ کر پڑھنا سیکھ لیتا ہے - تو دماغ کو سوچنے کی ضرورت نہیں ہوتی - بلکہ پڑھی ہوئی عبارت کا مطلب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سمجھنے میں اُسے وہ بطور اوزار استعمال کرتا ہے +

زبانی مشق

محض اعداد کی زبانی مشق کے علاوہ مدرس کو چاہیئے کہ پہاڑوں کا استعمال بتانے کے لئے اُن کی عملی مثالیں بھی دے - مثلاً یوں کہے کہ ایک جماعت میں ۹ لڑکے ہیں - میں چاہتا ہوں - کہ ہر ایک کو تین آنے دوں - مجھے کے آنے دینے پڑینگے - ایک جماعت کے کمرے میں پانچ ڈیسک ہیں - ہر ایک ڈیسک پر چھ لڑکے بیٹھتے ہیں - بتاؤ - جماعت میں کتنے لڑکے ہونگے ؟

زبانی حساب کی خاص وقعت

(۸) تحریری سوالات کو لینے سے پہلے اِس بات کی طرف خاص خیال رکھنا ہوگا - کہ پرائمری سکول میں تحریری حساب کی نسبت زبانی حساب کی وقعت زیادہ ہوتی ہے - ہم نے دیکھ لیا ہے کہ حساب اوّل تو اس لئے سکھایا جاتا ہے - کہ یہ عملی طور مفید ہے - دوم اس لئے کہ مزید مطالعہ کی بنیاد اِس پر ہوتی ہے - سوم اس لئے کہ اُن طریقوں سے جن کے ساتھ یہ سکھایا جاتا ہے - نفس کی تربیت ہو سکتی ہے - اب زندگی کے روزانہ کاروبار میں زبانی حساب ہی ہے جس کو ہم زیادہ استعمال کرتے ہیں - جب تک حساب کے کسی سوال کا عمل رکھنے کی ضرورت نہ ہو - ہم اُس کے حل کرنے کے واسطے کبھی پنسل اور قلم نہیں لیتے - سوائے اُس صورت کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ ہم اُسے زبانی حل نہ کر سکیں - بے شک لکھائی کا سامان اکثر نہیں مل سکتا - جو شخص اپنے لین دین میں نفع و نقصان کا حساب جلد جلد زبانی کر سکتا ہے - وہ اُس شخص پر بہت فوقیّت رکھتا ہے - جو کہ ایسے سوالات محنت کے ساتھ فقط کاغذ پر ہی حل کر سکتا ہو - جو حساب پرائمری سکول میں سکھایا جاتا ہے - چونکہ وہ اُس حساب کی بنیاد ہے - جو سیکنڈری مدارس میں پڑھایا جاتا ہے - اسلئے اِن قاعدوں کی ہمیں جس قدر زیادہ مشق ہو اور اچھی طرح آتے ہوں - اُسی قدر ہم اعلےٰ جماعتوں کا کام اچھی طرح کر سکینگے - جب لڑکا کوئی لمبا اور مشکل سوال حل کر رہا ہو - تو ہر ایک چھوٹا عمل لکھنے میں جس کو وہ زبانی نہیں کر سکتا - نہ صرف اُس کا وقت اور کاغذ ضائع ہوتا ہے - بلکہ اُس کو ایک نیا خیال قائم کرنا پڑتا ہے اور اُس کی توجہ اصل سوال سے ہٹ جاتی ہے اور بعینہٖ یہی حال پڑھائی کا ہے - جو لڑکا لفظوں کی شکل حروف کو دیکھ کر ہی پہچان سکتا ہے - اُس کا خیال عبارت کے مضمون سے جس کو وہ پڑھ رہا ہو - ہٹ جاتا ہے - یا جب کوئی شخص باجہ بجا رہا ہو - اور اُسے احتیاط سے سوچنا پڑے کہ میں اپنی اُنگلیاں کہاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رکھوں ؟ تو اُس کا خیال اُس سُر کے لطف سے جو وہ بجا رہا ہے - ہٹ جاتا ہے - چہارم یہ قدرتی امر ہے کہ اگر سمجھ کر کیا جائے - تو تحریری حساب کی نسبت زبانی حساب میں نفس کی زیادہ تربیت ہوتی ہے - پھر مدرّس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ پرائمری سکول میں تحریری حساب زبانی حساب کو امداد دیتا ہے - اگرچہ سیکنڈری سکول میں حالت اُس کی برخلاف ہے ؛

دوسرا درجہ تحریری جمع

(۹) اس جماعت میں تحریری جمع اور تفریق شروع کی جائیگی - اب یہ قدرتی بات ہے کہ پہلے پہل جو سوالات دئے جائینگے - اُن کا جواب ۱۰۰ سے بڑا نہیں ہوگا - کیونکہ لڑکا زیادہ سے زیادہ سو تک گن سکتا ہے - مدرس کو چاہیئے کہ سینکڑوں دہائیوں اور اکائیوں کی تین سُرخیاں قائم کرکے سرے پر ا - د - س لکھ دے - اب چونکہ لڑکے پہلے سیکھ چکے ہیں کہ جب کوئی عدد ۱۰ سے بڑا ہو - تو پہلے درجے پر صرف اکائیاں ہی لکھی جاتی ہیں - تو جب جمع کے سوال میں اُن کو یہ سکھایا جائیگا کہ اکائیوں کو جمع کرنے سے جو دہائیاں پیدا ہوں - اُن کو اُن دہائیوں میں جمع کر دو جو دوسری قطار میں لکھی ہوئی ہیں - تو انہیں کچھ تکلیف نہیں ہوگی ؛

تحریری تفریق

(۱۰) تحریری تفریق سکھانا ہرگز آسان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں اور اُس کے سکھانے میں کئی طریقے استعمال کئے جاتے ہیں - اگر سوال ایسا ہو کہ اُس میں نیچے کا ہر عدد جو تفریق کرنا ہے اوپر کے عدد سے چھوٹا ہو - تو چنداں تکلیف نہیں ہوگی - تکلیف اُس صورت میں ہوگی - جب کوئی عدد اوپر کے عدد سے بڑا ہو - اسلئے تفریق کا سادہ طریق سکھانے سے پہلے مدرس احتیاط سے سمجھائے کہ اس کا عمل کیا ہوگا - مثلاً فرض کیا - ہم نے یہ رقم تفریق کرنی ہے $\frac{36}{29}$ مدرّس کو پہلے سمجھانا ہوگا - کہ چونکہ ۶ میں سے ۹ تفریق نہیں ہو سکتے - اس لئے دوسرے درجے سے ایک دہائی لو اور اُسے ۶ میں جمع کرنے سے ۱۶ ہو جائینگے - اب ۱۶ میں سے ۹ نکالو - تو باقی ۷ رہ جائینگے - پھر یہ بتائیگا - کہ چونکہ تین دہائیوں سے ایک دہائی لے لی تھی - اسلئے باقی دو دہائیاں رہ گئی تھیں - دو میں سے دو نکال دیں - تو باقی کچھ نہ رہا - مدرّس کو یہ بھی بتانا ہوگا - کہ ایسا کیونکر ہوگا - کیونکہ ۳۶ صرف ۶ + ۳۰ کے برابر ہی نہیں - بلکہ ۱۶ + ۲۰ کے برابر بھی ہے - اگر طلبا کو ۲۰ تک اعداد کی تجزی اچھی طرح آتی ہے - تو وہ ۳۶ کی تجزی بھی آسانی سے سمجھ لینگے ؛

پھر مدرس طلبا کو تفریق کا ایک سادہ طریق سکھائے اور وہ یہ ہے کہ پہلے سوال کرے کہ ۹ میں کیا ملایا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جائے کہ ۱۶ ہو جائیں - لڑکے جواب دینگے کہ ۷ - پھر ۷ کو نیچے لکھ دے اور ایک کو آگے لے جائے - پھر پوچھے کہ تین میں اور کتنے ملائیں کہ ۳ ہو جائیں - جواب ہوگا - صفر - مگر اس قسم کے سوالات صرف پہلی چند مثالوں میں استعمال کئے جائیں - اس کے بعد یہ صورت ہو کہ ۹ اور ۷ (۷ کو لکھ کر) ۱۶ ہوتے ہیں - ۳ اور صفر ۳ ہوتے ہیں - تفریق میں جمع کا عمل کرنے کا یہ طریق معمولی طریقوں کی نسبت زیادہ جلدی سے کیا جا سکتا ہے - اس کو واضح کرنے کے واسطے ایک دوسری مثال یہ ہے :-

۳	۸	۶	۲	۴
۲	۷	۸	۱	۶
۱	۰	۸	۰	۸

اس سوال میں مفصلۂ ذیل الفاظ استعمال ہونگے - چھ اور آٹھ چودہ - دو اور صفر - دو - آٹھ اور آٹھ - سولہ - آٹھ اور صفر - آٹھ دو اور ایک - تین +

بہر حال جس عدد کے نیچے لکیری دی گئی ہے جونہی کہ وہ بولا یا سوچا جاتا ہے - اسی وقت وہ لکھ دیا جاتا ہے - جبکہ فقرے کا تیسرا عدد دس سے زیادہ ہو - مثلاً پہلے فقرے میں چودہ کا عدد - تو اُس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دہائی جمع کر دی گئی ہے - مگر ایک کو اگلے عدد میں جس کو تفریق کرنا ہے - ملایا جائیگا ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قرأت و کتابت اعداد میں بڑی بڑی رقمیں استعمال نہیں کرنی چاہئیں -

(۱۰) ہزار اور لاکھ تک قرأت و کتابت اعداد میں کچھ تکلیف نہیں ہوگی - اس موقعہ پر مدرسین کو اِس عام دستور کے برخلاف تنبیہ کرنی ہے جس کی تائید حساب کی بعض کتابوں سے ہوتی ہے - کہ کروڑوں یا اُن سے بھی بڑی بڑی رقموں کے سوالات دئے جاتے ہیں - اس قسم کے لمبے سوالوں - مثلاً (۴۸۷۶۸۴۳۵ + ۳۷۸۴۹۶۵۳۲) سے زیادہ اچھی تربیت نہیں ہوتی - بہ نسبت اِن چھوٹے سوالوں کے مثلاً ۳۷۸۴ + ۴۸۷۶ یا ۹۶۵۳۲ + ۴۸۷۶۸۴۳۵ (جو پہلی رقموں کے دو حصے ہیں) - اب پہلی رقم میں تو اتنی بڑی مقداریں شامل ہیں - جن کی ضرورت شاید گورنمنٹ انڈیا کو ہی پڑتی ہو - اور کسی معمولی آدمی کو ہرگز نہیں پڑ سکتی - مگر جو مقداریں دوسری رقموں میں ہیں - ان کی ضرورت ہر ایک کو پڑ سکتی ہے +

ہمیشہ مادی چیزوں کی مثالیں دینی چاہئیں - مثلاً یہ کہ فلاں مقام میں ۱۸۷۵۳ آدمی رہتے ہیں - اُن میں ۹۳۶۲ مرد ہیں - تو بتاؤ - عورتیں کتنی ہونگی - مقبرہ تاج محل ۱۶۳۷ء میں بنا تھا - اب ۱۹۱۳ء ہے - بتاؤ - اس کو بنے کتنا عرصہ ہوا ہے ؟

زبانی مشق

(۱۲) جب جمع اور تفریق کے تحریری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سوالات شروع کئے جائیں - تو بھی زبانی مشق کو چھوڑنا نہیں چاہیئے - اس مشق کی ایک اچھی ترکیب یہ ہے کہ کوئی ایک عدد لے لیں - مثلاً ۹۰ اور اس میں سے ایک مقررہ عدد مثلاً ۷ تفریق کرتے کرتے نیچے چلے جائیں - یعنی ۹۰ و ۸۳ و ۷۶ و ۶۹ وغیرہ - ہر ایک لڑکا آگے کا عدد بولتا جائے - یہ نہ کہے کہ ۹۰ سے ۷ گئے باقی رہے ۸۳ - بلکہ جب ایک لڑکا ۸۳ کہے - تو دوسرا فوراً ۷۶ بول دے اور تیسرا ۶۹ علےٰ ہذا القیاس - اسی طرح جماعت ایک چھوٹے عدد سے شروع کرکے اُس میں ایک مقررہ عدد بڑھاتے بڑھاتے اوپر کو چلی جائے - مثلاً ۱۲ و ۱۹ و ۲۶ و ۳۳ وغیرہ - مگر یاد رہے کہ عمل زبانی کرنا ہوگا - اور مُنہ سے صرف جواب بولنا ہوگا ؛

بڑے عددوں کی جمع اور تفریق کی بھی مشق کرانی چاہیئے - مثلاً ۳۳ + ۱۵ و ۵۵ - ۱۷ وغیرہ وغیرہ - یاد رہے کہ زبانی جمع و تفریق اور تحریری جمع و تفریق میں فرق ہے - زبانی عمل میں دہائیوں کو پہلے جمع کیا جاتا ہے اور اکائیوں کو بعد - مثلاً ۳۳ اور ۱۵ زبانی جمع کرنے کا درست طریقہ یہ ہے کہ ۳۳ + ۱۰ = ۴۳ + ۵ = ۴۸ اور ۵۵ - ۱۷ کا عمل یوں ہوگا - کہ ۵۵ - ۱۰ = ۴۵ - ۷ = ۳۸ - یہ تمام عمل بے فائدہ ہیں - اگر جلدی سے نہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کئے جائیں - اور جب ٹھیک مشق ہو جائے - تو جماعت کو چاہیے کہ جونہی سوال بولا جائے - جھٹ اُس کا درست جواب دے دے ÷

سادہ ضرب

(۱۳) جب طلبا پہاڑے اچھی طرح سیکھ لیں - تو اُن کو سادہ ضرب سکھلانے میں کچھ تکلیف نہیں ہوگی - کیونکہ اس میں بھی دہائیوں کا آگے لے جانا ویسا ہی ہوتا ہے - جیسا کہ جمع میں - جب مضروب فیہ دس ہو - تو مدرس سمجھائے کہ اس میں ضرب دینے سے کس طرح اکائیاں دہائیاں بن جائینگی اور تمام دہائیاں سینکڑے بن جائینگے اور اکائیوں کے دائیں طرف صفر لگا دینے سے ضرب ہو جائیگی اور اسی طرح اکائیوں کی دہائیاں اور دہائیوں کے سینکڑے ہو جائینگے - پھر وہ یہ سمجھائے کہ ۲۰ یا ۳۰ کے ساتھ ضرب دینے کا سادہ طریق یہ ہے - کہ ۲ یا ۳ یا (چاہے دس کا کوئی جزو ہو) میں ضرب دے کر دائیں طرف صفر لگا دو - اسی طرح پھر وہ یہ سمجھا سکیگا - کہ اگر ۲۰۰ یا ۵۰۰۰ وغیرہ میں ضرب دینی ہو - تو سینکڑوں یا ہزاروں کے دئے ہوئے عدد میں ضرب دیکر دائیں طرف ضروری صفروں کے لگانے سے کس طرح کل ضرب ہو جائیگی ÷

طولانی ضرب (۱) درست طریقہ

(۱۴) اب تک تو عمل سادہ تھا -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر اب جماعت بڑی بڑی رقموں مثلاً ۳۷۸ کی ضرب شروع کر دیگی- مدرس کو چاہیئے کہ پہلے یہ سمجھائے کہ کسی عدد کے مختلف حصّوں میں ضرب دے کر حاصل ضربوں کو جمع کرنے سے وہی جواب آئیگا- جو سارے عدد میں ضرب دینے سے آتا ہے- ایک یا دو ایسی مثالیں دیکر اس کی تشریح کرے- جن کا جواب لڑکے جانتے ہوں- مثلاً ۷ × ۸ = ۵۶ اور (۵×۸) + (۲×۸) بھی ۵۶ کے برابر ہے- چنانچہ اگر ہم نے کسی رقم کو ۶۳۷ میں ضرب دینا ہو- تو یوں کرنا ہوگا کہ پہلے ۶۰۰ میں- پھر ۳۰ میں اور پھر ۷ میں ضرب دینگے- اور پھر تمام حاصل ضربوں کے جمع کرنے سے جواب آ جائیگا- اب لڑکے یہ تو سیکھ چکے ہیں کہ ۶۰۰ میں ضرب دینے کے واسطے ہم ۶ میں ضرب دیکر دائیں طرف دو صفر لگا دیتے ہیں اور ۷ کی ضرب تو وہ جانتے ہی ہیں- چنانچہ ۳۷۸۴ × ۶۳۷ کا عمل یوں ہوگا :-

۳۷۸۴
۶۳۷
۲۲۷۰۴۰۰ = ۶۰۰ گنا
۱۱۳۵۲۰ = ۳۰ گنا
۲۶۴۸۸ = ۷ گنا
۲۴۱۰۴۰۸

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(ب) غلط طریقہ

بہت سے مدرس ایسے طریق پر ضرب دیتے ہیں کہ بچّے سمجھ نہیں سکتے - وہ پہلے ۷ میں ضرب دیتے ہیں - پھر ایک درجہ چھوڑ کر ۳ میں ضرب دیتے ہیں پھر ایک اور درجہ چھوڑ کر ۷ میں - یہ طریقہ (۱) تو اسلئے غلط ہے کہ اس میں بچوں کی پہلی واقفیت سے کام نہیں لیا جاتا - مثلاً اوپر کی مثال میں بچے ۶۰۰ و ۳۰ و ۷ کی ضرب پہلے جانتے ہیں اور جب مدرس پُرانے طریق سے ضرب دیتا ہے تو اُس واقفیت سے جان بوجھ کر کچھ کام نہیں لیتا - اسلئے یہ طریق زود فہم نہیں اور بچّوں کے واسطے علے العموم ناقابل فہم ہے - (۲) چونکہ یہ زود فہم نہیں - اسلئے اکثر طلبا اس میں غلطیاں کر جاتے ہیں - مثلاً جبکہ کسی عدد کو ۱۰۰۵۰ میں ضرب دینا ہو - تو بچّے اکثر گھبرا جاتے ہیں - اور نہیں جانتے کہ کس ہندسے کے نیچے جواب لکھنا ہے - حالانکہ اگر وہ دس ہزار میں ضرب دیتے وقت پہلے چار صفر لگا کر ایک میں ضرب دے دیتے اور پھر پچاس کی ضرب میں پہلے ایک صفر لگا کر پانچ میں ضرب دے دیتے - تو انہیں کچھ بھی تکلیف نہ ہوتی - اور اس طریق پر ضرب دینے سے تمام ہندسے اپنی اپنی جگہ پر درست آ جاتے - (۳) یہ عمل زندگی کے روزمرہ کام کے مطابق نہیں، اور حساب کے عملی فائدے کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چاہیئے - اگر لین دین کے معاملے ہیں اوپر کی ضرب دینی ہوتی - تو پچاس کا حاصل ضرب معلوم کرنے کی نسبت دس ہزار کا حاصل ضرب جلدی اور درست معلوم کرنے کی زیادہ وقعت ہوتی - بے شک بہت سی عملی صورتوں ہیں دس ہزار کی ضرب سے کافی قریب قریب جواب مل جاتا ہے اور پچاس کی ضرب بالکل چھوڑ دی جاتی ہے - اسلئے طولانی ضرب ہیں پہلے ہمیشہ بڑی رقم کے ساتھ ضرب دینی چاہیئے +

چھوٹی تقسیم

(۱۵) تقسیم کے معمولی قاعدے سکھانے سے پہلے مدرس طلبا کو سمجھائے کہ جس طرح ضرب جمع کا اختصار ہے - اسی طرح تقسیم تفریق کا اختصار ہے - پہلے ایک دو سادہ مثالیں دے کر دکھائے - کہ کیوں لڑکوں کو تقسیم کی ضرورت ہے - مثلاً یہ کہے کہ میرے پاس چودہ آنے ہیں - اُن ہیں سے ہر روز دو آنے خرچ کر ڈالتا ہوں - بتاؤ - یہ رقم کتنے دن چل سکیگی - اب قدرتاً لڑکے اس سوال کو حل کرنے کے لئے دیکھینگے کہ چودہ ہیں سے دو کتنی دفعہ تفریق ہو سکتا ہے - پس مدرس طلبا کو تختہ سیاہ پر لکھ کر سمجھائے - کہ یہی جواب تقسیم کے ذریعے پہاڑوں کا استعمال کرنے سے کس قدر جلد حاصل ہو سکتا ہے - پہلے پہل چھوٹی رقموں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی حالت میں بھی طولانی ضرب کی طرح جدا جدا جوابات کو ایک جگہ جمع کرنا چاہیئے :-

مثلاً ۳۴۶۷ ÷ ۶

ا- د- س- ۵

۵۷۷
۶) ۳۴۶۷
۳۰۰۰
۴۶۷
۴۲۰
۴۷
۴۲
۵

عمل یوں ہے :-

۳۴۰۰ ÷ ۶ = ۵۰۰ و ۴۰۰ باقی

۴۶۰ ÷ ۶ = ۷۰ و ۴۰ باقی

۴۷ ÷ ۶ = ۷ و ۵ باقی

پس جواب یہ ہے :-

(۵۷۷) و ۵ باقی

اِس کے بعد تقسیم کا مختصر قاعدہ سکھایا جائے۔ اس میں کچھ تکلیف نہیں ہوگی - جیسا کہ اوپر کی مثال میں دکھایا گیا ہے - خارج قسمت کے ہندسے مقسوم کے اوپر لکھنے چاہئیں - اِس سے ان کی اصلی قیمت معلوم ہو جائیگی - اور تقسیم میں کوئی ہندسہ رہ نہ جائیگا ؛

طولانی تقسیم

(۱۶) طولانی تقسیم بچّوں کے راستے میں ایسی رکاوٹ ہے - جہاں یہ ہمیشہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں - مشکل یہ ہوتی ہے کہ لڑکے معلوم نہیں کر سکتے - کہ مقسوم علیہ پر مقسوم کے دفعہ تقسیم ہو سکیگا - یہ مشکل چھوٹوں بڑوں دونو کو پیش آئی ہے - اور اس کے رفع کرنے کا سوائے اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے اور کوئی آسان طریقہ نہیں - کہ اس کی متواتر مشق کرائی جائے - تمام حساب جو کسی پرائمری سکول میں سکھایا جاتا ہے - اِن چار سادہ قاعدوں کی تبدیل شدہ صورت میں ہوتا ہے - اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ بچوں کو اُن قاعدوں کی پوری مشق ہو - جمع - تفریق - ضرب - تقسیم کی زبانی مشق حساب کے ہر سبق کا جزو ہونا چاہیئے ÷

تیسرا درجہ جمع مرکّب

(۱۷) مرکّب قاعدے عموماً بچّوں کے لئے دلچسپ ہوتے ہیں اور خاصکر جب ایسی عملی مثالیں دی جائیں - جن کو لڑکے سمجھ سکتے ہوں - جمع مرکّب سکھانے میں کچھ تکلیف نہیں ہونی چاہیئے - کیونکہ اکائیوں کی قطار سے دہائیوں کو دوسری قطار میں لے جانا لڑکے پہلے ہی جانتے ہیں اور اِسی طرح بارہ پائیوں کو آنوں کی قطار میں لے جانے اور سولہ آنوں کو روپوں کی قطار میں لے جانے کے لئے اِسی قاعدے کو آسانی سے استعمال کر سکینگے ÷

تفریق مرکب

(۱۸) یہ قاعدے صرف اِسلئے سکھائے جاتے ہیں کہ عملی طور پر مفید ہوتے ہیں اور اس طرح کرنے سے تفریق کے قاعدے میں تھوڑی اصلاح ہو جائیگی - فرض کیا ہم نے اس رقم کو تفریق کرنا ہے - یعنی (۵ آنے - ۲ روپے) - (۱۰ آنے) اِس کے عمل کا معمولی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قاعدہ یہ ہے - چونکہ ۵ آنوں سے ۱۰ آنے تفریق نہیں ہو سکتے - اِسلئے روپوں میں سے ایک روپیہ لے لیا - اور اس میں پانچ آنے جمع کئے - یہ ۲۱ آنے ہو گئے - اب ۲۱ آنوں سے ۱۰ آنے نکال دئے - تو باقی گیارہ آنے رہ گئے - پہلے دو روپوں میں سے ایک روپیہ لیا گیا تھا - اور باقی رہا تھا ایک روپیہ - پس جواب ہؤا ۱۱ آنے ۱ روپیہ - مگر عملی کاروبار میں تم ایسا کبھی نہیں کروگے - فرض کیا تمہاری جیب میں دو روپے پانچ آنے ہیں اور تم ایک کتاب خریدنا چاہتے ہو - جس کی قیمت دس آنے ہے - تم دکاندار کو ایک روپیہ دوگے - جس میں سے وہ ۶ آنے تم کو واپس دے دیگا - اس طرح تمہارے پاس ایک روپیہ گیارہ آنے ہو جائینگے - اگر تم دکاندار کو ایک روپیہ اور پانچ آنے بھی دے دیتے - تو وہ پانچ آنے تو تم کو واپس دے دیتا - اور روپے میں سے چھ آنے کرایہ دے دیتا اور خیال کرتا کہ تم بیوقوف ہو - پس مذکورۂ بالا سوال حل کرنے کا درست طریقہ یہ ہے کہ چونکہ پانچ آنوں سے دس آنے تفریق نہیں ہو سکتے - اِس لئے ایک روپیہ لے لیا - اُس کے سولہ آنے ہوئے - سولہ آنوں میں سے دس آنے تفریق کر دئے - باقی چھ آنے رہ گئے - پس پہلے پانچ آنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملائے سے گیارہ آنے ہوئے ؛

تم دیکھوگے کہ اس طریقے سے اس قسم کے سوالات جلد حل ہو جائینگے۔ مثلاً (۹ روپے ۱۳ آنے ۸ پائی) - (۱۰ روپے ۱۵ آنے ۶ پائی)

اِس کا عمل یوں ہوگا۔

۹	۱۳	۸
۱۰	۱۵	۶
۱۱	۱۳	۱

بارہ میں سے دس گئے دو رہے۔ دو اور نو گیارہ۔ سولہ میں سے پندرہ گئے۔ ایک رہا۔ ایک اور بارہ۔ تیرہ۔ سات میں سے چھ گئے۔ ایک رہا۔ ایک طریقے میں تفریق کا ہر ایک عمل کسی اور طریق کی نسبت زیادہ سادہ ہے ؛

ضرب مرکب

(۱۹) مختصر ضرب مرکب کو نیچے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ طولانی صورت میں عموماً کئی بھدّے عمل کرنے پڑتے ہیں۔ مثلاً پائیوں۔ آنوں۔ روپوں کی ضرب علٰحدہ علٰحدہ چھوٹی رقموں میں دینا یا دس دس کی ضرب کا استعمال کرنا۔ اِن سب طریقوں سے ایک زیادہ آسان طریقہ ہے۔ جس کی بنیاد اس عمل پر ہے کہ ۶ × ۳ = ۳ × ۶ یعنی ضرب کرنے میں اگر نیچے سے اوپر کو یا اوپر سے نیچے کو ضرب دی جائے۔ تو کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس طریقے میں بڑے عدد کے ساتھ اوپر کو ضرب دینے کی بجائے ہم پیسوں۔ آنوں وغیرہ چھوٹے عدد کے ساتھ نیچے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو ضرب دے سکتے ہیں - ایک مثال کے بیان کرنے سے یہ طریقہ صاف سمجھ میں آ جائیگا -

مثلاً ۴۵۷ × (۸ پائی - ۱۱ آنے - ۳۸۷ روپے)

	۸ پائی - ۱۱ آنے - ۳۸۷ روپے
	۴۵۷
پائی	۱۲) ۳۶۵۶
۸	۳۰۴ آنے
	۵۰۲۷
۳ آنے	۱۶) ۵۳۳۱
	۳۳۳
	۱۳۷۱۰۰
	۳۶۵۶۰
	۳۱۹۹
	۱۷۷۱۹۲ روپے

جواب ۱۷۷۱۹۲ روپے ۳ آنے ۱ پائی

اِس مثال میں نیچے کی طرف ضرب دی گئی ہے - پہلے ۸ × ۴۵۷ سے پائیاں بن گئی ہیں - پھر اُن کے آنے بنائے گئے ہیں - اور جو پائیاں بچ گئی ہیں - وہ جواب کا جزو ہو گئی ہیں - پھر ۴۵۷ کو ۱۱ گُنا کیا گیا ہے اور اس کا ماحصل اوپر کے آنوں میں جمع کیا گیا ہے - پھر اُن کے روپے بنائے گئے ہیں - اور جو آنے بچ گئے ہیں - وہ جواب کا جزو ہو گئے ہیں اور آخرکار ۳۸۷ کو ۴۵۷ میں ضرب دیا گیا ہے - اور اس کے ماحصل کو اوپر کے روپوں میں ملانے سے جواب آ گیا ہے ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِس طریقے میں صرف صاف رقم ہی معلوم نہیں ہوتی - جس میں غلطیاں آسانی سے معلوم ہو سکیں - بلکہ باقی بھدّے طریقوں کی نسبت یہ عمل زیادہ جلدی بھی ہو سکتا ہے ÷

تقسیم مرکب (۲۰) تقسیم مرکب کے لئے کسی خاص حاشئے کی حاجت نہیں - طولانی تقسیم مرکب میں جو نتائج پیدا ہوں - اُن کو اُن رقموں کے اوپر لکھ دینا چاہیئے جن سے وہ پیدا ہوئے ہیں - مثلاً اگر ۸ پائی - ۳ آنے - ۱۷۷۱۹۲ روپے کو ۴۵۷ پر تقسیم کیا جائے - تو جو نتائج پیدا ہونگے - وہ حسب ذیل ہونگے :-

روپے	آنے	پائی
۳	۷	۸

۴۵۷) ۱۷۷۱۹۲ -- ۳ - ۸

یہاں مفصّل عمل چھوڑ دیا گیا ہے ÷

زبانی مشق (۲۱) متواتر زبانی مشق کے ساتھ لڑکے اِس قابل ہو جائینگے کہ وہ ایسے سوالات کا بہت جلد جواب دے سکیں - مثلاً (۸ آنے - ۲ روپے) + (۱۰ آنے - ۵ روپے) و (۸ آنے - ۷ روپے) - (۱۰ آنے - ۳ روپے) و (۶ آنے - ۳ روپے) × ۵ و (۸ آنے - ۶ روپے) ÷ ۴

یاد رکھنا چاہیئے کہ زبانی عمل میں پہلے بڑی بڑی رقموں کو لینا ہوگا - اگرچہ تحریری حساب میں یہ ترتیب استعمال نہ جائے - مثلاً اگر ۶ آنے - ۳ روپے کو ۵ میں ضرب دیا جائے - تو عمل یوں ہوگا :-

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۳ × ۵ = ۱۵ روپے + (۵ × ۶) = ۳۰ آنے
روپے
= ۱۴ آنے — ۱۰۱

نصف اور چوتھائی کا استعمال

نصف اور چوتھائی کا تصوّر جو کہ طلبا روز مرّہ زندگی میں حاصل کر چکے ہونگے۔ روپوں پر استعمال کرنا چاہیئے۔ اُن کو جاننا چاہیئے۔ کہ روپے آنے یا کسی سادہ رقم کا نصف یا چوتھائی کیا ہوتے ہیں ÷

ف ۲/۵

طولانی پیمانے وغیرہ

(۲۲) اِن ہی طریقوں کو جس کا بیان ابھی ہو چکا ہے۔ مدرس طولانی اور وزنی پیمانوں کے لئے استعمال کریگا۔ اور اگر بچّے پہاڑے اچھی طرح جانتے ہوں۔ تو اُنہیں بھی کوئی خاص تکلیف نہیں ہوگی ÷

طولانی وغیرہ پیمانوں کے ساتھ عملی زبانی کام۔

(۲۳) جہاں تک ممکن ہو سکے۔ زبانی کام کو عملی بنانا چاہیئے۔ یہ دستور عام طور پر پایا جاتا ہے کہ لڑکے فٹوں۔ گزوں اور فرلانگوں کے متعلق سوالات حل کرتے ہیں۔ مگر انہیں کچھ بھی خیال نہیں ہوتا۔ کہ یہ پیمانے کس چیز کو تعبیر کرتے ہیں۔ معمولی زندگی میں جب کبھی ہمیں طولوں کا اندازہ کرنا ہوتا ہے۔ تو ہمارے پاس ہمیشہ رول یا فیتہ موجود نہیں ہوتا اور بچوں کے لئے تو یہ بہت مفید مشق ہے کہ وہ آنکھ سے فاصلوں کا اندازہ کیا کریں۔ شروع میں مدرس لڑکوں کو کہے کہ پنسل۔ سلیٹ۔ تختۂ سیاہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یا کھڑکی کی لمبائی کا اندازہ دیکھ کر کریں اور پھر اُن کے جوابات کا امتحان خود مسطر کے ساتھ ماپ کر کرے۔ پھر لڑکے کمرے کی لمبائی اور اونچائی اور کھیل کے میدان کی چوڑائی کا اندازہ کریں اور اُن کے جواب کی صحت کا امتحان مدرس خود کرے۔ جب اس قسم کی مشق ہو چکے جس کو قدرتاً لڑکے بہت دلچسپ معلوم کرینگے۔ تو وہ نظر سے لمبائیوں اور فاصلوں کا درست اندازہ کرنے لگ جائینگے اور جب وہ سکول چھوڑ دینگے۔ تو یہ لیاقت اُن کے بہت کام آئیگی۔ اگر تولنے کے پیمانے مل سکیں۔ تو لڑکوں کے لئے یہ بھی ایک اچھی مشق ہوگی۔ کہ وہ کتابوں وغیرہ کا اندازہ ہاتھ سے کیا کریں +

دیگر زبانی مشقیں

(۲۴) بے شک جمع اور تفریق میں اس قسم کی زبانی مشقیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ساتھ ساتھ کی جائینگی۔ تحریری اور زبانی دونو کاموں میں ایسے عبارتی سوال جن میں ایک سے زیادہ قاعدوں کا استعمال ہو۔ حل کرانے چاہئیں۔ مثلاً میں نے پانچ درجن انڈے تین آنے فی درجن کے حساب خریدے اور چار آنے فی درجن کے حساب بیچ دئے۔ بتاؤ۔ مجھے کیا نفع ہوا۔ اس قسم کے سوالات کو اکثر نفع و نقصان کے علیحدہ نام سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پکارا جاتا ہے - مگر اُن کے حل کرنے کے واسطے سوائے اس کے اور کچھ ضرورت نہیں - کہ مرکب قاعدے اچھی طرح سمجھ کر سیکھے ہوئے ہوں ÷

چوتھا درجہ کسر عام

(۲۵) پرائمری سکول کے چھوڑنے سے پہلے لڑکوں کو کسروں کا کچھ نہ کچھ علم ہونا چاہیئے کسریں اکثر سمجھا کر نہیں پڑھائی جاتیں - کیونکہ مدرس لوگ نہ صرف اُن کے معنوں کو ہی نظر انداز کر دیتے ہیں - بلکہ اُن کا فائدہ بھی نہیں سمجھاتے - پس جس علم کا استعمال نہ ہو سکے - اُس کا کچھ فائدہ نہیں - اور ایک لمبے - پیچیدہ اور غیر ممکن سوال کی بجائے بہت سے چھوٹے چھوٹے اور ممکن سوالوں کا حل کرنا نفس کے لئے ایک بہت عمدہ مشق ہے - ناممکن سوال سے میری مراد اس قسم کا سوال ہے :-

$$\frac{\frac{۲}{۱۲} + \frac{۶}{۷} \times \frac{۸}{۱۳}}{\frac{۵}{۱۱} \div \frac{۹}{۱۶}} \quad \text{یا} \quad \frac{۱}{۳ + \frac{۸}{۳ - \frac{۶}{۷}}}$$

کیونکہ اِس بات کا خیال کرنا بھی ناممکن ہے کہ کسی معمولی آدمی کی زندگی میں ایسے حالات پیدا ہونگے - جن میں اُس کو اِس قسم کے سوالات حل کرنے پڑینگے - اِس لئے چاہیئے کہ جو سوالات تم دو - چھوٹے اور قابل فہم ہوں ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کسروں کی توضیح اور تجزی

(۲۶) لڑکے نصف اور چوتھائی کا تصوّر پہلے ہی حاصل کر چکے ہوں گے - اس واقفیت کی بنیاد پر مدرس کام شروع کرے اور پہلے یہ سمجھائے - کہ جب کوئی چیز دو برابر حصّوں میں تقسیم کی جاتی ہے - تو اُن میں سے ہر ایک حصے کو $\frac{1}{2}$ سے تعبیر کیا جاتا ہے - اور یہی حال باقی کسروں کا ہے - مادی چیزوں کی مثالیں دے کر اس بیان کی پوری تشریح کرے - مثلاً تختۂ سیاہ پر کسی لکیر کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرنا یا نارنگی یا کاغذ کے دو برابر ٹکڑے کرنا - سب سے بہتر یہ ہے کہ کاغذ کے ٹکڑے لڑکوں کے ہاتھ میں دے دئے جائیں - اور جیسا کہ مدرس کام کرے - ویسا لڑکے بھی کریں مدرس کو چاہئے کہ کسروں کے سمجھانے کے واسطے اپنی ترکیبیں آپ بنائے - اور کسور کے نقشے پر بھروسہ نہ کرے - جن سے بچّے صاف طور پر کم ہی سمجھ سکتے ہیں - کسی ایک کسر کے معنی بتانے کے بعد مدرس طلبا کو سمجھائے - کہ $\frac{1}{2}$ سے $\frac{2}{4}$ اور $\frac{4}{8}$ کس طرح بن سکتے ہیں اور اس طرح جمع سکھانے کا رستہ صاف کرے - ایسی تشریحوں میں ایک قسم کی مسطر سے جس پر سالم انچوں اور $\frac{1}{8}$ انچوں اور کسروں کے نشان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لگے ہوں - بہت مفید مدد ملتی ہے - اگر کسروں کی یہ تجزی پوری طرح سمجھا دی جائے - تو لڑکے اس خیال کو ذہن نشین کر لینگے - کہ صرف اُن کسروں کو ہی جمع کیا جا سکتا ہے جن کے نسب نما ایک سے ہوں - پس اس سے اور کسروں کا جمع اور تفریق کرنا مقابلۃً آسان ہو جائیگا اور ایسا ہی اُن کا اختصار بھی آسان ہو جائیگا - اس درجے میں پہنچ کر لڑکے ذرا بڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی تشریح کو جلد سمجھ سکتے ہیں - چھوٹے درجوں میں حساب کے سمجھانے کے واسطے جو مفصّل تشریح کرنی پڑتی ہے - اُس کی اب یہاں ضرورت نہیں ہوتی - مدرّس کو چاہیئے کہ بہت احتیاط سے دیکھے - کہ جو قاعدے بچوں کو سکھائے گئے ہیں - اُن کے معنی ضرور اُن کی سمجھ میں آ گئے ہیں ✤

۶/۵

زبانی حساب میں اِس قسم کے سادہ سوالوں کی ہمیشہ مشق کرانی چاہیئے - مثلاً $\frac{1}{2} + \frac{1}{3}$ و $\frac{1}{4} - \frac{1}{5}$ جن کسروں کا شمار کنندہ ایک ہو - اُن کو جمع کرنے کا سب سے سادہ طریق یہ ہے کہ نسب نماؤں کو پہلے جمع کرکے جواب کا شمار کنندہ بنایا جائے - اور پھر ضرب دیکر اُس کا نسب نما بنایا جائے - زبانی حساب کے باقی سادہ قاعدے مدرس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خود آسانی سے بنا سکتا ہے ÷

صحیح عددوں کے ساتھ جو بطور اکائی کے سمجھے جاتے ہیں۔ کسروں کے استعمال کی مشق ہونی چاہئے۔ ایسے سوالوں کے جواب لڑکوں کو فوراً دیدے چاہئیں۔ مثلاً ۶ کا $\frac{۲}{۳}$ و ۱۶ کا $\frac{۳}{۴}$ ÷

کسروں کی ضرب (۲۷) حساب میں سب سے آسان قاعدہ کسروں کی ضرب ہے۔ جماعت کو احتیاط سے سمجھا دینا چاہئے۔ کہ کسروں کو صرف اس لئے اُڑایا جاتا ہے۔ کہ جواب کا اختصار نہ کرنا پڑے۔ مثلاً $\frac{۳}{۴} \times \frac{۲}{۵} = \frac{۶}{۲۰} = \frac{۳}{۱۰}$ بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن اگر پہلے ہی اختصار کر لیا جائے۔ تو وقت کم خرچ ہوتا ہے اور تکلیف بھی کم ہوتی ہے۔ مثلاً $\frac{۳}{۴} \times \frac{۲}{۵} = \frac{۳}{۱۰}$ ÷

کسروں کی تقسیم (۲۸) کسروں کی تقسیم عموماً سمجھا کر نہیں پڑھائی جاتی۔ مدرّس صرف ایک قاعدہ بتا دیتا ہے۔ کہ مقسوم علیہ کو اُلٹا کر مقسوم میں ضرب دے دو۔ سوال حل کرنے کے لئے در اصل تو یہ ایک بہت عمدہ طریق ہے۔ مگر جب تک اس کی تشریح نہ کی جائے۔ یہ بالکل فضول ہے۔ درست طریقہ یہ ہے۔ کہ شروع میں اکائی کو کسی کسر پر تقسیم کریں۔ مدرس تقسیم کی وہی اصلی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تشریح یاد دلائے - یعنی یہ کہ تقسیم تفریق کا مختصر قاعدہ ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ ایک عدد دوسرے عدد سے کئے دفعہ تفریق ہو سکتا ہے - اِس لئے ۱ ÷ ½ = ۷ - اگر لڑکے تقسیم کی اِس تشریح کو اپنے دماغ میں صاف طور پر جما لیں - تو وہ کبھی اِس خیال سے نہیں گھبرائینگے - کہ جب کسی عدد کو کسی کسر پر تقسیم کیا جاتا ہے - تو جواب اس عدد سے بھی کیوں بڑا ہو جاتا ہے - کیونکہ اُس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ سالم عدد سے کسر کے دفعہ تفریق ہو سکتی ہے ؟ یہاں سے شروع کرکے مدرس بڑے بڑے عددوں کو کسروں پر تقسیم کرتا جائیگا - یہ ظاہر ہے - کہ اگر ½ ایک سے ۷ دفعہ تفریق ہو سکتا ہے - تو چھ سے چھ گنا زیادہ بار تفریق ہو سکیگا - یعنی ۴۲ دفعہ - پھر اگر ½ ایک میں ۷ دفعہ شامل ہے - تو ½ ایک میں فقط اُس سے نصف دفعہ شامل ہوگا - کیونکہ یہ عدد ½ سے دُگنا ہے - اِس کی تشریح مثالوں سے ہو سکتی ہے - مثلاً ۱۲ ÷ ۲ = ۶ اور ۱۲ ÷ ۴ = ۳ وغیرہ - لڑکے اسے دیکھکر خود سمجھ جائینگے کہ ۱ ÷ ½ نصف سات دفعہ جا سکتا ہے - یعنی ½ ۷ دفعہ - مدرس اس قسم کی بہت سی مثالیں دے اور لڑکوں کو چاہیئے کہ وہ اِن مثالوں کے ذریعے خود معلوم کر لیں - کہ اگر ایک کو کسر پر تقسیم کیا جائے - تو اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا جواب معلوم کرنے کا سب سے جلد اور آسان طریقہ یہ ہے کہ کسر کو اُلٹا دیا جائے - اِس سے ہمیشہ درست جواب معلوم ہو جایا کریگا - اگر $\frac{۲}{۷}$ ایک سے $\frac{۷}{۲}$ دفعہ جا سکتا ہے - تو ایک کی کسی کسر سے $\frac{۷}{۲}$ کی اتنی کسر دفعہ جائیگا - مثلاً ۱ کے $\frac{۳}{۵}$ سے صرف اُس کا $\frac{۲}{۵}$ گنا جائیگا - جتنی دفعہ کو یہ ایک سے جاتا ہے - اِس لئے $\frac{۳}{۵} \div \frac{۲}{۷} = \frac{۳}{۵}$ کا $\frac{۷}{۲}$ اِس طرح ہم اس قاعدے تک پہنچتے ہیں - کہ اگر ہم معلوم کرنا چاہیں کہ ایک کسر دوسری کسر سے کے دفعہ جاتی ہے - تو پہلے ہم یہ معلوم کرینگے - کہ یہ ایک سے کے دفعہ جا سکتی ہے اور پھر ہم جواب کو اُس کسر میں ضرب دینگے - جس کو ہم تقسیم کرنا چاہتے ہیں - اگر ہم نے یہ معلوم کرنا ہو کہ کوئی کسر ایک سے کے دفعہ جا سکتی ہے - تو ہم ہمیشہ اُلٹا کرکے جواب بتا سکتے ہیں - اور جب یہ ہو چکے - تو ہمیں فقط اتنا اور کرنا باقی رہ جاتا ہے کہ ہم اُس کو اُس کسر میں ضرب دیں - جس کو ہم تقسیم کرنا چاہتے ہیں - اس لئے $\frac{۳}{۵} \div \frac{۲}{۷} = \frac{۳}{۵} \times \frac{۷}{۲} = \frac{۲۱}{۱۰}$ یا $۲\frac{۱}{۱۰}$ - بچوں کو سمجھانے کے واسطے یہ ایک مشکل قاعدہ ہے اور مدرّس کو متواتر سبقوں میں آہستہ آہستہ آگے بڑھنا چاہیئے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تاکہ وہ اُس کی صاف تشریح کر سکے - اگر ایک دفعہ اِس تشریح کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے - تو عمل کا قاعدہ بہت آسان ہو جاتا ہے - یعنی ایک کسر کو دوسری کسر پر تقسیم کرنے میں مقسوم علیہ کو اُلٹا کر اس میں ضرب دیا جاتا ہے ÷

ساده تناسب

(۲۹) ساده تناسب کی تشریح کسروں کے ذریعے زیادہ آسانی سے ہو سکتی ہے - اور اُنہی کے ذریعے یہ زیادہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے - مثلاً اگر چار آنے کا مقابلہ روپے کے ساتھ کرو - تو تمہیں معلوم ہوگا - کہ چار آنے روپے کا $\frac{4}{16}$ یا $\frac{1}{4}$ حصہ ہوتے ہیں - نقدی اور طول وغیرہ کے ساده عددوں کی ایسی مثالوں کے ساتھ مدرس لڑکوں کو سمجھا دیگا کہ (۱) جن دو چیزوں کا مقابلہ کرنا ہو - چاہیئے کہ وہ ایک قسم کی ہوں - یا اُن کا مخرج ایک ہو (جیسا کہ کسروں کی جمع اور تفریق نہیں ہو سکتی - جب تک اُن کو ہم مخرج نہ کیا جائے - اسی طرح فٹوں کا مقابلہ گزوں سے نہیں ہو سکتا - جب تک پہلے گزوں کے فٹ نہ بنائے جائیں اور روپوں کے آنے نہ بنائے جائیں) ÷

(۲) جب ہم ایک عدد کی نسبت دوسرے عدد کے ساتھ معلوم کرنا چاہیں - تو ہم اُسے دوسرے عدد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پر تقسیم کر دیتے ہیں - جیسا کہ اوپر کی مثال میں جب ہم نے چار آنوں کا مقابلہ روپے کے ساتھ کیا تھا - تو روپے کے سولہ آنے بنا کر اُسے سولہ آنوں پر تقسیم کر دیا تھا - تناسب کے یہ دو اصول جماعت کو اچھی طرح سمجھانے کے بعد مدرس نہایت سادہ مثالوں کے ذریعے اُن کا استعمال بتائیگا - مثلاً اگر پانچ کتابوں کی قیمت دس آنے ہو - تو دو کتابوں کی کیا قیمت ہوگی - یہ صاف ظاہر ہے کہ اُن کی قیمت کم ہوگی - اِس لئے ہم چھوٹے عدد کا مقابلہ جو کہ دو ہے - بڑے عدد سے کرتے ہیں - جو کہ پانچ ہے اور اُس کا جواب یہ ہوگا - $\frac{۲}{۵} \times ۱۰ = ۴$ آنے - اس کے بعد مشکل مثالیں دی جائینگی - مثلاً جس کام کو پانچ آدمی ۶ دن میں کر سکتے ہیں - اُسی کو بارہ آدمی کتنے دنوں میں کرینگے ؟ ظاہر ہے کہ دو اُسے تھوڑے وقت میں کرینگے - اس لئے ہم چھوٹے عدد ۵ کا مقابلہ بڑے عدد ۱۲ کے ساتھ کرینگے - اور اُس کا حل یوں ہوگا کہ $\frac{۵}{۱۲} \times ۶ = \frac{۵}{۲}$ یا $۲\frac{۱}{۲}$ دن ÷

سادہ سود اگر سادہ سود سکھانا ہو - تو لڑکوں کو سمجھانا چاہیئے کہ ہم سود کیوں دیتے ہیں ؟ اور اس کی عملی مثالیں دینی چاہئیں - مدرس کو اِس قسم کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مثالوں کے پیدا کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ کیونکہ کئی مثالیں اُس کے اپنے تجربے میں آئی ہونگی۔ اور کچھ لڑکوں کے تجربے میں۔سود کے سوال کا حل ویسا ہی ہوگا۔جیسا کہ تناسب کے سوال کا ÷

صاف اور مختصر عمل کی وقعت جو سب کا سب رکھنا چاہیئے

(۳۰) اِن آخری دو درجوں میں جہاں تحریری سوال لمبے اور پیچیدہ ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت ضروری ہے کہ جب لڑکا سوال درستی کے واسطے پیش کرے۔تو ہر ایک عمل جس کا لکھنا وہ ضروری سمجھتا ہو۔سوال کے ساتھ دکھائے۔ اگر لڑکے کو زبانی حساب اچھی طرح آتا ہے۔تو یہ چھوٹے چھوٹے عمل جن کو وہ زبانی حل نہیں کر سکتا۔مقابلۃً تھوڑے ہونگے۔مگر یہ عمل جتنے ہوں ہمیشہ ظاہر کر دینے چاہئیں۔گویا کہ یہ سوال کے عمل کا مسلّم جزو ہیں۔ جبکہ سوال کاغذ پر حل کرنے ہوں۔تو پہلے سلیٹ یا ردّی کاغذ پر اُن کا عمل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دینی چاہیئے۔بعض مدرّس اس کے لئے یہ عذر پیش کرتے ہیں۔کہ ایسا کرنا بچوں کو صفائی سکھاتا ہے۔حالانکہ اس میں شک نہیں کہ یہ عین اُس کے برخلاف سکھاتا ہے۔جب لڑکا مدرسہ چھوڑ دیگا۔تو نہ اُس کے پاس وقت ہوگا اور نہ

ف ۱۲

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُسے رغبت ہوگی - کہ لکھے ہوئے کی صفا نقل کرے - اور جیسا کہ ہم لکھائی کی بابت کہ آئے ہیں - اس کا طرز خط وہی ہوگا - جو کہ سکول کی ناصاف کاپیوں میں تھا - مگر دوبارہ صاف نقل کی عادت لکھائی کی گندی عادتیں پیدا کرنے کے علاوہ خیال کی بے احتیاط اور بے سلیقہ عادتیں بھی سکھاتی ہے - سوچ کی تکلیف سے بچنے کے لئے لڑکا اکثر ردّی کاغذ پر ایسے چھوٹے چھوٹے عمل بھی لکھ دیتا ہے - جن کو وہ آسانی سے ساتھ زبانی کر سکتا تھا - جیسا کہ اِس فصل کے شروع میں ہم بیان کر چکے ہیں - مدرس کا یہ مدعا ہونا چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو - لڑکے زیادہ تر کام زبانی کیا کریں - ایسا ہی اِن آخری درجوں میں صاف اور مختصر عمل پر خاص زور دے - صاف اور مختصر لکھا ہوا کام فہمیدہ اور درست خیالی کا نشان ہے ÷

فصل سیزدہم

جُغرافیے کی تعلیم

جغرافیہ گرد و نواح سے شروع کرنا چاہیئے

(۱) ابتدائی جغرافیے میں زمین کے متعلق اُن باتوں کا ذکر ہوتا ہے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ف ۲/۴ جن کا تعلق انسان سے ہے۔ اِس کو قابلِ فہم بنانے کے واسطے مدرس زمین کے اُس حصے سے شروع کرے جس کو اُس کے شاگرد جانتے ہوں اور بتدریج اُس کو اُن حدود تک وسیع کرتا جائے۔ جن کی تعلیم سکول کے لئے مقرر کی گئی ہو +

طریقہ - پہلا درجہ
نقاط سمت کی تعریفیں

(۲) مدرس کو چاہیئے کہ پہلے پہل شمال - جنوب - مشرق مغرب کے نام بتائے - اور شاگردوں کو سمجھائے - کہ سورج کی مدد سے یہ کس طرح آسانی سے معلوم ہو سکتے ہیں - یہاں سے شروع کرکے آگے جغرافیئے کی ابتدائی اصطلاحات مثلاً پہاڑ - دریا - جزیرہ کی تشریح کرے - ف ۲/۳ اور گرد و نواح کی طبعی شکلوں کو نمونے کے طور پر استعمال کرے اور جن کے لئے قدرتی مثالیں گرد و نواح میں نہ مل سکیں - اُن کو اِس طرح سمجھائے - کہ احاطہ سکول میں اُن کے نمونے بنائے - مثلاً جزیرہ - جزیرہ نما - اِن کے لئے مدرس کو صرف تھوڑی ریت یا مٹی اور پانی کی ضرورت ہوگی - بہتر تو یہ ہے - کہ پہلے اس قسم کی مشکل اصطلاحات کو چھوڑ دے - مثلاً کوہ آتش فشاں وغیرہ - یاد رہے کہ کسی اصطلاح کے دُہرانے کی لیاقت اُس کے سمجھانے کی لیاقت نہیں - مگر جغرافیئے کی اصطلاحیں ایسی سادہ ہیں -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ اُن عملی مثالوں کی مدد سے جو یا تو قدرتی چیزوں سے یا بنائے ہوئے نمونوں سے دی جاتی ہیں۔ مدرس کو ان کے معنی واضح کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ جغرافیے کی تعلیم کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ابتدا میں اِن اصطلاحات کو اچھی طرح سمجھایا جائے ÷

نقشے کا مطلب اور استعمال۔

(۳) جغرافیے کی اِن اصطلاحوں کی تشریح کے ساتھ ساتھ مدرس نقشے کا بھی تصوّر دلایا کرے۔ لڑکوں کو چاہیئے کہ سکول کے کمرے کی پیمائش کرکے اُس کا ایک نقشہ بنائیں اور پھر مکانِ مدرسہ اور اس کے احاطے کا نقشہ کھینچیں۔ یہاں قدمی پیمائش کا استعمال کرنا زیادہ مفید ہوگا۔ چونکہ جب لڑکا سکول اور اُس کے احاطے کا نقشہ کھینچ چکیگا۔ تو کسی وسیع رقبے کا کھینچنا اُس کے لئے آسان ہو جائیگا۔ اور آلاتِ پیمائش کے استعمال کرنے میں اُسے کچھ تکلیف نہیں ہوگی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اگر درست نقشے اور خاکے بنانے ہوں۔ تو مسطر کا استعمال کرنا چاہیئے۔ اور ایسے کاغذ مہیّا کرنے چاہئیں۔ جن پر انچوں یا چوتھائی انچوں کے نشان بنے ہوئے ہوں۔ ایسا کوئی انچ یا چوتھائی انچ نقشے پر ایک قدم کی لمبائی معلوم کرنے کے واسطے استعمال کیا جا سکتا ہے ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیمانہ

(۴) سب سے پہلی مشکل جو کہ مدرّس کو پیش آئیگی - وہ اس بات کا سمجھانا ہوگا - کہ ایک طول و عرض کے نقشے کس طرح مختلف وسعت کے رقبوں کو ظاہر کرتے ہیں - اسلئے اُس کو چاہئے کہ لڑکوں سے سکول کے ایسے دو کمروں کا نقشہ کھچوائے - جن میں سے ایک چھوٹا ہو - دوسرا بڑا - اور ایک نقشے میں تو طلبا قدم کی بجائے انچ یا آدھ انچ کی لمبائی - استعمال کریں اور دوسرے میں چوتھائی انچ کی - اِن نقشوں کا مقابلہ کرکے وہ لڑکوں کو سمجھائے کہ بڑے نقشے میں یہ گنجائش ہے کہ چھوٹی چھوٹی اور باتیں بھی لکھی جا سکتی ہیں - مگر چھوٹے نقشے میں کو اور باتوں کے لکھنے کی گنجائش کم ہے - مگر زیادہ بڑے رقبوں کا نقشہ بنانے کی گنجائش ہے - اِس خیال کو ذہن نشین کرنے کے واسطے مدرس کے لئے بہتر ہے کہ لڑکوں کو ضلعے - صوبے اور ہندوستان کے نقشے دکھائے اور پھر سمجھائے کہ تمہارا اپنا گاؤں ضلع کے نقشے پر تو بڑا دکھایا گیا ہے - صوبے کے نقشے پر ذرا چھوٹا - مگر ہندوستان کے نقشے پر اُس کے دکھلانے کی گنجائش ہی نہیں - پھر وہ یہ سمجھائے کہ نقشے پر فاصلہ ماپنے کا پیمانہ میل ہوتا ہے - جس کو مختلف چھوٹے چھوٹے پیمانوں سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ظاہر کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ اگر نقشہ بڑے رقبے کا ہو ۔ تو یہ پیمانہ ذرا چھوٹا ہوتا ہے ۔ اور اگر چھوٹے رقبے کا ہو ۔ تو بڑا ہوتا ہے ۔ پھر وہ احتیاط سے سمجھائے ۔ کہ جغرافیئے کی جو اصطلاحیں جماعت پڑھ چکی ہے ۔ نقشے پر کس طرح ظاہر کی گئی ہیں ۔ مثلاً پہاڑوں کے لئے تو موٹی لکیریں کھینچی گئی ہیں ۔ مگر دریاؤں کے لئے ٹیڑھی لکیریں بنائی گئی ہیں ۔ اور جوں جوں دریا دہانے کے قریب پہنچتے جاتے ہیں ۔ وہ لکیریں چوڑی ہوتی جاتی ہیں ۔

دوسرا درجہ ضلعے کا نقشہ

(۴) دوسرے درجے میں لڑکے ضلعے کے جغرافیئے کی پڑھائی شروع کرینگے ۔ اس کی ہیئت طبعی ۔ انتظام ۔ تقسیم اور بڑے بڑے قصبوں کا نام یاد کرنے کے علاوہ لڑکوں کو یہ بھی سیکھنا ہوگا ۔ کہ ضلع میں مشہور مشہور دستکاریاں اور پیشے کون کون سے ہیں ۔ مثلاً چمڑہ کہاں رنگا جاتا ہے ؟ گندم کہاں پیدا ہوتی ہے اور نمک کی کانیں کہاں کہاں ہیں ۔ لڑکے خود بخود یہ باتیں معلوم نہیں کر سکتے ۔ مدرس کو چاہیئے کہ خود اُن کو بتائے ۔ ہاں لڑکوں کو یہ چاہیئے ۔ کہ ملک کی طبعی حالت سے یہ دلیل دے سکیں ۔ کہ مختلف مقامات میں مختلف پیشے کیوں ہوتے ہیں ۔ اب ضلع میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بعض جگہ ایسی بھی ہونگی - جو کسی خاص بات کے لئے مشہور نہیں - مگر اب یہ دیکھنا ہے کہ مدرس جماعت کی کس طرح مدد کرے - کہ وہ انہیں سمجھ کر یاد کر لیں - اُس کو چاہیئے کہ طلبا کے گھر کے ساتھ اُن کا تعلق قائم کرے اور اُن کو بتائے - کہ یہ مقام تمہارے گھر سے فلاں طرف واقع ہے ÷

خیال سمت کی تربیت کی وقعت

(۵) جن مقامات کی طرف ہم جانا چاہیں - اُن کا راستہ دریافت کرنے میں جغرافیئے کا ہر روز عملی استعمال ہوتا ہے - اگر ہم کسی مقام کو ایسی اچھی طرح جانتے ہوں - جیسے سکول کا لڑکا اپنے مدرسے کو جانتا ہے - تو سوچنے کے بغیر ہم اس کا راستہ معلوم کر لیتے ہیں اور یہ ایسا ہی ہے - جیسا کہ حروف کے دیکھنے کے بغیر ہم عبارت پڑھتے جاتے ہیں یا جب ہم سے پوچھا جاتا ہے - کہ چھ دونے کتنے ہوتے ہیں - تو ہم جھٹ بارہ کہ دیتے ہیں - تو اُس وقت ہوتی ہے - جب ہم نے کسی ایسے مقام کو جانا ہو جسے ہم نے پہلے کبھی دیکھا نہ ہو - اس وقت ہم مجبور ہوتے ہیں - کہ (۱) یا تو سڑک یا سمت کے اس علم پر بھروسہ کریں - جو ہم نے دوسرے لوگوں سے یا نقشے کے ذریعے حاصل کیا ہے - (۲) اُس علم کے استعمال کی قابلیت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پر بھروسہ کریں۔ جس کا نام علم سمت ہے۔ اغلباً ہر شخص کو اپنی زندگی میں ایسے مقام کا راستہ دریافت کرنے میں تکلیف پیش آئی ہوگی (خواہ وہ مقام شہر میں ہو یا دیہات میں) جہاں جانے کے لئے اُس کا راہنما یا تو اُس کا وہ خیال ہوا ہو جو اُس نے اپنے تجربے یا نقشے سے حاصل کیا ہے۔ یا اُس کا رُخ کسی اَور نے اُس کو بتایا ہو۔ بیشک بہت سے لوگ ہیں۔ جن کو ایسی حالتوں میں فقط اپنا راستہ معلوم کرنے میں ہی تکلیف نہیں ہوتی۔ بلکہ اَوروں کو ایسے مقام کا رستہ دکھانے میں بھی تکلیف پیش آتی ہے۔ جس کو اُنہوں نے خود اچھی طرح دیکھا ہوتا ہے۔ ایسی تکالیف کا باعث سمت کا ناقص علم ہے۔ کیونکہ اُس کی تربیت ٹھیک نہیں ہوتی۔ مگر تربیت اور مشق کے ذریعے یہ علم پختہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ہم رہبروں۔ ملّاحوں اور شکاریوں کی مثالوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ ہاں آدمی کی فطرت میں سمت کا خیال ایسا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ بعض حیوانوں مثلاً کبوتر۔ کُتّے وغیرہ کی فطرت میں ہوتا ہے ؛

اس خیال کی تربیت کا طریق

(۶) پس جغرافیے کے علم کو عملی طور پر مفید بنانے کا سب سے بڑا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ذریعہ یہ ہے کہ طلبا کو سمت کا خیال دلایا جائے۔
جب مدرس ضلع کا نقشہ پڑھا رہا ہو۔ تو اُس کو
پڑھا رہا ہو۔ تو اُس کو چاہیئے کہ ایک مقام سے
دوسرے مقام کی طرف جانے کا رستہ اور سڑکیں۔
بہت احتیاط سے دکھائے۔ تاکہ لڑکا اُن راستوں
سے شروع کرکے جو اُس کے گھر سے چلتے ہیں۔
اس قابل ہو جائے کہ اپنے گھر سے کسی ایسے مشہور
مقام کا فاصلہ بتا سکے جو اُس کے اپنے ضلع میں
واقع ہو۔ وہ یہ بھی بتا سکے کہ راستے میں کون
کونسے مشہور مقامات آئینگے۔ اور کونسی قدرتی رکاوٹیں
پیش آئینگی۔ مثلاً دریا یا پہاڑ۔ ایسے خیالی سفر
میں لڑکے کو یہ بھی دکھایا جائے کہ راستے میں
کہاں سے کہاں تک ریل مل سکیگی۔ لڑکے کو چاہیئے
کہ نقشے پر مقامات کے درمیان فاصلوں کا تخمینہ
لگانا بھی سیکھے اور اُس وقت کا اندازہ بھی لگا
سکے جو ریل یا سڑک کے راستے اُس مقام تک
پہنچنے میں خرچ ہوگا۔ طلبا ایسے سوالوں کے جواب
نقشے پر سے معلوم کرنے میں بہت دلچسپی لینگے۔
اور کچھ عرصے کے بعد یہ راستے اُس کو ایسے اچھے
یاد ہو جائینگے کہ جب کسی جگہ کا نام لیا جائیگا۔ تو
وہ نقشے پر اُس کی جائے وقوع کی تصویر اپنے دل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں اس طرح جما لینگے - جیسا کہ بڑے آدمی طبعاً کیا کرتے ہیں - مگر سمت کا خیال صرف نقشے ہی کے استعمال سے پختہ نہیں ہو سکتا - کیونکہ ممکن ہے - کہ لڑکا نقشہ پر تو دو مقامات کی متناسب جائے وقوع یاد رکھ لے - مگر اُس مقام سے جہاں وہ کھڑا ہے - دوسرے مقام کی سمت کو نظر انداز کر دے - اس لئے اُس کو یہ مشق کرانی چاہیئے کہ نقشے کے بغیر اپنے سفر کا رستہ بیان کر سکے - مثلاً اس طرح کہ اوّل ایک سمت کی طرف اشارہ کرکے کہے کہ میں پہلے اس طرف مشرق کو پانچ میل جاؤنگا - پھر میں میں دو میل شمال کو جاؤنگا - چنانچہ جس جگہ میں نے پہنچنا ہے - وہ جگہ قریباً وہاں ہی ہوگی ؛

آج کل پرائمری سکولوں میں جغرافیئے کے استعمال سے اگر کلی غفلت نہیں ہوتی - تو کچھ نہ کچھ ضرور ہوتی ہے - باوجودیکہ اس کا استعمال طلبا کے لئے دلچسپ اور قابل فہم ہے - تم غور کرو - کہ اگر لوگوں کو رستہ بھولنے کا احتمال کم ہوتا - تو کس قدر دقت - تکلیف اور محنت بچ جاتی ؛

تیسرا درجہ
صوبے کا جغرافیہ

(۷) ضلع کے جغرافیئے کے بعد قدرتاً صوبے کا جغرافیہ آتا ہے - اور یہ بھی اُسی طرح سکھانا چاہیئے - جس طرح ضلع کا جغرافیہ سکھایا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ف ۵/۶ جاتا ہے - مدرس جغرافیئے کی کتاب پر بہت کچھ انحصار نہ رکھے اور اگر لڑکے کتابیں استعمال کریں بھی تو اُن کو اجازت نہ دے کہ وہ اُنہیں زبانی یاد کر لیں - بلکہ ہدایت کرے کہ وہ اُنہیں فقط حافظے کی امداد کے لئے استعمال کیا کریں +

بہت سے نام سکھاؤ

مدرس لڑکوں کو اجازت نہ دے

ف ۵/۸ کہ بے شمار جغرافیئے کے ناموں کو یاد کر کے اپنے دماغ پر بے فائدہ بوجھ ڈالیں - جب وہ صوبے کے طبعی حالات سیکھ چکیں اور یہ بھی جان لیں - کہ یہ حالات کس طرح اُس کے باشندوں کے اطوار اور کاروبار پر اثر ڈالتے ہیں - نیز جب وہ بڑے بڑے ذرائع آمد و رفت سیکھ چکیں - تو اُس کے بعد صرف وہی نام یاد کرائے - جن کو طلبا کسی دلچسپ یا مشہور واقع کے ساتھ ملا سکتے ہوں - ہندوستان کے جغرافیئے میں پہنچکر اِس امر پر مزید بحث کی جائیگی +

نقشہ کشی

(۸) ضلعے اور صوبے کا نقشہ کھینچنا جغرافیئے کی تعلیم کا ایک ضروری جزو ہے - اگرچہ نقشے کی درست نقل کر لینے کی لیاقت نقشے کا پہلا درجہ ہے - مگر بذاتہ یہ کچھ مفید نہیں اور چونکہ نقشہ کشی کی غرض یہ ہے کہ نقشے اور مقامات کی جائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وقوع کی تصویر دل میں جمائی جائے - اس لئے یہ صاف ظاہر ہے - کہ یاد سے نقشہ کھینچنے کو زیادہ وقعت دینی چاہیئے - عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے - کہ جماعت اُس نقشے کی جو دیوار سے لٹکایا ہوا ہو - بہت صاف اور درست نقل کر لیتی ہے - مگر جب طلبا کو یہ کہا جائے کہ وہ یاد سے نقشہ کھینچیں - تو وہ اس کا خاکہ بھی درست نہیں بنا سکتے - پس صاف ظاہر ہے کہ جو نقشہ کشی طلبا نے اس طرح سیکھی ہو - اُس سے کچھ بھی فائدہ نہیں - مدرس کا یہ مقصد ہونا چاہیئے - کہ طلبا کو اِس قابل بنا دے - کہ وہ یاد سے نقشہ کھینچ سکیں اور اس طرح زبانی نقشہ کشی کی متواتر مشق کراتا رہے ✤

چوتھا درجہ

(۹) جب مدرس ہندوستان کا جغرافیہ سکھانے لگے - تو اُسے یاد رکھنا چاہیئے - کہ لڑکوں کی نئی واقفیت کو پرانی واقفیت کے ساتھ جو اُنہوں نے پہلے حاصل کی ہوئی ہے - ملانا ضروری ہے - پہلے پہل یوں کرے کہ ہندوستان کے جغرافیئے کا تعلق صوبے کے جغرافیئے کے ساتھ جو لڑکوں نے پڑھا ہوا ہے - دکھائے - اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہندوستان کے جغرافیئے کی تعلیم کئی ایک ناموں کو زبانی یاد کر لینے تک محدود کی جاتی ہے - مگر جغرافیئے کے ناموں میں بذاتہٖ نہ کچھ دلچسپی ہوتی ہے

ف ۴/۷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور نہ فائدہ - ذرا سوچو - کہ تمہیں اپنی زندگی میں جغرافیئے کے ناموں کی فہرست کے استعمال کا کتنی دفعہ موقعہ پڑا ہے - (یعنی دوسرے صوبے کے ضلعوں کے ناموں کی فہرست) جو سکول میں تم کو یاد کرائی گئی تھی - اور سکول چھوڑنے کے بعد اُن میں کتنے نام تم کو بھول گئے ہیں - اور اگر خود تم نے اِن ناموں سے فائدہ نہیں اُٹھایا - تو یہ فضول واقفیت اپنے شاگردوں کو کیوں دیتے ہو - تمہارے شاگردوں کو تو اِس بات کی ضرورت ہے - کہ ہندوستان کے نقشے کی شکل - مشہور شہروں کی جائے وقوع اور اُن کی شہرت کے وجوہات اپنے ذہن نشین کر لیں - انہیں یہ بھی سیکھنا ہے - کہ حالات طبعی - ہندوستان کے باشندوں کے اطوار - اُن کی حرفت اور پیشوں پر کیا اثر ڈالتے ہیں - اور ہندوستان کی مختلف قوموں اور اُن کی زبانوں کا بھی کچھ علم حاصل کرنا اُن کے لئے مناسب ہے - اور اخیر میں ہندوستان کے ایک حصّے سے دوسرے حصّے تک جانے کے واسطے ذرائع آمد و رفت کی بابت بھی جاننا ضروری ہے ٭

ہندوستان کا جغرافیہ پڑھانے کے غلط طریق کی توضیح -

(۱۰) جغرافیۂ ہندوستان پڑھانے کے غلط طریق کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

واضح کرنے کے واسطے یہ دیکھنا ہے کہ دریاؤں کے
کے پڑھانے کا عام طریقہ کیا ہے - لڑکوں سے
ہندوستان کے دریاؤں کی فہرستیں یاد کرائی جاتی ہیں
مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ دریاے گنگا کے معاون یاد
کرو - پرانے زمانوں میں جبکہ سفر سڑکوں پر کیا جاتا
تھا - ہر ایک دریا کی وقعت دو لحاظ سے ہوا کرتی
تھی - یعنی یا تو وہ رستے میں رکاوٹ ہوتا تھا - یا
اُس کے ذریعے سفر چھوٹا ہو جاتا تھا - مگر آج کل
چونکہ کسی آدمی کو اپنے صوبے سے باہر جانے میں
سواے ریل کے اور کوئی سفر کرنا ہی نہیں پڑتا -
اس لئے دریاؤں کی وہ بڑی وقعت جاتی رہی ہے -
آج کل تو بڑے بڑے دریا صرف اِسلئے مشہور
ہیں - کہ اُن کے ذریعے یا تو مال و اسباب لے
جایا جاتا ہے - یا آبپاشی کی جاتی ہے - تم بتاؤ -
کہ اپنی زندگی میں تم نے صوبے سے باہر کے
کتنے دریاؤں کا ذکر کسی اخبار میں پڑھا ہے -
اس سوال کا جواب اس قدر چھوٹا ہوگا - کہ اگر
تم غور کروگے - تو خود حیران ہو جاؤگے - غالباً
تم دیکھ لوگے - کہ ماسواے دریاے سندھ - گنگا -
برہم پتر اور چھ یا سات اور بڑے دریاؤں کے
دیگر جس قدر دریا تمہارے صوبے سے باہر ہیں -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُن کے نام تم نے فقط سکول ہی میں پڑھے تھے - اور بعد ازآں پھر کبھی بھی تم کو اُن کی ضرورت واقع نہیں ہوئی - دریاؤں کا نام تو صرف مثال کے طور پر لیا گیا ہے - اِس واسطے نہیں کہ وہ اُن بہت سے شہروں کی نسبت کم مشہور ہیں - جن کے نام مدرسے میں طلبا سے اکثر یاد کرائے جاتے ہیں - مدرس کو چاہیئے - کہ اپنے ذاتی تجربے سے معلوم کرے - کہ طلبا کو جغرافیئے کے متعلق کونسی واقفیت دینی مفید ہے ÷

جغرافیہ طبعی کا تعلق لوگوں کے اطوار اور پیشوں کے ساتھ

(۱۱) جب تم طلبا کو کسی ملک کے حالات طبعی سکھا رہے ہو - تو تم کو چاہیئے - کہ اُن کا تعلق نہ صرف نقشے کے ساتھ بتاؤ - بلکہ لوگوں کے اطوار اور پیشوں کے ساتھ بھی دکھاؤ - چھوٹے بچے بے جان چیزوں کی نسبت آدمیوں اور دیگر جاندار چیزوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں - اِسلئے جغرافیہ پڑھاتے وقت اُن کی اس دلچسپی کو کام میں لانا ضروری ہے - بچوں سے نکلوانا چاہیئے - کہ سن ککڑا مشرقی بنگال میں کیوں پیدا ہوتا ہے - کراچی غلّے کا بڑا بندرگاہ کیوں ہے وغیرہ وغیرہ ÷ جماعت کی رہنمائی اس طرح کی جائے - کہ طلبا ایسی باتوں کا سبب خود بخود معلوم کر لیا کریں -

ف ۳/۸

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب لڑکا نقشہ دیکھ رہا ہو۔تو خود بخود اُس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔کہ کوہ ہمالیہ ہندوستان کی قدرتی حد ہے۔اگر ایسا ہو۔تو وہ آسانی سے سمجھ لیگا۔کہ ہندوستان کے تمام حملہ آور شمال مغربی سرحدی دروں کے رستے ہی آئے تھے۔قبل ازیں کہ یورپی قوموں نے سمندر کے رستے آکر ہندوستان میں بستیاں بنانی شروع کیں ÷

ف ۷/۱۲

تواریخ کا استعمال

ہندوستان کے پرائمری سکولوں میں تواریخ علیحدہ مضمون کے طور پر تو نہیں پڑھائی جاتی۔مگر جغرافیئے کے سبقوں میں جہاں کہیں ضرورت پڑ جائے۔اُس کا حوالہ دے دینا چاہیئے۔مثلاً لڑکوں کی رہنمائی اِس طرح کی جائے کہ خود بخود اُن کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ جوں جوں ہم شمالی سرحد کے نزدیک پہنچتے ہیں۔وہاں کی زبانیں فارسی کے ساتھ زیادہ ملتی جلتی ہیں۔جو کہ پہلے حملہ آوروں کی زبان تھی۔اور ہندوستان کے جنوب میں اب تک ابتدائی باشندوں کی زبانیں ہی بولی جاتی ہیں۔پھر وہ اِس بات کی توقع کرینگے۔کہ مدراس اور کلکتہ کے نزدیک جہاں انگریزوں نے پہلے پہل اپنی اپنی بستیاں آباد کی تھیں۔انگریزی زبان زیادہ مستعمل ہو ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نباتات اور حیوانات

(۱۲) حالات طبعی کے مطالعہ کے بعد قدرتاً ملک کے مختلف حصوں کی ہیئت کا ذکر آئیگا - مثلاً صحرا - جنگل وغیرہ اور ساتھ ہی آب ہوا کا کچھ ذکر ہوگا - مثلاً موسمی ہوائیں ÷

نباتات سے آگے ہم حیوانات کی طرف چلینگے - یہاں صرف جنگلی حیوانوں کا ہی ذکر نہیں ہونا چاہیئے بلکہ پالتو حیوانوں کا بھی ہونا ضروری ہے - اور لڑکوں کو خود بتانا ہوگا - کہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں مختلف حیوانات کیوں پائے جاتے ہیں ؟

ہر ایک مدرس ہندوستان کے مشہور مقامات کے متعلق دلچسپ واقعات تو نہیں جان سکتا - مگر ہندوستان کے بعض مقامات کے متعلق دلچسپ سبق پڑھا سکتا ہے - ہندوستان کا تمام جغرافیہ بے مزہ اور غیر دلچسپ طور پر پڑھنے کی نسبت بہتر تو یہ ہے - کہ بعض خاص مقامات کے متعلق طلبا کی واقفیت فہمیدہ اور پورے طور پر ہو اور باقی ملک سے وہ معمولی طور پر واقف ہوں ÷

ذرائع آمد و رفت

(۱۳) اخیر میں مشہور ذرائع آمد و رفت سکھانے چاہئیں - جغرافیۂ ضلع پڑھاتے وقت اتنا تو تم دیکھ چکے ہو - کہ یہ کس طرح سکھائے جا سکتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں - کسی اعلےٰ جماعت کو جغرافیہ پڑھاتے وقت مدرسین یورپ جانے کا رستہ تو بتا دیتے ہیں - مگر معلوم نہیں کہ ادنےٰ جماعتوں کو ہندوستان کے اندر ہی ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا رستہ کیوں نہیں بتاتے؟ جغرافیہ ہندوستان کے کسی اور حصے کی نسبت اِن راستوں کا علم اغلباً عملی طور پر زیادہ مفید ہوتا ہے - اور اس سے شہروں کی جاے وقوع اور درمیانی فاصلے ذہن نشین ہو جاتے ہیں - اِس میں شک نہیں کہ جیسا تمام چھوٹے چھوٹے دریاؤں کے پڑھانے کی ضرورت نہیں - ویسا ہی ریل کے تمام چھوٹے چھوٹے رستے بھی طلبا کو بتانے کی ضرورت نہیں - مگر جو لڑکا اچھا پڑھا ہؤا ہوگا - اگر اُسے گھر سے چل کر کلکتے - کراچی بمبئی اور دیگر قصبوں کی طرف جانا ہوگا - تو وہ بتا سکیگا کہ کس رستے جانا چاہیئے - اگر اِس قسم کے مشہور مقامات مثلاً ڈھاکہ - کوہ مری - سری نگر بھی جہاں پہنچنے کے لئے سفر کا کچھ حصہ پانی یا سڑک کے ذریعے طے کرنا ہوتا ہے - اِس میں شامل کر لئے جائیں - تو دلچسپی اور بھی بڑھ جائیگی ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فصل چہاردہم

مطالعۂ قدرت کی تعلیم

قوت مشاہدہ کی تربیت ہونی چاہئے

(۱) تم پہلے پڑھ چکے ہو - کہ بچوں میں یہ عادت ہوتی ہے - کہ اُس پاس کی جس چیز پر اُن کی نگاہ پڑے - اُسے وہ جھٹ دیکھنے لگ جاتے ہیں - مگر وہ اُسے غور سے نہیں دیکھتے اور نہ اُس کے متعلق چھوٹی چھوٹی باتوں کی پروا کرتے ہیں - پس مطالعۂ قدرت کی صرف یہی غرض نہیں - کہ وہ بچوں کو چیزوں کا باہمی تعلق اور مطالب ہی دکھائے - بلکہ یہ بھی ہے کہ اُن کی تربیت اس طرح پر کرے - کہ جس چیز کو وہ دیکھیں - اُس کے ضروری اجزا پر غور بھی کریں - اچھے مشاہدے کے یہ معنی نہیں کہ ہر ایک چیز کی طرف جس کو تم دیکھو - توجہ کرو - بلکہ یہ کہ جس کو تم کو دیکھنا چاہو - اُسے غور سے دیکھو - جیسا کہ اچھے حافظے کا یہ قاعدہ ہے - کہ جو باتیں یاد رکھنے کے لائق نہ ہوں - اُن کو تو وہ رد کر دیتا ہے - مگر جن کا فائدہ دیر پا ہو - اُن کو

ف ۳/۹

ف ۴/۹

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مضبوطی سے محفوظ کر لیتا ہے - اسی طرح اچھا مشاہدہ
وہ ہے جس کے دیکھنے والا جن چیزوں کو دیکھتا ہے -
اُن کے متعلق معمولی چیزوں کو تو نظر انداز کر دیتا
ہے - مگر جو باتیں ضروری ہوتی ہیں - اُن پر توجہ
جماتا ہے - آؤ - اُن آدمیوں کی مثال لیں - جن کی قوت
مشاہدہ تربیت یافتہ ہے - مثلاً شکاری جب شکار
کو نکلتا ہے - تو وہ نظاروں یا اُن پودوں وغیرہ کو
جو اُس کے سامنے آ جاتے ہیں - نہیں دیکھتا - بلکہ
شکار کے نشانات کی تلاش کرتا ہے - اور اپنے
ناتجربہ کار ساتھی سے جو کہ اِدھر اُدھر دیکھتا رہتا
ہے - بہت پہلے شکار کو دیکھ پاتا ہے - یہی حال
ملّاح کا ہے - جب وہ دور سے کسی جہاز کو دیکھتا
ہے - تو وہ اُس کی ساخت کو پہچان لیتا ہے - اور
یہ بھی بتا سکتا ہے - کہ وہ کس رُخ کو جا رہا ہے
پیشتر اس کے کہ تم اتنا بھی بتا سکو - کہ آیا یہ دخانی
جہاز ہے یا بادبانی - یہ اُن مشاہدوں کی مثالیں ہیں
جن کی تربیت خاص کاموں کے لئے ہوئی ہوتی ہے -
مگر کم ہی لوگ اِس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں -
کہ اُن کا معمولی چیزوں کا مشاہدہ کیسا ناقص ہے؟
تم ایک ایسے حیوان کی تصویر کھینچنے کی کوشش کرو -
جس کو تم ہر روز دیکھتے ہو - مثلاً کُتّا - تو تم کو فوراً

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معلوم ہو جائیگا - کہ قلم کے استعمال میں تمہیں اتنی تکلیف نہیں ہوگی - جتنی اس وجہ سے کہ تم نے کبھی اس کی شکل کو غور سے نہیں دیکھا کہ اس کی آنکھیں کہاں ہونی چاہئیں ؟ اُس کی شکل کیسی ہو ؟ اُس کے جسم کے مقابلے میں سر کتنا لمبا ہو ؟ اِس قسم کی مشکلات تم کو ضرور پیش آئینگی - اور یہ تکلیفیں ایسی ہی ہونگی - جیسی کہ بعض الفاظ کا ہجا کرنے میں ابھی تک تم کو پیش آتی ہیں - باوجودیکہ تم سینکڑوں دفعہ اُن کو دیکھا ہؤا ہے ÷

مطالوۂ قدرت کا منشا

(۲) مطالوۂ قدرت کا یہ منشا ہونا چاہیئے کہ وہ لڑکوں کی تربیت کرے کہ جن قدرتی اشیا کو وہ اپنے آس پاس دیکھیں - اُن کے ضروری خواص اور اوصاف پر غور کیا کریں - اور اِن اوصاف اور خواص کے لئے ایسی دلیلیں دے کر جو وہ خود بخود معلوم نہیں کر سکتے - اُن کی مدد کرے تاکہ وہ قدرتی دنیا کو سمجھنے میں خوب دلچسپی لینے لگ جائیں ÷

ف ۲

مطالوۂ قدرت کا فائدہ

(۳) دیہاتی سکول کے لڑکوں کے واسطے مطالوۂ قدرت خصوصاً موزون ہے - کیونکہ یہ اُن کے لئے سوچ سمجھ کا ایک وسیع میدان کھول دیتا ہے - اور اِس کے سمجھنے کے واسطے اُن کو اپنے حواسِ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خمسہ اپنے ذہن اور آس پاس کی قدرتی چیزوں کے سوا اور کسی سامان کی ضرورت نہیں پڑتی - بہت سے لڑکوں کو جو دیہاتی سکول چھوڑنے کے بعد زمینداری کا کام اختیار کرتے ہیں - کتابوں کے پڑھنے کا پھر کوئی موقعہ نہیں ملتا - اور جو لکھنا پڑھنا اور حساب کہ وہ کرتے ہیں - زیادہ تر عملی صورت میں ہوتا ہے - مگر جس لڑکے نے حیوانات - نباتات اور اپنے آس پاس کی قدرتی چیزوں میں شوق لینا سیکھ لیا ہے - اُس کے لئے کوئی وجہ نہیں - کہ اُس کی سمجھ سوچ کی وہ عادتیں جو سکول نے اُس کے ذہن نشین کی تھیں - مردہ ہو جائیں - سب لڑکے اِس قماش کے نہیں ہوتے - کہ اس مضمون میں برابر دلچسپی لیں - مگر ایسے بھی بہت تھوڑے ہی ہوتے ہیں - جن کو یہ مضمون اپنی طرف کسی نہ کسی طرح متوجہ نہ کرے ؛

اسباق الاشیا کے طریقے کے نقص

(۴) مطالعۂ قدرت کی جو تعلیم پرائمری مدارس میں عموماً اسباق الاشیا کی صورت میں دی جاتی ہے - طلبا کے لئے نہ تو وہ دلچسپ ہوتی ہے اور نہ فہمیدہ - فہمیدہ تو اس لئے نہیں ہوتی کہ اُس کی بنیاد بچّوں کی پُرانی واقفیت پر نہیں ہوتی - اگر کوئی مدرس اپنے نئے شاگردوں کو یہاں

ف ۴

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ف ۹/۲ سے پڑھانا شروع کرے - کہ بولو - ماں باپ - تو تم
اُس کو بیہودہ خیال کروگے - مگر کیا وہ مدرس بیہودہ
نہیں ہے جو لڑکوں کو مصری کا ٹکڑہ دیکر کہے کہ
اس کو چکھو کہ یہ میٹھا ہے یا گائے کی تصویر کی طرف
اشارہ کرکے اُن کو بتائے - کہ اِس کی چار ٹانگیں ہیں
اور دو سینگ - دلچسپ تو اس لئے نہیں - کہ اس کا
مطلب کچھ نہیں - اور اس میں عام طور پر کسی
ف ۴/۳ سبق کا تعلق پہلے سبق سے نہیں - اور اگر اس میں
تھوڑی بہت نئی باتیں لڑکے سیکھتے بھی ہیں - تو
وہ ایسی بے تعلق ہوتی ہیں کہ کسی بات کی طرف
اُن کی رہنمائی نہیں کرتیں - اور لڑکوں کو سبق کا
کوئی مدعا نظر نہیں آتا - مثلاً پھول کے حصّوں
کا نام یاد کر لینے سے وہ نہیں سمجھ سکتے - کہ کس
کام میں یہ ہماری مدد کرینگے ؛

طریقہ - عام اصول

(۵) چونکہ مطالعۂ قدرت میں
درجوں کا مقرر کرنا اُس نصاب پر منحصر ہے جو
افسران تعلیم نے مقرر کیا ہو - اس لئے یہ ممکن
نہیں - کہ پڑھائی کے علٰحدہ علٰحدہ طریق درجہ وار
بیان کئے جائیں - ہمیں صرف اُن عام طریقوں کے
بیان کرنے پر قناعت کرنی ہوگی - جن کا استعمال
مناسب ہے - پہلے تو یہ چاہیئے کہ سبقوں کے علٰحدہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

علیحدہ سلسلے مقرر کئے جائیں - مدرس کا مدعا یہ ہے - کہ طلبا کو چیزوں کا باہمی تعلق سمجھائے اور بتائے کہ اُن کا اصلی سبب کیا ہے - اور یہ صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ مدرس اُن چیزوں کے علیحدہ علیحدہ گروہ بنائے - اور اُن کا آپس میں مقابلہ کرے - مثلاً بیل بذات خود نہ بڑا ہے نہ چھوٹا - چوہے کے مقابلے میں یہ بڑا ہے - مگر ہاتھی کے مقابلے میں چھوٹا ہے - اسی طرح پیپل اور گلاب کی روئیدگی اور بالیدگی کے اسباب ایک ہی ہیں - اِس لئے مدرس کو چاہئے - کہ سبقوں کو ایسی ترتیب میں رکھے - کہ ایک کا تعلق دوسرے کے ساتھ پیدا ہونا چاہئے - اور پھر اُن کا آپس میں مقابلہ کرکے دکھائے - کہ کونسی باتیں اُن میں یکساں ہیں - اور طلبا یہ بتائیں - کہ اُن کی وجوہاتِ اختلاف کیا ہیں - اکثر صورتوں میں طلبا کے جواب بالکل غلط ہونگے - ہاں اگر اُن کے جوابات سے یہ پایا جائے کہ اُنہوں نے سمجھ کر دئے ہیں - تو یہ سبق فائدے سے خالی نہ ہوگا ؛

نمونے کے سبق

(۶) جو سبق پہلے مقرر کئے جائینگے - وہ اغلباً حیوانات کے متعلق ہونگے - کیونکہ لڑکے جاندار چیزوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں - فرض کیا کہ سبقوں کے ایسے سلسلے میں بار برداری کے حیوان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں - اب قدرتاً مدرس اپنا بنیادی سبق ایسے حیوان پر دیگا - جو گرد و نواح میں عام طور پر پایا جاتا ہے - فرض کرو کہ وہ اونٹ ہے - سبق پڑھانے سے چند روز پہلے مدرس لڑکوں کو کہیگا - کہ سکول سے باہر کہیں اونٹ دیکھو اور غور سے مشاہدہ کرو - اور اُس کا مقابلہ گھوڑے کے ساتھ کرو - جب سبق شروع ہوگا - تو وہ دیکھیگا - کہ لڑکوں نے اونٹ کی کن کن خاص باتوں پر غور کیا ہے اور پھر جو باتیں اُن سے رہ گئی ہیں - تصویر دکھا کر اُن کی طرف خاص طور پر اُن کو متوجہ کریگا - پھر وہ لڑکوں کی رہنمائی کریگا - کہ وہ وجہ معلوم کریں - کہ بعض خاص باتیں اونٹ میں کیوں پائی جاتی ہیں ؟ اُس کی گردن کیوں لمبی ہوتی ہے ؟ پاؤں کیوں چوڑے ہوتے ہیں ؟ جگالی اس طرح کیوں کرتا ہے ؟ بمقابلہ دیگر حیوانات کے بار برداری میں اس کے کیا فائدے اور کیا نقصان ہیں ؟ مثلاً وہ عرصے تک خوراک کے بغیر لمبے سفر کر سکتا ہے - ریگستانی علاقوں میں چلنے کے لئے وہ کیسا موزون ہے ! اور پھر اُس کا مقابلہ اُس کی سست رفتار اور بیوقوفی کے ساتھ کرے - نیز اُن میں اور ایسی اور باتوں میں وہ اِس کا مقابلہ بار برداری کے دوسرے حیوانوں سے کرے - اسی طرح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسے سبقوں کے ذریعے جن کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ ہو - وہ بیل اور گدھے کا ذکر کرے اور اِن سبقوں کے سلسلے کے اخیر میں دوسرے ملکوں کے حیوانوں کا ذکر کرکے طلبا کی دلچسپی کو بڑھائے۔

سکول میں مطالعۂ قدرت کی بنیاد اُس مطالعہ پر ہونی چاہیئے - جو سکول سے باہر کیا جاتا ہے -

(۷) اوپر کے مختصر خلاصے سے ایک بڑا اصول دیکھنے میں آئیگا اور وہ .....

یہ ہے - کہ مطالعۂ قدرت جو سکول میں سکھایا جاتا ہے - اُس کی بنیاد اُس عملی مطالعہ پر ہوتی ہے - جو طلبا سے سکول سے باہر خود کیا کرتے ہیں - مدرس کو چاہیئے کہ جو سبق آگے پڑھانا ہو - وہ پہلے ہی مقرر کر دیا کرے - اس کا فائدہ یہ ہوگا - کہ مدرس اُن نتائج کو جو لڑکوں نے اپنے مشاہدے سے حاصل کئے ہونگے - باقاعدہ کر سکیگا - اور اُن کے ساتھ ایسی اَور باتیں ملا دیگا - جو لڑکے خود نہیں دیکھ سکے تھے - مثلاً حیوان کی اندرونی بناوٹ جس کو طلبا خود نہیں سمجھ سکے اور اخیر میں اُن سب باتوں سے چند عام قاعدے اور وجوہات پیدا کریگا اور طلبا کو جرأت دلائیگا کہ اثنائے سبق میں اُس سے سوال پوچھا کریں - مگر اُس کو دیکھنا ہوگا - کہ یہ سوالات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسے نہ ہوں - کہ اُس کو سبق کے مضمون سے دور لے جائیں +

مدرّس بڑے لڑکوں کے لئے مضامین کبھی کبھی مسئلوں کی صورت میں دیا کریگا - مثلاً یہ کہیگا - کہ گوشت خور اور سبزی خور حیوانات میں کیا تمیز ہے - بلّی اپنے ناخن کیوں سُکیڑ سکتی ہے ؟ اور کُتا نہیں سکیڑ سکتا - چاول اور جوار کیوں مختلف قسم کی زمینوں میں پیدا ہوتے ہیں - وغیرہ +

مطالعۂ قدرت کا سبق پڑھانے کے واسطے مدرّس کو خوب تیار ہو کر آنا چاہیئے - اور اگر وہ ایسا نہیں کریگا - تو چونکہ لڑکے اپنی نئی دریافت کی ہوئی باتوں میں دلچسپی لیتے ہیں - وہ اس پر ایسے سوالات کرینگے کہ اُن کا جواب نہیں دے سکیگا +

اشیا اور تصاویر کا استعمال -

(۸) جہاں تک ممکن ہو سکے - مدرّس کو چاہیئے کہ اپنے سبق کی تشریح میں قدرتی چیزوں کو استعمال کرے - مگر جب ایسی چیز پر سبق پڑھانا ہو - جس کا سکول میں لانا ممکن نہیں - مثلاً ہاتھی - تو اُس صورت میں تصویر کا استعمال کرے - تختۂ سیاہ کو ہمیشہ استعمال کرتا رہے - مثلاً اونٹ اور گھوڑے کے پاؤں کا خاکہ اُس پر بنا کر دکھائے - اگر مدرّس ڈرائنگ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جلدی سے نہ کر سکتا ہو - تو وہ مدرسے کے وقت سے پہلے اِس قسم کے خاکے تیار کر لیا کرے ؛

اصطلاحات کا فائدہ (۹) جہاں تک ممکن ہو سکے - اصطلاحات استعمال نہیں کرنے چاہئیں - ان کا فائدہ صرف اتنا ہی ہوتا ہے - کہ آگے کسی نئی بات کے سمجھنے میں مدد کرتی ہیں - مثلاً جب ہم ایک پھول کا مقابلہ دوسرے کے ساتھ کرنے لگیں - تو لفظ پسٹل کے معنی سمجھانے ضروری ہوتے ہیں - لفظ پسٹل بذاتِ خود پھول کے سمجھنے میں تو ہماری کچھ مدد نہیں کرتا - مگر جب ہم مختلف پھولوں کا باہم مقابلہ کر رہے ہوں - تو بجائے اس کے کہ بار بار فقروں کے ذریعے اُس کی تشریح کریں - اِس کے واسطے ایک لفظ کے استعمال کرنے سے ہمارا بہت سا وقت بچ جاتا ہے ؛

اگر مطالعۂ قدرت اِس طرح پڑھایا جائے - تو وہ لڑکوں کی دلچسپی بڑھانے میں ناکامیاب نہیں ہوتا - اور اگر کسی مدرسے میں ابتدائی چیزوں کے علم کی ایسی مضبوط بنیاد ڈال دی جائے اور طلبا کی قوت اور مشاہدے کو پختہ کر دیا جائے - تو سکول چھوڑنے کے بعد وہ اپنے آس پاس کی قدرتی چیزوں میں ایسے ایسے مطلب دیکھینگے - جو غیر تعلیم یافتہ آس پاس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے رہنے والے لوگ نہیں دیکھ سکتے +

فصل پانزدہم

ڈرائنگ کی تعلیم

ڈرائنگ کی وقعت بلحاظ اظہار خیالات

(۱) یہ تو ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ کہ اظہار خیالات کے دو ذریعے ہیں۔ ایک تقریر۔ دوم تحریر۔ اب یہ بتائینگے۔ کہ ڈرائنگ اس کا ایک تیسرا ذریعہ ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ اظہار خیالات کے لئے ہم ڈرائنگ کی نسبت تقریر اور تحریر کو زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ڈرائنگ کا یہ فائدہ حال ہی میں از سرنو دریافت ہوا ہے۔ کہ اس کے ذریعے بھی خیالات ظاہر ہو سکتے ہیں۔ یہاں لفظ ایجاد اس لئے استعمال نہیں کیا گیا کہ معمولی لکھائی سے پہلے اظہار خیالات کے لئے ڈرائنگ ہی استعمال ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ سب سے پرانی خط و کتابت تمام تصاویر کی صورت میں پائی جاتی ہے۔ اگر تم غور کرو۔ کہ کسی آدمی کے حالات پڑھکر اُس کو پہچاننا تو بہت مشکل ہے۔ مگر اُس کی تصویر دیکھ کر اُسے کیسا آسانی سے پہچان سکتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ اظہار خیالات کے لیئے ڈرائنگ بھی استعمال ہو سکتا ہے +

طریقہ - اول درجہ پرانے طریقے کے نقص -

(۲) جب لکھائی حروف کے حصوں سے شروع کرائی جاتی تھی - اور پڑھائی لفظوں کی بجائے حرفوں سے سکھائی جاتی تھی - تب ڈرائنگ بھی یوں سکھایا جاتا تھا - کہ لڑکوں سے سیدھی اور ٹیڑھی لکیریں کھچوائی جاتی تھیں - مگر ڈرائنگ کا یہ طریقہ پڑھائی اور لکھائی کے پرانے طریقوں کی طرح نہ فہمیدہ ہے نہ دلچسپ - اب دیکھو - کہ تصویر کشی تو سب لڑکے پسند کرتے ہیں - مگر وہ فقط ایسی چیزوں کا کھینچنا پسند کرتے ہیں - جو قابلِ فہم ہوں - نہ سیدھی اور ٹیڑھی لکیریں جن کے کچھ معنی ہی نہیں ہوتے +

ف ۹/۱۲

ف ۱۰/۱۲

ڈرائنگ چیزوں کو دیکھ کر کرنا چاہیئے - نہ کاپیوں سے

علاوہ ازیں لڑکے عموماً سکول میں تصویر کشی کاپیوں سے نقل کرکے سیکھا کرتے تھے - مگر عملی زندگی میں تصویر نقل کر سکنے کی لیاقت کم ہی مفید پڑتی ہے اور اس سے اصلی چیز کو دیکھ کر تصویر کشی کی لیاقت تو پیدا ہو ہی نہیں سکتی +

تناسب کا خیال ڈرائنگ کی چاہیئے

(۳) چونکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جس چیز کو لڑکے دیکھیں -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس کی تصویر بھی کھینچ سکیں - اس لئے ضروری ہے - کہ مدرّس شروع ہی میں اصلی چیزوں کی تصویریں کھچوائے - پہلے پہل بہت سادہ چیزوں سے شروع کرے - مثلاً پنسل - لفافہ - سلیٹ وغیرہ - ڈرائنگ کا کل دار و مدار تناسب پر ہے جو کہ ایک ہی چیز کے مختلف حصوں میں ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ جو کہ مختلف چیزوں کا آپس میں ہوتا ہے - پس اس درجہ میں مدرّس کی بڑی غرض یہ ہونی چاہیئے - کہ لڑکوں کو سکھائے کہ وہ جس چیز کی تصویر کھینچنے لگیں - اُس کے درست تناسب کو غور سے دیکھیں - مثلاً اگر سلیٹ کی تصویر بنانی ہو - تو پہلے یہ دیکھیں کہ اس کی لمبائی اور چوڑائی میں کیا نسبت ہے ؟

چیزوں کی تصویر کھینچنے کا طریق -

(۴) مدرّس کو چاہیئے - کہ جس چیز کی تصویر کھچوانی ہو - اُسے ایسی جگہ رکھے جہاں سب جماعت اُسے اچھی طرح دیکھ سکتی ہو - مثلاً یا تو اُسے میز پر رکھ دے یا دیوار کے ساتھ لٹکا دے - پھر ہر ایک لکیر کی کیفیت اور لمبائی لڑکوں کو دکھائے - اور اُن کی بابت اُن سے بحث کرے - پھر اُن کو کہے - کہ اب اِسے کھینچو اور اِس کے بعد خود تختہ سیاہ پر کھینچنے اور جب تک لڑکے نہ کھینچ لیں - تب تک کوئی لکیر خود نہ کھینچے - ورنہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لڑکے صرف اُس کی نقل کرینگے اور خود چیز کے بنانے کی کوشش نہیں کرینگے - پھر جب لکیر بعد لکیر کھینچ کر لڑکے اپنی سلیٹوں پر اور اُستاد تختۂ سیاہ پر تصویریں بنا چکیں - تو لڑکے اپنے ڈرائنگ کا مقابلہ اُستاد کے ڈرائنگ کے ساتھ کریں اور پھر دیکھیں - کہ ان کے اپنے ڈرائنگ میں اصل چیز کی تصویر کیسی اچھی ہے - پھر اُنہیں یہ نہیں چاہیئے کہ اُستاد کا ڈرائنگ دیکھ کر اپنا ڈرائنگ درست کر لیں - کیونکہ استاد کی غرض تو یہ ہے - کہ لڑکے اصل چیز کو دیکھ کر اُس کی تصویر بنائیں - مگر جب عام غلطیوں پر بحث ہو چکے - تو اُستاد اپنے ڈرائنگ کو مٹا دے اور پھر جماعت چیز کی اچھی تصویر بنانے کی کوشش کرے - اس اثنا میں مدرس اِدھر اُدھر چکر لگا کر دیکھے اور جن لڑکوں نے پہلی دفعہ بہت ردّی تصویر بنائی ہو - اُن کی مدد کرے - پرائمری سکول کے ڈرائنگ کے سبقوں میں عام طور پر اس طرح پڑھانا بہت مفید ہوگا ÷

چیز کے قد کا لحاظ غیر ضروری ہے -

اِس جماعت میں مدرس مختلف اشیا کا باہمی تعلق نہیں سکھاتا - بلکہ ایک ہی چیز کے حصوں کا تناسب سکھاتا ہے - اِس لئے جس چیز کی تصویر کھینچنی ہو - اُس کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قد کا خیال رکھنا ضروری نہیں ..... مگر ہاں اتنا ضروری ہے کہ لڑکے اُس چیز سے اچھی طرح آشنا ہوں - مثلاً چابی بیلچہ وغیرہ - تاکہ اُس کی تصویر بنانے میں دلچسپی لیں ؛

اثنائے تصویر کشی میں زیادہ مٹانا نہیں چاہیئے

(۵) ابتدائی سبقوں میں اغلباً یہ بہتر ہوگا کہ لڑکے سلیٹ پر ڈرائنگ کریں - کیونکہ یہاں کچھ نہ کچھ مٹا دینا بھی ضروری ہوگا - مگر مدرس لڑکوں کو حکم دیدے - کہ جہاں تک ممکن ہو سکے - لکھے ہوئے کو نہ مٹائیں - اگر لڑکے اور اُستاد ہر ایک خط کے کھینچنے سے پہلے اُس کی لمبائی وغیرہ کے متعلق آپس میں بحث کر لیں - تو زیادہ مٹانے کی ضرورت نہیں پڑیگی ؛

یاد سے ڈرائنگ کرنا

(۶) نئے سبق کے بعد لڑکوں سے ایسی چیز کی تصویر جلد جلد یاد سے کھچوانی چاہیئے - جو کہ اُنہوں نے پہلے کسی سبق میں کھینچی ہو - مدرس اس مشق کو اس طرح بدلا سکتا ہے کہ لڑکوں کو کہے - کہ اگلے سبق میں تم سے ایک ایسی چیز کی زبانی تصویر کھچواؤنگا - جو کہ تمہیں سکول سے باہر غور سے دیکھنی ہوگی - مثلاً ہاریزنٹل بار ایسا کرے کہ دو منٹ کے اسطے جماعت کو کوئی چیز دکھالے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مثلاً چاقو - اور کہے کہ اسے غور سے دیکھ لو - پھر اُس کو دور کرکے حکم دے کہ اب یاد سے اس کی تصویر کھینچو ÷

جلد جلد تصویر کھینچنا

اِن تمام مشقوں کی غرض یہ ہے کہ لڑکوں کو سکھایا جائے - کہ وہ چیزوں کے تناسب کا مشاہدہ جلد جلد اور درست کیا کریں - اور چیزوں کی تصویر اپنے دماغ میں رکھا کریں ÷

زندہ اور متحرک چیزوں کا ڈرائنگ

(۷) جیسا کہ تم پڑھ چکے ہو - چھوٹے بچے زندہ چیزوں میں بہت دلچسپی لیتے ہیں - اور متحرک چیزوں کی تصویر بنانے کا اُنہیں بہت شوق ہوتا ہے - انسانوں اور حیوانوں کی دست تصویر کھینچنا تو اُن کے لئے ممکن نہیں - ہاں اگر یہ تصویریں سیدھی اور بیضوی لکیروں سے بنائیں - تو دلچسپی کے لئے یہ ابتدائی سبقوں میں بھی شروع کی جا سکتی ہیں - چلتے - دوڑتے بیٹھے اور دو زانو آدمیوں - گیند کھیلتے ہوئے - پتنگ اُڑاتے ہوئے لڑکوں - دوڑتے ہوئے کتّوں وغیرہ تمام کی تصویریں سادہ لکیروں سے کھینچی جا سکتی ہیں - مدرّس کو جس بات پر اصرار کرنا چاہئے - وہ یہ ہے - کہ جو لکیریں - جسم - ٹانگوں وغیرہ کو تعبیر کریں - وہ درست اور لمبائی میں متناسب ہوں - (جوان آدمی

ف ۳/۸

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی نسبت چھوٹے بچّے کا سر بمقابلہ باقی جسم بڑا ہوتا ہے ÷

ماس ڈرائنگ

(۸) سلیٹ پر بھی ماس ڈرائنگ کی مشق مفید ہوتی ہے اور وہ اِس طرح ہے کہ ایک مرکز سے شروع کرکے اور پنسل کو سلیٹ سے اُٹھائے بغیر گول یا بیضوی لکیریں اِس طرح کھینچیں کہ بڑھتے بڑھتے اُن سے دائرے اور مخروطی شکلیں بن جائیں۔ اگر اِن کو زیادہ دلچسپ بنانا ہو۔ تو قلم کو چند بار اَور چلانے سے پتے اور ٹانگیں وغیرہ ایزاد کی جا سکتی ہیں۔ تاکہ اُن شکلوں سے سیب۔ بطخ وغیرہ کی تصویریں بن جائیں۔ اِن مشقوں کی غرض یہ ہے کہ لڑکوں کو پنسل پر پورا قابو ہو جائے ÷

دوسرا درجہ۔ دو یا زیادہ چیزوں کا تناسب۔

(۹) دوسرے درجے میں مختلف چیزوں کے درمیان تناسب سکھانا ہوگا۔ پہلے پہل ایک قسم کی چیزیں ہوں۔ مثلاً مختلف حجم کے گیند میز کے اُوپر جماعت سے برابر فاصلے پر رکھ دئے جائیں۔ اور لڑکوں کو کہا جائے۔ کہ ان کی تصویریں کھینچ کر ظاہر کرو۔ کہ تم نے اِن کے متناسب حجم کا درست اندازہ لگا لیا ہے ÷

فاصلے کی کمی بیشی سے تناسب میں فرق آ جاتا ہے

(۱۰) چونکہ ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہی حجم کی چیزیں جب ہم سے دور ہوں - تو دیکھنے میں چھوٹی نظر آتی ہیں - اور قریب ہوں - تو بڑی - اس لیئے مدرس کا دوسرا کام یہ ہوگا - کہ ایک ہی قسم اور ایک ہی حجم کی چیزیں جماعت سے غیر برابر فاصلے پر رکھے - (ابتدا میں صرف دو چیزیں استعمال کرنی چاہئیں) اور پہلے تختۂ سیاہ پر خاکہ بنا کر اور بعد میں جماعت کے سامنے تصویر کھینچ کر یہ دکھائے - کہ ہم دور کی چیزوں کا حجم چھوٹا کر کے فاصلے کو کس طرح ظاہر کر سکتے ہیں - اسے بہت احتیاط سے سکھانا چاہیئے - اور جب تک جماعت اس کی پوری مشق نہ کر لے - مدرس کو آگے نہیں بڑھانا چاہیئے - اس سے آگے دوسری بات قدرتاً یہ ہوگی - کہ دو یا دو سے زیادہ غیر جنس کی چیزوں - مثلاً گیند اور دوات کی تصویر کو پہلے آس پاس رکھ کر اور پھر جماعت سے غیر برابر فاصلوں پر رکھ کر کھینچا جائے +

یادی مشق

(۱۱) یادی ڈرائنگ کی متواتر مشق ہونی چاہیئے - اس درجے میں یادی ڈرائنگ کو صرف واحد چیزوں تک محدود نہیں رکھنا ہوگا - بلکہ اس میں دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا اکٹھا ایک جگہ ڈرائنگ بھی کرانا ہوگا - مثلاً ایک سیب اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک نارنگی آس پاس ہوں - یا دو نارنگیاں ہوں - جن میں سے ایک دوسرے کی نسبت تین فٹ زیادہ دور ہو - جو مشقیں یاد سے کرائی جائیں - وہ بیشک اُن مشقوں کی نسبت جو چیزوں کے سامنے رکھ کر کرائی جاتی ہیں - زیادہ سادہ ہونی چاہئیں +

تیسرا اور چوتھا درجہ

(۱۲) اعلےٰ جماعتوں کے نصاب بہت کچھ مختلف ہوتے ہیں - اِسلئے ممکن نہیں کہ سب کے لئے ایک عام ہدایت مقرر کی جا سکے - مگر اِن جماعتوں میں تو غالباً لڑکوں کا یہ کام ہوگا - کہ چیزوں کو ایسا ملا جلا کر رکھیں کہ اُن سے ایک تصویر بن جائے اور شیڈنگ کے ساتھ پرسپکٹو کا اصول بھی سیکھیں - اور وہ یہ ہے کہ فاصلے کے لحاظ سے ایک چیز کے مختلف حصوں کا تناسب کس طرح بدل جاتا ہے - کیونکہ جو حصّہ قریب ہوتا ہے - وہ بڑا نظر آتا ہے اور جو دور ہوتا ہے - وہ چھوٹا - اس کے سکھانے کا آسان طریقہ یہ ہے - کہ ایسی شکل سے شروع کریں - جو مخروط کی ایک سطح کے ترچھے کاٹنے سے پیدا ہو - جیسا کہ کسی نل دار چیز مثلاً دوات کے سر یا پیندے کی شکل جو اس چیز کو آنکھ سے اوپر یا نیچے رکھ کر دیکھنے سے نظر آتی ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عام اصول

(۱۳) اخیر میں چند عام قاعدے بیان کئے جاتے ہیں :-

(۱) بچے کے لئے یہ بہتر ہے - کہ بار بار کاٹ چھیل کر درست تصویر بنانے کی بجائے ایک ہی دفعہ چیز کو دیکھ کر اُس کی پوری تصویر کھینچنے لگ جائے ÷

(۲) سب سے زیادہ مفید قسم کا ڈرائنگ وہ ہے - جو ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم دوسرے شخص کو سمجھانے کے واسطے ایک ایسی چیز کی تصویر بنا سکیں جو سامنے موجود نہ ہو - اس لئے یادی ڈرائنگ کی متواتر مشق ہونی چاہیئے ÷

(۳) چونکہ مدرّس کی تربیت کی یہ غرض نہیں ہوتی - کہ وہ بچوں کو مصوّر بنائے - اِس لئے اُس کو چاہیئے - کہ ڈرائنگ میں ساری جماعت کو یکساں رکھے اور صرف چند لڑکوں کی عمدہ کارروائی سے جن کو ڈرائنگ کا قدرتی مذاق ہو مطمئن نہ ہو جائے ÷

(۴) جب چاک کا استعمال کیا جائے - تو اُس سے قدرتی رنگوں کی نقل کرائی جائے - ارغوانی گھوڑے اور سبز کُتّے بنانے میں نہ کچھ فائدہ ہے - نہ خوبصورتی ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۵) ڈرائنگ کے سبق کا مضمون ہمیشہ ایسا ہو۔ کہ ایک ہی بار ختم ہو جائے۔ لڑکوں سے ایک مضمون دوسرے سبق میں ختم کرانے کی بجائے بہتر ہے۔ کہ ڈرائنگ کو نامکمل چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ یہ اُن کے لئے غیر دلچسپ کام ہے۔ (اگرچہ مضمون مناسب طور سے ہی منتخب کیا گیا ہو۔ جو کہ ہرگز ضروری نہیں ہونا چاہیئے) ÷

(۶) بالائی اصول کے سلسلے میں مدرس کو چاہیئے۔ کہ ڈرائنگ جلد جلد کرایا کرے اور طلبا کے لئے یہ لازم ہے کہ جس چیز کی تصویر کھینچنی ہو۔ اُس کو غور سے دیکھنے میں زیادہ وقت صرف کیا کریں۔ نہ ڈرائنگ کے کام میں۔ کیونکہ اُس کو تو جلد کرنا ضروری ہے ÷

فصل شانزدہم

ڈرل کی تعلیم

مدرسے میں ڈرل کا مدعا

(۱) چونکہ پرائمری تعلیم کا مدعا عام زندگی کی بنیاد ڈالنا ہے۔ اس لئے مدرس کو اپنے شاگردوں کے جسم کا بھی ویسا ہی خیال رکھنا

ف ۲/۳

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوگا - جیسا کہ اُن کے نفس کا - چنانچہ پرائمری سکول کے نصاب میں ڈرل کے شامل کرنے سے اِس ضرورت کو تسلیم کر لیا گیا ہے - مدرس کو سکول ڈرل کا مدعا صاف طور پر سمجھ لینا چاہیئے - اس کے مدعا کے متعلق مدرسین کے عموماً دو خیال ہوتے ہیں :-

(۱) یہ کہ ڈرل سے طلبا کی جسمانی طاقت بڑھتی ہے +

(۲) یہ کہ ڈرل ایک قسم کی ورزش ہے - جس میں تفریح ہوتی ہے +

غلط خیالات

(۱) بدنی قوت کا بڑھنا -

(۲) تفریح کے لئے ورزش کرنا -

ان ہر دو خیالات میں سے ایک بھی درست نہیں :-

(۱) اگر ورزش فقط ڈرل ہی کی صورت میں ہوتی - تو بے شک یہ طلبا کے لئے بہت ضروری ہوتی - تاکہ اُن کے جسموں کی نشو و نما رُک نہ جائے - مگر حسب معمول لڑکے اپنے وقت کا بہت سا حصّہ سکول سے باہر ورزش جسمانی میں خرچ کر دیتے ہیں - خواہ یہ ورزش کام کی صورت میں ہو یا کھیل کی صورت میں - علاوہ بریں ہر روز یا ہر دوسرے روز پندرہ منٹ ڈرل کرنے سے لڑکوں کی قدرتی طاقت میں کوئی نمایاں فرق نہیں پڑتا - بہت سے لڑکے ہیں جو کبھی سکول گئے ہی نہیں - اور نہ اُنہوں نے کبھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ڈرل کی ہے - مگر اپنے ہم عمر سکول کے لڑکوں سے زیادہ بڑے اور زیادہ طاقتور ہوتے ہیں ÷

(۲) اعضا کے چست کرنے ہیں جو کہ طلبا کے دیر تک سکول میں بیٹھے رہنے سے اکڑ جاتے ہیں - ڈرل یقیناً ایک مفید مشق ہے - مگر اغلباً یہ فائدہ اور بھی اچھی طرح حاصل ہو سکتا ہے - اگر لڑکوں کو چھوڑ دیا جائے - کہ کوئی اور کھیل کھیلیں - بیشک اس مطلب کے لئے کسی مکمل طرز کی ورزش کی ضرورت نہیں - علاوہ بریں چونکہ ڈرل میں بہت توجہ دینی پڑتی ہے - اسلئے اس سے دل کو تفریح نہیں ہوتی ÷

(۲) سکول ڈرل کے واسطے جو کورس مقرر کئے گئے ہیں - اُن سے صاف معلوم ہوتا ہے - کہ یہ کسی خاص غرض کے لئے بنائے گئے ہیں - بیشک ہم نے دیکھا ہے کہ ڈرل میں طاقت کی ترقی اس سے بڑھ کر نہیں ہوتی - کہ اس کی مشقوں میں جسم کا کوئی حصہ سُست نہیں رہتا - پس معلوم ہوتا ہے کہ ان مشقوں سے جسم کے کسی خاص حصے کی طاقت کا بڑھانا مقصود نہیں - پس جب اس ورزش سے دل کو تفریح نہ ہو - تو اس کا مدعا کیا ہوا ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

درست رہے - جسم کے استعمال کا فن -

اگر تم ڈرل کی مشقوں پر اچھی طرح غور کرو - تو تم دیکھ لوگے - کہ یہ مشقیں اعضا کا باقاعدہ استعمال اور ان پر پورا قابو رکھنا سکھاتی ہیں اور جیسا کہ باقی فن خود بخود نہیں آتے - اسی طرح یہ فن بھی خود بخود نہیں آسکتا - مثلاً بچوں کے لئے چلنا سیکھنا ایک لمبا اور مشکل کام ہے اور اگرچہ سکول جانے سے پہلے وہ چلنا جانتے ہیں - لیکن اگر تم یہ معلوم کرنا چاہو کہ تربیت کے ساتھ ایک سادہ فن میں کیا کچھ ترقی ہو سکتی ہے - تمہیں ایک جماعت یا سپاہی کو دیکھنا ہوگا - جسے مارچنگ اچھی طرح سکھایا گیا ہو - باقی حرکات کا بھی یہی حال ہے - ہم جلد اور بلا تکلف حرکت تب ہی کر سکتے ہیں - کہ درست حرکات کی متواتر مشق کریں +

اس فن کے سیکھنے کے لئے تربیت کی ضرورت کی مثالیں -

ایک اور مثال لو - جب چھوٹا بچہ لکھنا سیکھتا ہے - تو تختی کو اور سے پکڑتا ہے - اپنے جسم کو مروڑ کر ایک غیر طبعی ہیئت میں بیٹھ جاتا ہے - قلم کو مضبوط پکڑتا ہے اور غالباً اپنے ہاتھ کی حرکت کے پیچھے زبان کو بھی ہلاتا جاتا ہے - اب دیکھو - کہ یہ کس قدر غیر ضروری کوشش ہے - مگر جب وہ صاف لکھنے لگ جاتا ہے - تو یہ تمام بیٹھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ڈھیلے پڑ جاتے ہیں + پھر ایک اور لڑکے کی مثال لو - جو کہ ذرا بڑا ہو کر سکول میں داخل ہوتا ہے - اور باقی لڑکوں کی نسبت مضبوط اور بڑا ہوتا ہے - اغلباً وہ یہ خیال کریگا - کہ جو ڈرل دوسرے لڑکے سیکھتے ہیں - میرے لئے وہ وقت کا ضائع کرنا ہے - مگر اُس کو کہو - کہ ذرہ چند سادہ مشقیں تو کرے - مثلاً اپنے دائیں پاؤں کی اُنگلی چھ اِنچ اپنے آگے زمین پر لگائے اور پھر چھ انچ اپنے پیچھے - اور بار بار اِس حرکت کو جلدی جلدی کرے - تو یقین ہے کہ وہ بے سہارا ہو جائیگا اور لڑکھڑائیگا اور اُس کی حرکات بھدّی ہو جائینگی - یہ تمام مثالیں اسلئے دی گئی ہیں کہ ان سے واضح ہو جائے - کہ مشق کے بغیر ہم اپنے اعضا کے ساتھ سادہ سے سادہ حرکات بھی نہیں کر سکتے اور گو اپنی معمولی زندگی میں ہمیں ہر روز اِن حرکات کی ضرورت نہ پڑے - مگر بعض موقعوں پر تو یہ بہت مفید ہو سکتی ہے - پس جب ہم ڈرل کا کورس ختم کر چکیں - تو ہم معمولی حرکات بھی بہت تیزی اور آسانی سے کر سکینگے +

دستور العمل کے عام قاعدے -

(۳) ڈرل کے جو کورس ہندوستان میں استعمال ہوتے ہیں اور جن کی بنا جسم کی ورزش کے لئے چند دیسی مشقوں پر رکھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گئی ہے - وہ اعضا کے استعمال کا فن سکھانے کے لئے نہایت ہی موزوں ہیں - جس لڑکے نے ہندوستان کے کسی پرائمری سکول میں ڈرل کا کورس اچھی طرح سیکھ لیا ہو - اُس کا جسم ایسا ہی چالاک ہوگا - جیسا اس کا دل - یہ ضروری نہیں ہے کہ ڈرل کی مشقوں کا یہاں مفصّل ذکر کیا جائے - مدرّس کی ہدایت کے واسطے چند عام قاعدے بتائے جاتے ہیں :-

(۱) جیسا کہ اَور تمام کاموں میں مہارت حاصل کرنے کے لئے لڑکے کے واسطے اپنے نفس اور ارادے کا استعمال کرنا ضروری ہے - اسی طرح جسمانی مہارت حاصل کرنے کے واسطے بھی اُس کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے - کوئی لڑکا ڈرل کی مشقیں ٹھیک طور پر نہیں کر سکتا - جب تک وہ اُن کی طرف پوری توجہ نہ کرے - ڈھیلی اور سُست ڈرل جو بعض سکولوں میں کرائی جاتی ہے - کچھ فائدہ نہیں رکھتی - سادہ سے سادہ مشقوں کے لئے بھی توجہ کی ضرورت ہے - خواہ چپ چاپ کھڑا رہنا ہی کیوں نہ ہو - جب لڑکے سکول کے کمرے میں آرام سے بٹھائے جائیں - تو ممکن ہے - کہ وہ ایک لمبے عرصے تک بے حرکت رہ سکیں - لیکن اگر تم چاہو کہ کھیل کے میدان میں دو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

منٹ کے واسطے بھی اٹنشن کی حالت میں کھڑے ہوں - تو وہ بھی بے حرکت نہیں رہ سکینگے - اگر ڈرل ٹھیک طور پر کی جائے - تو یہ خیال نہ کرنا کہ اُس میں دل کو کچھ تفریح ہوگی +

(۲) ڈرل کی ہر ایک مشق میں تمام جسم کی حالت کا خیال رکھنا چاہیئے - نہ صرف اُس عضو کا جو کہ حرکت کر رہا ہو - مثلاً بازو کو سر سے اوپر اُٹھایا جائے - تو پاؤں خوب مضبوط جمائے ہوں - جسم سیدھا ہو - سر پیچھے کو جھکا ہوا ہو اور بازو پورے پھیلائے گئے ہوں +

(۳) حکم کا لفظ سُنتے ہی حرکات بہت چستی سے کرنی چاہئیں - اور یہ بات بہت ہی ضروری ہے - جس جماعت کو ڈرل میں اچھی مشق ہو - جونہی اُستاد کے مُنہ سے حکم کا لفظ نکلے - فوراً حرکات شروع کر دیتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کے ارادے کی کسی کوشش کے بغیر اعضا خود بخود اُستاد کے حکم کی تعمیل کرنے لگ جاتے ہیں - مگر ایسا نتیجہ صرف متواتر توجہ اور مشق ہی سے پیدا ہو سکتا ہے +

(۴) جہاں تک ممکن ہو سکے - مشقیں بدل بدل کر کرانی چاہئیں - یاد رکھو کہ تمہاری یہ غرض نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ کسی خاص پٹھے کی ورزش ہو - بلکہ یہ کہ سارے جسم کی ورزش ہو - اِس لئے ایک ہی مشق اِتنی دیر تک نہ کراتے رہو - کہ جن پٹھوں کا اُس میں استعمال ہو - وہ تھک جائیں - جو مدرسین مشقیں بدل بدل کر کراتے ہیں - وہ بھی یہ غلطی کرتے ہیں - کہ بار بار ایسی مشقیں کراتے ہیں - جن کا اثر جسم کے کسی خاص حصّے پر ہوتا ہے - چاہیئے تو اِس طرح کہ بازوؤں کی مشق کے بعد ٹانگوں کی مشق یا مارچنگ ہو - اور پھر اُس کے بعد جسم کی مشق ہو - صرف اسی طرح کام کرنے سے ہی لڑکے یہ سیکھینگے - کہ جب وہ چاہیں - کسی عضو کو جلدی اور بلا تکلّف استعمال کر سکیں ؛

(۵) جہاں تک ممکن ہو سکے - مدرس کو اِدھر اُدھر بہت کم پھرنا چاہیئے - جب وہ کوئی نئی مشق سکھانے لگے - تو اُس کے لئے اکثر یہ ضروری ہوگا - کہ بعض لڑکوں کے پاس جائے اور ان کی مدد کرے - تاکہ وہ ٹھیک کھڑے ہو سکیں - مگر جب لڑکے ایک دفعہ مشق سیکھ لیں - تو مدرس کو ایک جگہ کھڑے ہو کر ڈرل کرانی چاہیئے تاکہ جماعت کے سب لڑکے معلوم کر سکیں - کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُستاد اُن کو دیکھ رہا ہے +

(۶) ڈرل کے سبق میں مدرس کو بہت خاموش رہنا چاہیئے - تاکہ تمام جماعت کو دیکھتا رہے اور جو لڑکے سُست طور پر ڈرل کر رہے ہوں - یا جن کی پوزیشن ٹھیک نہ ہو - اُن کو ہدایتیں دیتا رہے - مثلاً یہ کہے عبد اللہ! سر کو اوپر رکھو - رام چند! کندھے کو پیچھے رکھو - وغیرہ وغیرہ ڈرل سکھانے کا یہی مطلب ہے - لڑکوں کو صرف مشقیں بتا دینا اس سے زیادہ مفید نہیں ہو سکتا - کہ اُن کے ہاتھ میں کاپی سلیپ دیدی جائیں - کہ جاؤ - ان سے لکھنا سیکھو +

فصل ہفدہم

"دیہاتی پرائمری مدارس کے معلمین کی خاص تکالیف"

اُن مدرسین کی الوکھی حالت جو اکیلے پرائمری سکول کے انچارج ہوتے ہیں -

(۱) ہندوستان کے دیسی مدارس میں عموماً ایک ہی مدرس تمام جماعتوں کو پڑھاتا ہے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ امر اس کے کام پر بڑا گہرا اثر ڈالتا ہے۔
اگر نارمل سکول میں اُس نے یہی سیکھا ہو کہ ایک
جماعت کا ٹائم ٹیبل کس طرح بنایا جاتا ہے اور سبقوں
پر مفصل اشارے کس طرح تیار کئے جاتے ہیں۔
تو پھر جب وہ تن تنہا پرائمری مدرسے میں جا کر
کام شروع کریگا۔ تو اُس کے سارے کمالات یہاں
ہی رہ جائینگے۔ وہ معلوم کریگا۔ کہ نارمل سکول نے
تو اُسے کچھ اَور ہی حالات میں کام کرنا سکھایا تھا۔
اور یہاں آکر اُسے کچھ اَور ہی حالات میں کام
کرنا پڑا ہے۔ پھر اُس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو طریقے
اُس نے سکول میں پڑھے تھے۔ اُن سب کو چھوڑ
دیگا اور سکول کے ضبط اور انتظام کے لئے اُن
ابتدائی طریقوں میں جا پڑیگا جن کا ذکر غیر تربیت
یافتہ استاد کے متعلق تم اوپر پڑھ چکے ہو۔ اب
اگر نارمل سکول کے مدرس کو اس کام کے لئے
تیار نہیں کیا گیا۔ جو کہ اُس نے عملی طور پر کرنا
ہے۔ تو یہ نارمل سکول کا قصور ہے نہ مدرس کا۔
ہاں مدرس کا قصور اُس صورت میں ہے کہ اُس
نے اپنی تربیت کے غیر مفید حصے کے ساتھ مفید
حصّے کو بھی چھوڑ دیا ہو ÷

(۲) اوّل تو اس

مدرس کو چاہیئے کہ اُن طریقوں کو ترک نہ کرے
جو اُس نے تربیت کے اثنا میں سیکھے تھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

امر کی ہرگز کوئی وجہ نہیں ہو سکتی - کہ مدرس کیوں
ہر جماعت کے ماہواری کام کا سالانہ نقشہ تیار نہ
کرے - بے شک اگر وہ ایسا نہیں کریگا - تو سال کے
اخیر میں اُسے بہت سی تکلیفیں پیش آئینگی - ایک
جماعت نے تو اپنی پڑھائی کی کتاب ختم کر لی ہوگی -
اور دوسری ابھی خاتمے کے قریب بھی نہیں پہنچی
ہوگی - پھر اگر مدرس ہر سبق پر مفصل اشارے
تیار نہیں کر سکتا - تو اتنا تو کر سکتا ہے کہ اپنے
سبق کو کچھ نہ کچھ تیار کرکے لائے - جیسا کہ تم آٹھویں
فصل میں پڑھ چکے ہو - پھر اُس کے لئے کوئی
عذر نہیں ہو سکتا - کہ وہ کیوں ہر مضمون کی پڑھائی
کے اُن طریقوں کو ترک کر دے - جو اُس نے نارمل
سکول میں سیکھے تھے - اب چونکہ بہت سے مدرس
ایسا کرتے ہیں - اس لئے اِس کی صرف یہی وجہ
ہو سکتی ہے - کہ وہ خود سُست ہیں اور تعلیم کے
پیشے کے لائق نہیں ؛

پہلی نئی تکلیف
ٹائم ٹیبل تیار کرنا

(۳) جو کچھ مدرس نے نارمل سکول
میں سیکھا ہے - وہ یہاں تک تو اُس
کی پوری مدد کر سکتا ہے - مگر اب اُس کے سامنے
ایسے مسئلے پیش ہوتے ہیں - جن کے حل کرنے
کے واسطے وہ ٹھیک تیار نہیں کیا گیا تھا - اِن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ف ۷/۲

ہیں سب سے پہلے ٹائم ٹیبل کا تیار کرنا ہے - اگر کوئی مدرس جو تنہا کسی پرائمری سکول کو چلاتا ہے - ٹائم ٹیبل بنانے کی کوشش بھی کرتا ہے - تو صرف افسر معائنہ کو خوش کرنے کے واسطے کرتا ہے - اور اُس کے مطابق کام کرنے کی بہت کم کوشش کرتا ہے - مگر بہت سے مدرس تو ایسے ہیں کہ وہ مایوس ہو کر ٹائم ٹیبل بنانے کی کوشش ہی چھوڑ دیتے ہیں - اب تم دیکھ لوگے - کہ جب اُس مدرس کو جو صرف ایک ہی جماعت پڑھاتا ہے - اس امر کو ٹھیک معلوم کرنے کے واسطے کہ وہ ہر مضمون کو مناسب وقت دیتا ہے - ٹائم ٹیبل کی ضرورت ہے - تو اُس مدرس کو جو نہ صرف بہت سے مضامین پڑھاتا ہے - بلکہ وہی مضامین کئی جماعتوں کو پڑھاتا ہے - ٹائم ٹیبل کی کس قدر زیادہ ضرورت ہوگی - اگر وہ ایسا کریگا - تو اُسے نہ صرف یہی احتمال ہوگا کہ وہ ایک مضمون کا بہت سا وقت لے کر دوسرے کو دے دیگا - بلکہ یہ بھی ہوگا - کہ اُس کے وقت اور توجہ کا بہت سا حصہ ایک یا دو جماعتوں کو دیگر جماعتوں کی نسبت زیادہ مل جائیگا - جیسا کہ تم جانتے ہو کہ بہت سے پرائمری مدارس میں واقعی ایسا ہوتا ہے - ابجد خوانوں کی جماعت کو جن کے پڑھانے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے لئے خاص احتیاط کی ضرورت ہے - اُستاد کی توجہ کا بہت تھوڑا حصّہ ملتا ہے ؛

اُس سکول کے لئے ٹائم ٹیبل تیار کرنے کی تکلیف جس میں صرف ایک ہی مدرس ہو۔

(۴) اگر مدرس ٹائم ٹیبل بنانے کی کوشش کرے - تو پہلے اُسے یہ تکلیف پیش آتی ہے - کہ جب وہ خود ایک جماعت کو پڑھا رہا ہو - تو دوسری جماعتوں کو کس طرح مصروف رکھے - دوسری تکلیف اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ جماعتوں میں لڑکوں کی تعداد غیر برابر ہوتی ہے - مدرس یہ سوچتا ہے کہ اگر میں چوتھی جماعت کو جس میں صرف دو لڑکے ہیں - پڑھائی کے واسطے آدھ گھنٹہ وقت دوں - تو تیسری جماعت کو بھی اُتنا ہی وقت دوں - جس میں شاید پندرہ لڑکے ہیں - تیسری شکل سخت ہے اور وہ یوں پیدا ہوتی ہے کہ بہت کم سکولوں یا استادو کو ٹائم پیس دئے جاتے ہیں - چنانچہ مدرّس کے لئے یہ ناممکن ہوتا ہے کہ وہ اپنے وقت کو ٹھیک گھنٹوں میں تقسیم کر سکے ؛

ٹائم ٹیبل کے مطابق کام نہ کرنے سے کیا برائیاں پیدا ہوتی ہیں ؟

(۵) اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ مدرّس اُن تکالیف کے نیچے دب جاتا ہے اور زبانی پڑھائی کے لئے اٹکل پچّو ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو بُلاتا ہے اور باقی جماعتوں میں سے جب ایک کو لکھائی پر لکھائی پر لگا دیتا ہے - تو دوسرے لڑکے اپنا وقت ضائع کرتے ہیں - طبعی سُستی کے عادات جو کہ ہندوستان کے سکولوں کا ایک ظاہری نشان ہے - اِسی مضر طریقے کا نتیجہ ہیں - لڑکے اتنے چھوٹے ہوتے ہیں - کہ وہ خود بخود کچھ کام نہیں کر سکتے - سوائے اس کے کہ بے سوچے سمجھے کوئی بات زبانی یاد کر لیں - یا بے احتیاطی کے ساتھ تختیوں پر لکھیں - جان بوجھ کر اُن کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ چپ چاپ بیٹھ کر اپنا وقت ضائع کریں - اُن کی توجہ اُس کام کی طرف نہیں ہوتی - جو وہ کر رہے ہوتے ہیں - بلکہ اس غرض کی طرف ہوتی ہے - کہ وہ خاموش رہیں - اور اُستاد کے کام میں ہرج نہ ہو ؛

ان مشکلات پر غالب آنے کے طریق

(۱) تمام لڑکوں کو مصروف رکھو -

(۶) اب لڑکوں کو خاموش رکھنے کا صرف ہی طریق نہیں کہ خاموشی کی طرف اُن کو متوجہ کیا جائے - بلکہ یہ بھی ہے کہ اُن کو کسی ایسے کام میں لگایا جائے - جس میں وہ ایسی دلچسپی لیں کہ اُن کو بیچلا ہونے کی خواہش ہی نہ ہو - ایک ہی وقت میں بچّے دو چیزوں پر اپنی توجہ نہیں جما سکتے اور

ف ۴۰

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر اُن کی توجہ خاموش رہنے کی طرف ہو - تو جس کام میں وہ لگے ہوتے ہیں - اُس کو توجہ نہیں دے سکتے - برخلاف اِس کے اگر اُن کی توجہ اپنے کام میں لگی ہو - تو وہ بغیر کسی بیرونی کوشش کے چپ چاپ رہ سکتے ہیں - پہلا طریق وہ ہے جو عموماً پرائمری سکولوں میں استعمال کیا جاتا ہے - دوسرا وہ ہے - جو درست ہے - اگر سکول کا سارا وقت کسی دلچسپ کام میں مصروف ہو - تو پرائمری سکول بہت کم سُست ہوں اور زیادہ ہر دلعزیز ہوں - بہت سے مضامین ہیں - جن کو مدرس کی نگرانی کے بغیر جماعت خود بخود کر سکتی ہے - اور پھر بھی وہ دلچسپ اور مفید ہوتے ہیں - کسی دیگر جماعت کی نسبت ابجد خوانوں میں یہ مضامین کم ہوتے ہیں - اور اُس جماعت میں خود بخود کام کرنے کی لیاقت بھی کم ہوتی ہے - اس لئے اس کے گھنٹے بھی چھوٹے ہونے چاہئیں - ہر ایک گھنٹہ جو چھوٹے لڑکے سکول میں ضائع کرتے ہیں - اُن کی ذہانت اور توجہ کی طاقت کو سخت نقصان پہنچاتا ہے +

(۲) زبانی پڑھائی کے گھنٹے لمبائی میں مختلف ہونے چاہئیں

غیر برابر جماعتوں کی دوسری مشکل اِس طرح حل ہو سکتی ہے کہ ہر جماعت کے لڑکوں کی تعداد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے تناسب سے زبانی کام کے گھنٹے لمبائی میں چھوٹے بڑے رکھے جائیں ÷

(۳) اِس مشکل کی قابل تسکین حل صرف یہی ہے کہ ٹائم پیس مہیّا کئے جائیں۔

تیسری مشکل یعنی گھنٹوں کی لمبائی کا اندازہ کرنے کا تسلّی بخش حل صرف یہ ہو سکتا ہے۔ کہ پرائمری سکولوں میں ٹائم پیس دئے جائیں اور ان کے بغیر عمدہ کام ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر اِس بات کا فیصلہ افسرانِ مجاز کے اختیار میں ہے۔ مدرس کی طاقت میں نہیں۔ جب تک یہ نہ ملیں۔ مدرس کو چاہئے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ گھنٹوں کا اندازہ ٹھیک درست طور پر کرے۔ جیسا کہ وہ آج کل کیا کرتا ہے ÷

نمونے کے ٹائم ٹیبل کی توضیح۔

(۷) اِن مشکلات کے حل کرنے کے واسطے تم آخری صفحے پر ٹائم ٹیبل دیکھو گے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ یہ ٹائم ٹیبل ہر ایک سکول کے لئے موزوں نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ اُن طریقوں کی توضیح کرتا ہے۔ جن سے مذکورہ بالا تکالیف دور ہو سکتی ہیں۔ اور اُس میں ایک یہ خوبی ہے کہ یہ اُن سکولوں میں جہاں صرف ایک ہی مدرس ہوتا ہے۔ کچھ عرصے سے جاری ہے اور کامیاب ثابت ہو چکا ہے ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ٹائم ٹیبل بنانے کے اصول -

(۱) پہلا اصول جس پر کہ یہ ٹائم ٹیبل بنایا گیا ہے - یہ ہے کہ چونکہ حساب اور پڑھائی دو ایسے مضمون ہیں جو ہر ایک جماعت کو ہر روز پڑھانے چاہئیں - اسلئے مدرس کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ ان دونو میں سے ہر ایک مضمون کے لئے ایک ایک گھنٹہ مقرر کرے - اور اس گھنٹے میں تمام سکول کے ساتھ ساتھ جماعت بعد جماعت یہ مضمون پڑھاتا جائے - (اس قاعدے کا خاص فائدہ تم تیسرے نوٹ میں جا کر دیکھ لوگے) حساب جو ایسا مضمون ہے - جس کے لئے تازہ دماغ کی ضرورت ہے - پہلے گھنٹے میں رکھا گیا ہے - جب لڑکوں کے دماغ ابھی تازہ ہوتے ہیں - ہر ایک لڑکا جب مدرسے آتا ہے - تو اُسے ٹھیک معلوم ہوتا ہے - کہ یہ حساب کا گھنٹہ ہے اور وہ فوراً اپنی کتابیں نکال لیتا ہے - دوسری اور تیسری جماعتوں کے لئے سکول کے وقت سے پہلے مدرس کو سوالات تختۂ سیاہ پر لکھ دینے چاہئیں - اِسی طرح پڑھائی کا گھنٹہ ہمیشہ تفریح کے بعد متصل آتا ہے - اگر لڑکوں کو پہلے معلوم ہو کہ اگلے گھنٹے میں ہم نے کیا کرنا ہے - تو بہت سا وقت بچ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جاتا ہے ؛

(۲) دوسرا امر قابلِ غور یہ ہے۔ کہ ہر مضمون کے واسطے ایک خاص لمبائی کا گھنٹہ رکھنا ضروری نہیں۔ جتنا وقت ہر گھنٹے کے اوپر لکھا ہوا ہو۔ اُس کے مطابق تو ہی کام ہو سکتا ہے۔ کہ سکول میں ٹائم ٹیبل دیا گیا ہو۔ ورنہ مدرس کے لئے یہی کافی ہوگا۔ کہ قریباً ایک گھنٹہ حساب کو دے۔ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ پڑھائی کو اور قریباً آدھ گھنٹہ باقی مضامین کو۔ تھوڑی سی مشق کے بعد مدرس اس قابل ہو جائیگا۔ کہ اپنے مضامین کو قریباً ٹھیک وقت دے سکے۔ بے شک اب بھی وہ مدرس جن کے پاس ٹائم ٹیبل نہیں ہیں۔ اِسی طرح اپنے وقت کا ایک موٹا تخمینہ لگاتے ہیں ؛

(۳) (ا) یہ تو ضروری ہے کہ حساب اور پڑھائی کے تمام سبقوں کے واسطے ایک خاص گھنٹہ گھڑی کی مدد سے یا اندازۃً مقرر کیا جائے۔ مگر یہ بات نہ ضروری ہے نہ مناسب۔ کہ ہر ایک جماعت کے زبانی کام کے گھنٹے کی لمبائی بھی ویسی صحت سے مقرر کی جائے۔ بر خلاف اس کے یہ کرنا مناسب ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر جماعت میں زیادہ لڑکے ہوں - تو زبانی کام کا گھنٹہ لمبا کر لیا جائے - اور اگر تھوڑے ہوں - تو چھوٹا - اس طرح حساب کے سبق پر قریباً ایک گھنٹہ اور پندرہ منٹ لگینگے - مدرس ہر زبانی سبق کے درمیان قریباً پانچ منٹ کے واسطے پھر کر اُن جماعتوں کا تحریری کام دیکھے - جو خود کام کر رہی ہوں - اُن کی غلطیوں کو درست کرے اور اُن کی تکالیف میں اُن کی مدد کرے - اس طرح چاروں جماعتوں کو زبانی سبق پڑھانے کے لئے اُس کے پاس ایک گھنٹہ بچ جائیگا - آؤ - فرض کریں - کہ جماعتوں میں حسب ذیل لڑکے ہیں - پہلی جماعت میں پندرہ - دوسری میں دس - تیسری میں دس اور چوتھی میں آٹھ - اب مدرس اپنا وقت قریباً اِس طرح تقسیم کرے کہ پہلی جماعت کو ۲۰ منٹ - دوسری کو ۱۵ - تیسری کو ۱۵ - اور چوتھی کو ۱۰ منٹ دے - بر خلاف اس کے اگر ایک جماعت زبانی کام میں ہشیار ہے - تو مدرس قدرتاً اچھی جماعت کے وقت سے کچھ حصہ کاٹ کر کمزور جماعت کو دیگا -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر زبانی حساب میں کسی جماعت کو ہر روز
۱۰ منٹ سے کم وقت نہیں دینا چاہیئے۔
زبانی تعلیم میں صرف زبانی حساب ہی شامل
نہیں - بلکہ نئے قاعدوں کی زبانی تشریح میں
اسی میں شامل ہے - اگر ایک جماعت نے
کوئی نیا اور مشکل قاعدہ سیکھنا ہو۔ تو اُس
دن اُس جماعت کو زبانی تعلیم کے لئے
زیادہ وقت ملنا چاہیئے اور باقیوں کو تھوڑا +
(ب) ممکن ہے - کہ پہلے پہل یہ کچھ پیچیدہ معلوم
ہو - کیونکہ اس کی لمبی چوڑی تشریح کی گئی
ہے - مگر حقیقت میں یہ بہت ہی سادہ
طریق ہے - مدرّس کو چاہیئے - کہ سکول کے
وقت سے پہلے دوسری اور تیسری جماعتوں
کے واسطے تختۂ سیاہ پر سوالات لکھ دیا
کرے - جب لڑکے مدرسے میں آ جائیں - تو
وہ اپنی سلیٹیں نکال کر جھٹ کام شروع
کر دیں - مدرس زبانی سبق کے واسطے یکے
بعد دیگرے ہر جماعت کو بلاتا جائے - اور
اُس کو اِتنا وقت دے - جتنا کہ بلحاظ تعداد
طلبا اور سہولت سبق ضروری ہو - ہر ایک
زبانی سبق کے درمیان ۵ منٹ پھر کر اُن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لڑکوں کا کام دیکھے جو لکھ رہے ہوں۔ پڑھائی کے سبق کی صورت میں جس میں انشا پردازی اور نظم خوانی بھی شامل ہے۔ یہی طرز عمل اختیار کرنا چاہیئے۔

تم دیکھ لوگے۔ کہ جغرافیہ۔ مطالعۂ قدرت اور لکھائی کے واسطے سکول کو دو حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ لکھائی کے واسطے تو ایسا کرنا ہمیشہ ممکن ہوگا۔ کیونکہ مدرس ایک ہی گھنٹے میں دو جماعتوں کی لکھائی کی نگرانی کر سکتا ہے۔ اگر نصاب اس قسم کا بنا ہو۔ کہ مدرس کے لئے جغرافیہ اور مطالعۂ قدرت میں دو جماعتوں کو ملانا ممکن نہ ہو۔ تو اُسے وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ جو حساب اور پڑھائی کے سبقوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی ہفتے میں دو دن دوسرا گھنٹہ مطالعۂ قدرت کو دیا کرے۔ اور ہر ایک جماعت سے باری باری زبانی کام کرایا کرے۔ جبکہ باقی سکول پڑھی ہوئی عبارت کے نقل کرنے میں مصروف ہو۔ اِسی طرح پھر دو دن دوسرا گھنٹہ جغرافیہ پڑھانے میں صرف کرے۔ جبکہ باقی سکول نقشہ کشی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں مصروف ہو ÷

(۴) تفریح کے وقفے کی لمبائی مقامی ضروریات کے لحاظ سے ضرور مختلف ہوتی رہیگی - مگر یہ لمبائی اتنی کافی ہونی چاہیئے - کہ مدرس اُس میں سکول کے ایک حصے کو ڈرل کرا سکے اور انشا پردازی اور لکھائی کو جو لڑکوں نے دوسرے گھنٹے میں کی ہوگی - درست کر سکے ÷

(۵) تم دیکھو گے - کہ اس ٹائم ٹیبل کے مطابق پہلی جماعت سکول میں آدھ گھنٹہ پیچھے داخل ہوگی - اور باقی جماعتوں سے پہلے چلی جائیگی - یہ غلط خیال ہے - کہ چھوٹے لڑکوں کے سکول میں بیکار بیٹھے رہنے سے کچھ فائدہ ہے - بر خلاف اس کے چھوٹے بچے کو بغیر کسی مفید کام کے چپ چاپ بٹھا دینا - محض اُس کی قدرتی چستی کو روکنا ہے جو کہ اُس کی نشو و نما کے واسطے بہت ضروری ہے - علاوہ بریں چھوٹا لڑکا مدد اور نگرانی کے بغیر کوئی مفید کام نہیں کر سکتا - اب چونکہ مدرّس اِس قدر مصروف ہوتا ہے - کہ وہ اپنا سارا وقت پہلی جماعت کو نہیں دے سکتا - اِس لئے بہتر ہے کہ کسی بڑے لڑکے کو مقرر کر دے - کہ وہ اُن گھنٹوں میں جب وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خود اُن کو نہیں پڑھا سکتا۔ اُن کی مدد کرے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ مدرس ایسا لڑکا انتخاب کرے جو سکول میں سب سے ہشیار ہو۔ بلکہ ایسا لڑکا انتخاب کرے۔ کہ چھوٹے بچوں کو مدد دینے کی لیاقت رکھتا ہو۔ کئی ایک بڑے لڑکوں کو امتحاناً مقرر کرنے کے بعد مدرس معلوم کر لیگا کہ وہ کونسا لڑکا ہے۔ جس کی نگرانی میں ابجد خوانوں کی جماعت اپنے وقت کو اچھی طرح استعمال کر سکتی ہے۔ اگر پہلی جماعت میں کنڈر گارٹن پڑھایا جاتا ہو۔ تو اُس کو تفریح کے بعد قبل ازیں کہ دوسری جماعتیں اندر داخل ہوں۔ فوراً لے لینا چاہیئے۔

جس سکول میں دو مدرس ہوں۔ اُس کے لئے نمونے کا ٹائم ٹیبل

(۸) بہت سے سکولوں کے سٹاف میں دو دو مدرس ہوتے ہیں۔ ایسے سکول کے لئے ٹائم ٹیبل کا تیار کرنا مقابلتہً آسان ہے۔ مگر چونکہ ممکن ہے کہ اس کے بنانے میں بہت سے مدرسین کو تکلیف پیش آئے۔ اِس لئے ان کی ہدایت کے لئے نمونے کا ٹائم ٹیبل فصل کے اخیر میں دیا جاتا ہے۔ اِس ٹائم ٹیبل کی تشریح کی زیادہ ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ اُنہی اصول پر بنایا گیا ہے۔ جن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پر ایک اُستاد والے سکول کا ٹائم ٹیبل بنایا گیا تھا۔
اِن میں سب سے بڑا اصول اِس کی سادگی ہے۔
اِس میں بھی ہر ایک جماعت کی تعداد کے لحاظ
زبانی گھنٹوں کی لمبائی کم و بیش ہوگی۔ اگر مدرس
بدیں خیال کہ اُس کے اور اُس کے نائب کے
پاس دو دو جماعتیں ہیں۔ دونو جماعتوں میں وقت
برابر برابر تقسیم کر دے۔ تو ممکن ہے کہ وہ ۵
لڑکوں کی جماعت کے پڑھانے میں اتنا ہی وقت
خرچ کرے۔ جتنا ۲۰ لڑکوں کی جماعت کے پڑھانے
میں کرتا ہے۔ اگرچہ اوّل مدرّس دو اعلےٰ جماعتوں کو
خود لیگا۔ مگر اُسے اپنے نائب کے کام کی نگرانی
سے غفلت نہیں کرنی ہوگی۔ اُس کو چاہیئے کہ ہفتے
میں کم از کم ایک دفعہ اپنا گھنٹہ نائب کے ساتھ
تبدیل کر لیا کرے۔ تاکہ اُس کو معلوم ہو جائے
کہ نائب کا کام تسلّی بخش ہو رہا ہے یا نہیں؟
اُس کو اس بات پر بھی اصرار کرنا چاہیئے۔ کہ
اُس کا نائب اُس سکیم کے مطابق کام کرے۔
جو کہ سال کے ہر مہینے کے لئے مقرر ہے ؛

وہ تکالیف جو لڑکوں کے بے قاعدہ داخلے سے پیدا ہوتی ہیں۔

(۹) پرائمری سکولوں کی ایک دوسری تکلیف اس سے پیدا ہوتی ہے۔ کہ لڑکے سال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے مختلف حصوں میں داخل ہوتے رہتے ہیں -
جو لڑکے سال کے اخیر میں آتے ہیں - اگر اُن کو
کسی اعلےٰ جماعت میں داخل کر لیا گیا ہے - تو
ضرور ہے - کہ وہ کسی اور سکول سے پڑھ کر آئے
ہونگے اور اُن کو جماعت کے ساتھ چلنے میں کسی
قسم کی تکلیف نہیں ہوگی - اور اگر وہ شروع سال
سے ایک مہینے کے اندر پہلی جماعت میں داخل
کئے گئے ہیں - تو اُن سے بھی امید ہو سکتی ہے -
کہ جو کچھ اُن سے رہ گیا ہے - اُسے جلدی سیکھ
لینگے - اور جو مدرس سمجھ دار ہوگا - اگرچہ اُس کو
بعد میں آنے والے لڑکوں پر زیادہ توجہ دینی ہوگی -
مگر وہ اُن کی خاطر ساری جماعت کا ہرج نہیں
کریگا - وہ ہر ایک سالم جماعت کو ایک جگہ پڑھائیگا -
اور اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ اگر نئے آنے والے
لڑکوں میں معمولی لیاقت بھی ہے - تو وہ چار
پانچ مہینوں میں اُن لڑکوں کے ساتھ برابر ہو
جائینگے - جو شروع سال میں داخل ہوئے تھے - ف ۱/۲
یہ اِس امر کا نتیجہ ہے - کہ بچوں میں ہمسری کا ف ۱/۲
شوق ہوتا ہے - یہ امر ضروری ہے - کیونکہ بچوں
کے اُن قدرتی ہے احساسات سے غفلت کرنے
کا یہی نتیجہ ہے - کہ مدرّسین اُن لڑکوں کے پڑھانے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں غیر ضروری تکلیف اُٹھاتے ہیں - جو سال میں اِس سے بھی زیادہ دیر کے بعد سکول میں داخل ہوتے ہیں ؛

کثیر التعداد کا فائدہ مدّ نظر رکھنا مدرس کا مقدم فرض ہے -

(۱۰) ملک کے قوانین کی طرح سکول کے قواعد بھی اِسی اصول پر بنائے جاتے ہیں کہ ان میں کثیر التعداد کا فائدہ ہو - گو بعض اوقات فردِ واحد کو اِن سے تکلیف پہنچتی ہے - مگر یہ امر مجبوری ہے - مدرس کا یہ فرض ہے کہ کسی خاص آدمی کے فائدے کی خاطر کام نہ کرے - بلکہ سارے سکول کے فائدے کو مد نظر رکھے - اس کا یہ مطلب نہیں کہ مدرس شاگردوں کے علیحدہ علیحدہ اخلاق اور لیاقت کا مطالعہ نہ کرے اور قدرتی کمزوریوں مثلاً شرمیلا پن اور مُکنت کا لحاظ نہ کرے - بلکہ اِس کے یہ معنی ہیں - کہ وہ اپنا ہفتہ وار تقسیم اوقات اور سال بھر کے کام کی تقسیم اِس طرح کرے - کہ اُس میں کثیر التعداد طلبا کا فائدہ مدِ نظر ہو - پس جو بات سکول پر صادق آتی ہے - وہ جماعت پر بھی صادق آتی ہے - اب مدرس سکول میں اعلیٰ جماعتوں کو پڑھاتے ہوئے تو عموماً اِس اصول کو مد نظر رکھتا ہے - مگر جب وہ پہلی جماعت کو پڑھاتا ہے - تو اُس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وقت چوک جاتا ہے - وہ اکثر جماعت کو جماعت کے طور پر نہیں پڑھاتا - بلکہ اس طرح فرداً فرداً سبق دیتا ہے - گویا ہر ایک لڑکا کالج کے طور پر اُس کے پاس پڑھنے آتا ہے - بعض نقصوں کا حال جو اُس قسم کی تعلیم سے پیدا ہوتے ہیں - تم قبل ازیں پڑھائی کے بیان میں پڑھ چکے ہو - مگر جو مدرس اِس طریق کو اختیار کرتا ہے - وہ کثیر التعداد طلبا کے فائدے کے فرض سے غفلت کرتا ہے ؛

دیر کے بعد داخل ہونے والے لڑکوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے

(۱۱) پھر مدرس کو پختہ ارادہ کر لینا چاہیئے کہ وہ پہلی جماعت کے تین سے زیادہ فریق کبھی نہ بنائے - اعلےٰ فریق میں وہ لڑکے ہوں جو شروع سے دو مہینے کے اندر داخل ہو گئے ہوں - اور اُن میں وہ لڑکے بھی شامل ہوں - جو گزشتہ سال کے اخیر حصے میں داخل ہوئے تھے - دوسرے فریق میں تمام وہ لڑکے ہوں - جو سال کے درمیانی حصے میں داخل ہوئے تھے - اور تیسری جماعت میں ایسے لڑکے جو آخری سہ ماہی میں داخل ہوئے ہوں - آخری فریق کے پاس اتنا وقت نہیں ہوگا - کہ سال کے ختم ہونے سے پہلے کافی ترقی کر سکے -

ف ۹/۵

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِس لئے اِن لڑکوں کو پھر اُن مبتدیوں کے ساتھ شامل ہونا پڑیگا - جو اگلے سال کے شروع میں داخل ہونگے - یہ امر مجبوری ہے - ایسے دیر سے آنے والے لڑکوں کے فائدے کی خاطر سالم جماعت کا فائدہ نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے - سال کے اخیر تک اعلےٰ جماعت کے سب لڑکے ترقی کے قابل ہونے چاہییں - اب یہ امر کہ آیا دوسرے فریق کے لڑکے ترقی کے قابل ہیں یا نہیں - کچھ تو اُن کی ذاتی لیاقت پر منحصر ہوگا - اور کچھ اُن کی تعداد پر - اگر لڑکے تعداد میں کم اور ہشیار ہیں - تو مدرس اُن کی تمام سال کی پڑھائی اعلےٰ فریق کی نسبت آدھے وقت میں ختم کریگا - مگر اُس کو یہ غلطی ہرگز نہیں کرنی ہوگی - کہ ہر ایک لڑکے کو علیحدہ علیحدہ سبق پڑھایا کرے - جونہی کوئی لڑکا داخل ہو - اُسے کسی نہ کسی فریق کے ساتھ ملا دینا چاہیئے ٭

ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا - کہ سارا سال بے قاعدہ طور پر لڑکے مدرسے میں داخل ہوتے رہیں - پس مدرس ایسا کر سکتا ہے - کہ فریقوں کی تعداد کم کرکے دو فریق بنا لے - اس صورت میں اُس کا کام بہت سادہ اور اچھا ہو سکیگا ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عام خلاصہ (۱۲) اِس تمام کا خلاصہ یہ ہے۔
کہ مدرس کے لئے ضروری ہے - کہ اپنے سکول
کا کام بڑی احتیاط کے ساتھ با ترتیب کرے۔
پہلے تو سال کے کام کا نقشہ بنائے - پھر ہفتے
کے دنوں کا اور اخیر میں ہر ایک سبق کا۔
ف ۴ جب وہ سال بسال ایسا کرتا رہیگا - تو اُس کا
کام زیادہ آسان ہوتا جائیگا - ہر جماعت کے
متوسط لڑکوں کے فائدے کے لئے اپنی سکیم
تیار کرنے کے بعد اُس کو چاہیئے - کہ ہر ایک
لڑکے کے کام میں ذاتی شوق لے - اور اس
کے رویّے کو صرف سکول کے کام کے لحاظ سے
نہ دیکھے - بلکہ اُس کے گھر کے لحاظ سے بھی
دیکھے - جہاں سے کہ وہ آتا ہے - (یعنی صرف
یہ نہ دیکھے کہ سکول کے کام میں اُس کا رویّہ
کیسا ہے - بلکہ یہ بھی دیکھے کہ اُس گھر میں
اُس کا کیا رویّہ ہے - جہاں سے وہ آتا ہے)۔
جو مدرس کی تعداد کی کمی کے لئے یہ بہانہ پیش
کرتا ہے - کہ والدین تعلیم کی پروا نہیں کرتے
اور اپنے بچّوں کو مدرسے بھیجنا نہیں چاہتے -
عموماً اُس کو معلوم ہوگا - کہ والدین تعلیم کی
طرف سے بے پروا نہیں - بلکہ وہ اُس خاص

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قسم کی تعلیم کی طرف سے بے پروا ہیں - جو وہ مدرسے میں دیتا ہے - یہ بے پروائی اکثر لڑکوں کے خیالات سے پیدا ہوتی ہے - اگر شاگردوں کو معلوم ہو کہ ہمارا اُستاد واقعی لائق اور محنتی ہے - (اور لڑکے اچھی طرح جانتے ہیں - کہ اُن کا اُستاد سُست ہے یا نالائق) - تو والدین کی بے پروائی کے باوجود سکول کو ہردلعزیز بنا سکتے ہیں - اس میں شک نہیں کہ اس ملک میں والدین اکثر اس بات کو نہیں سمجھ سکتے - کہ اُن کا فرض بچّوں کے حق میں اُتنا ہی بڑا ہے - جتنا کہ بچّوں کا فرض اُن کے حق میں - اور وہ اکثر خود غرضی کی وجہ سے لڑکوں کو سکول نہیں بھیجتے اور اُن کو اپنے بچّوں کے فائدے کا کچھ خیال نہیں ہوتا - مدرس کو احتیاط کرنی چاہیئے کہ ایسے والدین کو جو پہلے ہی اپنے فرض کا خیال نہیں رکھتے - ایک اور بہانہ نہ دیدے کہ اگر اُن کے بچّے مدرسے جائینگے - تو وہ فقط وقت کو ضائع کرینگے - اور کوئی ایسی بات نہیں سیکھینگے جو ان کے لئے فائدہ مند ہو اور زندگی کے کاروبار کے لئے کچھ زیادہ قابل نہ ہونگے - بہ نسبت اِس کے کہ وہ بے علم ہوتے ؂

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبقوں پر اشارے

۱۔ سادہ ضرب

پہلی جماعت

وقت ½ گھنٹہ

پرانی واقفیت - جماعت زبانی جمع اور تفریق جانتی ہے ۲۰ تک اعداد کی تجرّبی بھی کر سکتی ہے ÷

مدعا - جماعت کو یہ سکھانا ہے - کہ اگر نیچے کی اکائی اوپر کی اکائی سے بڑی ہو - تو تفریق کس طرح کرنی چاہیئے ÷

سامان دس دس تیلیوں کے بنڈل - کچھ کھلی تیلیاں - سفید اور رنگدار چاک ÷

سرخیاں	مضمون اور طریقۂ تعلیم	تختۂ سیاہ
پہلا درجہ۔ سبق کے مدعا میں جماعت کو شوق دلانا	مدرس طلبا کو بتائے کہ اب وہ ایسی مقداروں کی تفریق سیکھنے لگے ہیں - جن کو وہ زبانی حل نہیں کر سکتے - اُن سے ایسے سوالات پوچھے	

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سرخیاں	مضمون اور طریقۂ تعلیم	تختۂ سیاہ
	جو بتدریج مشکل ہوتے جائیں۔ مثلاً میں نے ۱۲ میل پشاور کو جانا ہے۔ سات میل میں چل چکا ہوں۔ بتاؤ باقی کتنے میل رہ گئے؟ ایک جماعت میں سولہ لڑکے ہیں۔ اُن میں سے غیر حاضر ہیں۔ بتاؤ۔ کے لڑکے حاضر ہیں؟ ایک امتحان میں پچیس طلبا شامل ہوتے ہیں۔ ان میں سے نو فیل ہو جاتے ہیں۔ بتاؤ۔ کتنے لڑکے پاس ہوئے؟ اسی طرح سوالات پوچھتے جاؤ۔ یہاں تک کہ لڑکے اُن کا زبانی جواب نہ دے سکیں۔ اور آخری سوال غالباً ایسا ہوگا۔ جو طلبا کے واسطے بہت مشکل ہوگا۔ پھر بتاؤ۔ کہ یہ جواب تحریری عمل کرنے سے حل ہوگا؟	
دوسرا درجہ عملی کام	دس دس کے دو بنڈل اور پانچ	

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سرخیاں	مضمون اور طریقۂ تعلیم	تختۂ سیاہ
	کھلی تیلیاں لیکر اُنہیں شمار کرو۔ ایک طالب علم کو کہو۔ کہ پچیس میں سے نو تیلیاں نکال دے۔ مشکل اس میں یہ ہوگی۔ ایک بنڈل اور پندرہ کھلی تیلیاں ہونگی۔ ۹ تیلیاں علٰحدہ کر لیں۔ تو پیچھے ایک بنڈل اور چھ تیلیاں رہ جائینگی۔ جماعت سے یہ جواب نکلواؤ +	
	اب اس عمل کو تختۂ سیاہ پر اس طرح لکھو کہ دہائیوں کے واسطے رنگین چاک استعمال ہو اور اکائیوں کے واسطے سفید +	دہائیاں ۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱ ۱۱۱۱۱۱۱۱۱۱ اکائیاں ۱۱۱۱۱۱۱۱۱ ۱۱۱۱۱
	دہائیوں کے دو بنڈل رنگین چاک سے لکھو اور پانچ اِکائیاں سفید چاک سے ایک بنڈل کو اُڑا دو اور دس اکائیاں سفید چاک سے لکھو۔ ان میں سے ۹ کاٹ دو اور جماعت سے پوچھو کہ جواب کیا رہ گیا +	
تیسرا درجہ	ایک لڑکے کو کہو۔ کہ تختۂ سیاہ پر ۲۵ اس طرح لکھے۔ کہ دہائیوں	

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سرخیاں	مضمون اور طریقۂ تعلیم	تختۂ سیاہ
	کے واسطے رنگین چاک استعمال کرے۔ اور اکائیوں کے واسطے سفید۔ دوسرے کو کہو۔ کہ اکائیوں کے نیچے ۹ لکھ کر لکیر کھینچ دے۔ پھر سوال کرو۔ کہ دہائیوں کے درجے میں ۲ کی کیا قیمت ہے اور پھر اُن کو سمجھاؤ۔ کہ چونکہ نیچے کا ۹ پانچ سے تفریق نہیں ہو سکتا۔ اسلئے دو دہائیوں میں سے ایک دہائی لے لو۔ اور ۲ کا ہندسہ اُڑا کر اوپر ۱ لکھ لو۔ اور اکائیوں کے اوپر پندرہ لکھ لو۔ پھر ۱۵ سے ۹ تفریق کرو۔ تو باقی ۶ رہ جائینگے۔ ۶ کو نیچے لکھ دو۔ اور ایک میں صفر گیا۔ باقی ایک ہی رہ گیا۔ آگے ۱ لکھ دو۔ اب جماعت سے پوچھو۔ کہ کیا جواب آیا؟	۱۱۵ ۲/۵ ۹ ۱۶
چوتھا درجہ	طلبا سے نکلواؤ۔ کہ ۲۵ نہ صرف ۲۰ + ۵ کے برابر ہے۔ بلکہ ۱۵ + ۱۰ کے برابر بھی ہے +	
	اِسی قسم کی اَور مثالیں دو۔ مثلاً اگر میری عمر آٹھ سال ہو اور میرے	

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سرخیاں	مضمون اور طریقۂ تعلیم	تختۂ سیاہ
	بھائی کی عمر تیئیس سال ہو۔ تو وہ مجھ سے کتنا بڑا ہوگا؟ آج سترہ تاریخ ہے۔ اور مہینہ اکتیس دن کا ہے۔ بتاؤ۔ باقی کتنے دن رہ گئے۔ جماعت کی مدد سے یہ مثالیں تختۂ سیاہ پر حل کرو۔ اخیر میں طلبا سے یہ عام نتیجہ نکلواؤ۔ کہ اگر اوپر کی اکائیاں نیچے کے عدد سے کم ہوں۔ تو دہائیوں کے درجے سے ایک دہائی لے سکتے ہیں + جب لڑکے اچھی طرح سمجھ جائینگے۔ تو بعد میں کاٹنے کی ضرورت نہ رہیگی +	۱۱۳ ۲۳ ۸ ۱۵ ۱۲ ۱۱ ۳ ۱ ۱۷ ۱۴

مدرسے میں استعمال کرنے کے واسطے
اِسی سبق پر سرسری اشارے
(ب) سادہ تفریق

نوٹ	دس دس تیلیوں کے بنڈل۔ چند کھلی تیلیاں اور رنگین چاک +	
(۱)	اب تفریق کے وہ سوالات سیکھنے لگے	

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تختۂ سیاہ	مضمون اور طریقۂ تعلیم	سُرخیاں
	ہو جو اس قدر مشکل ہیں کہ تم زبانی نہیں کر سکتے +	
	مَیں نے ۱۲ میل پشاور کو جانا ہے۔ ۷ میل چل چکا ہوں - بتاؤ۔ مجھے کتنے میل جانا باقی رہ گیا ہے؟ ایک جماعت میں سترہ لڑکے ہیں - اُن میں سے پانچ غیر حاضر ہیں۔ بتاؤ کہ حاضر کے ہیں؟ پچیس طلبا امتحان میں شامل ہوتے ہیں - جن میں سے ۹ فیل ہو جاتے ہیں بتاؤ کہ کتنے لڑکے پاس ہوتے ہیں؟ جب جماعت گھبرا جائے - تو سوال بند کر دو +	
	دس دس کے دو بنڈل اور پانچ کھُلی تیلیاں استعمال کرو - ایک بنڈل کھول لو - اور طلبا سے جواب نکلواؤ +	(ب)
	تختۂ سیاہ پر دہائیوں کے واسطے رنگین چاک استعمال کرو . سوال لکھو۔ اور اُس میں دہائیاں رنگین چاک سے لکھو - پوچھو - کہ دہائیوں کے درجے میں ۲ کی کیا قیمت ہے؟	

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سرخیاں	مضمون اور طریقۂ تعلیم	تختۂ سیاہ
(ج)	طلبا سے نکلواؤ۔ کہ ۲۵ صرف (۲۰+۵) کے برابر ہی نہیں۔ بلکہ ۱۰+۱۵ کے برابر بھی ہے ؛	۲۵ ۱/۲۵ ۹/۱۶
(د)	اگر میری عمر آٹھ سال ہو۔ اور میرے بھائی کی تیئیس سال تو وہ مجھ سے کتنا بڑا ہوگا؟ آج مہینے کی ۱۷ تاریخ ہے۔ اگر مہینہ ۳۱ دن کا ہو۔ تو کتنے دن باقی ہونگے؟ اگر اکائیاں اُس عدد کی نسبت جو اُن میں سے تفریق کرنا ہے۔ کم ہوں۔ تو اُس کو زیادہ کرنے کے واسطے دوسرے درجے سے ایک دہائی لے سکتے ہیں ؛	۱۳ ۲۳/ ۸/۱۵

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دریا

جماعت دوم

وقت ½ گھنٹہ

مدعا۔ دریا کی تعریف سکھانا۔

سامان۔ صحن مدرسہ میں مٹی کے پہاڑ کا نمونہ۔ اور ایک برتن میں پانی۔

سُرخیاں	مضمون اور طریقۂ تعلیم	تختۂ سیاہ
پہلا درجہ	طلبا کو بتاؤ۔ کہ آج کا سبق دریا پر ہے۔	
طلبا کی گزشتہ واقفیت کے ساتھ اِسے ملاؤ۔	اُن سے پوچھو۔ کہ آیا اُنہوں نے کبھی کوئی دریا دیکھا ہے؟ اگر دیکھا ہو۔ تو اس کا نام لیں۔ اگر سکول کے نزدیک کوئی دریا نہ ہو۔ تو کسی نالے یا نہر سے شروع کرو۔ طلبا سے یہ نکلواؤ کہ دریا بہتے ہوئے پانی کی ایک دھار ہے جو کہ کناروں کے اندر کسی خاص رُخ کو جا رہی ہو۔	
دوسرا درجہ حرکت اور رُخ	طلبا سے پوچھو کہ یہ چلتا کیوں ہے؟ اغلباً اس کا جواب قابلِ تسکین نہ ہوگا۔ پھر نمونے کے پہاڑ پر کچھ	

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سرخیاں	مضمون اور طریقۂ تعلیم	تختۂ سیاہ
	پانی ڈالو - اور پوچھو - کہ یہ کیوں چلتا ہے ؟ طلبا سے یہ نکلواؤ - کہ یہ نیچے کی طرف گرتا ہے - پھر بتاؤ - کہ دریا کے پانی کا بھی یہی حال ہے ؛	
	یہ اونچی زمینوں سے چلتا ہے - پھر پوچھو - اونچی زمینوں کو کیا کہتے ہیں - پہاڑ - طلبا سے نکلواؤ - کہ دریا پہاڑوں سے چلتے ہیں - اور ڈھلوانوں پر بہتے چلے آتے ہیں - پھر اُس جگہ کا نام بتاؤ - جہاں سے وہ چلتے ہیں - منبع -	
	پوچھو - کہ پہلے پہل پانی کہاں سے آتا ہے ؟ اغلباً بچے جواب میں کہینگے - کہ بارش سے پھر کہو - کہ یہ تو ٹھیک ہے - مگر دریا تو خشک موسموں میں بھی چلتے رہتے ہیں - یہ پانی زمین کے نیچے سے آتا ہے - اگر لڑکے برف جانتے ہوں - تو اُن کو بتاؤ - کہ برف کا پگھلنا تیسرا سبب	دریا سطح مرتفع یا پہاڑ سے چلتے ہیں اور نیچے کی طرف بہتے ہیں -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سُرخیاں	مضمون اور طریقۂ تعلیم	تختۂ سیاہ
	ہے +	
	بتاؤ - کہ سمندر کے آس پاس کی زمین نیچی ہوتی ہے - اسلئے دریا سمندروں میں جا گرتے ہیں - جہاں دریا ختم ہوتا ہے اُس کو دہانہ کہتے ہیں +	پھر سمندر میں جا گرتے ہیں
تیسرا درجہ دریا رستے میں بڑے ہوتے جاتے ہیں -	پھر نمونے کے پہاڑ پر دو تین جگہ پانی ڈال کر بتاؤ - کہ کس طرح ندیاں مل جاتی ہیں ؟ بتاؤ - کہ اصلی دریاؤں کا بھی یہی حال ہے - جو کہ ایک ہی پہاڑ یا آس پاس کے پہاڑوں سے نکلتے ہیں - سمندر میں پہنچنے سے پہلے اکثر آپس میں مل جاتے ہیں +	رستے میں اکثر دریا ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں -
	طلبا سے نکلواؤ - کہ جوں جوں دریا سمندر کے نزدیک پہنچتے ہیں - توں توں بڑے ہوتے جاتے ہیں +	

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سُرخیاں	مضمون اور طریقہ تعلیم	تختۂ سیاہ
چوتھا درجہ عام نقشہ	دریا کی تعریف لڑکوں سے نکلواؤ - کہ یہ ایک پانی کی ندی ہے - جو کسی پہاڑ سے نیچے کی طرف جاتی ہے - یہاں تک کہ کسی دوسرے دریا یا سمندر میں جا ملتی ہے ÷	

تمام شد رہنمائے تعلیم

Gurukul Kangri Library

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نقشۂ تقسیم اوقات مدرسہ پرائمری جس میں صرف ایک مدرّس ہو

جماعت	وقت - مدرسے کا پہلا حصّہ ۱۵ - منٹ				وقت - مدرسہ کا دوسرا حصہ ایک گھنٹہ		وقفہ آدھ گھنٹہ یا کچھ زیادہ	وقت - مدرسے کا تیسرا حصہ ایک گھنٹہ ۱۵ - منٹ				آدھ گھنٹہ اختیاری مضامین	کیفیت
	حساب				مطالعۂ قدرت - جغرافیہ - انشا پردازی			پڑھنا اور نظم خوانی					
چہارم	زبانی	تحریری	تحریری	تحریری	لکھنا مطالعہ قدرت جغرافیہ ہفتہ کے دنوں میں باری باری	انشا پردازی و نقشہ کشی ہفتہ کے دنوں میں باری باری	ڈرل ۱۵ منٹ اعلےٰ و ادنےٰ حصوں کو باری باری	اصلاح شدہ انشا کو دوبارہ لکھنا یا نقشہ کشی جاری رکھنا	کتاب سے عبارت نقل کرنا	پڑھنے اور نظم خوانی کی تیاری	پڑھنا اور نظم خوانی		(۱) جن الفاظ کے نیچے خطوط ہیں - اُن سے مدرس کے کھڑے ہونے کی جگہ معلوم ہوتی ہے ÷
سوم	تحریری	زبانی	تحریری	تحریری		انشا پردازی و نقشہ کشی ہفتہ کے دنوں میں باری باری	اس کے بعد مدرس انشا پردازی اور کتاب سے نقل کی ہوئی عبارت کی اصلاح کریگا	اصلاح شدہ انشا کو صاف کرکے لکھنا یا نقشہ کشی جاری رکھنا	پڑھنے اور نظم خوانی کی تیاری	پڑھنا اور نظم خوانی	کتاب اور کاپی سلیپ سے عبارت نقل کرنا		(۲) ہفتے میں ایک گھنٹہ پڑھنے کی زبانی تعلیم کی جگہ چوتھی جماعت کی اِملا ایک دن ہونی چاہیئے ÷
دوم	تحریری	تحریری	زبانی	تحریری	کتاب سے عبارت نقل کرنا اور نقشہ کشی ہفتہ کے دنوں میں باری باری	اسباق مطالعۂ قدرت جغرافیہ و لکھنا ہفتہ کے دنوں میں باری باری		پڑھنے اور نظم خوانی کی تیاری	پڑھنا اور نظم خوانی	جماعت چہارم کا ایک لڑکا مشکل الفاظ بطور املا لکھائیگا	کاپی سلیپ کو دیکھ کر لکھنا		(۳) جغرافیہ اور نقشہ کشی دو دن - اسباق مطالعۂ قدرت اور انشا پردازی دو دن - لکھنا اور کتاب سے عبارت نقل کرنا دو دن - ہر ہفتہ وقت کے دوسرے گھنٹے میں ہوا کریگا ÷
اوّل	.	تحریری *	زبانی	لکھنا	.	.	.	پڑھنا و نظم خوانی	لکھنا	.	.		(۴) ہر ایک زبانی تعلیم کے اثنا میں مدرس ان جماعتوں کی نگرانی کریگا - جو تحریری کام میں مصروف ہوں ÷

(۵) جب دوم جماعت جغرافیہ پڑھ رہی ہوگی - پہلے جماعت کو باہر کھیلنے کے لئے چھوڑ دیا جائیگا ÷

* اس نشان سے یہ مراد ہے - کہ اعلےٰ جماعت کا کوئی لڑکا ادنےٰ جماعت کی نگرانی کریگا ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نقشۂ تقسیم اوقات پرائمری سکول جس میں دو مدرس ہوں

ہر جماعت	۴۵ منٹ	۴۵ منٹ	۴۵ منٹ	تفریح ۱۵ منٹ	۴۰ منٹ	۴۰ منٹ	۳۰ منٹ
چہارم	حساب زبانی - تحریری	(۱) جغرافیہ (۲) نقشہ کشی باری باری سے	مطالعۂ قدرت دونو جماعتوں کو ملا کر تین دن ہفتہ میں	ایک اور اور کے دو حصوں کو ہفتے میں باری باری سے ۱۵ منٹ ورل کرنا	اُردو پڑھنا اور نظم خوانی	انشا پردازی	اختیاری مضامین
سوم	حساب تحریری - زبانی	(۱) نقشہ کشی (۲) جغرافیہ باری باری سے	لکھنا اور اِملا دونو جماعتوں کو ملا کر تین دن ہفتہ میں		کتاب سے عبارت نقل کرنا اور انشا پردازی باری باری سے	پڑھنا اور نظم خوانی	
دوم	حساب زبانی - تحریری	جغرافیہ لکھنا اور ہجے باری باری سے	مطالعۂ قدرت دونو جماعتوں کو ملا کر		کتاب سے عبارت نقل کرنا	پڑھنا اور نظم خوانی	
اوّل	حساب زبانی	لکھنا ۴	ہر روز		پڑھنا اور نظم خوانی	پہاڑے ۱۵ - منٹ اعلےٰ فریق کے لئے	

اشارات

۱ مقامی حالات کے مطابق تفریح کے وقت میں بیشی کی جا سکتی ہے +

۲ مدرس ہفتے میں دو دن ہر جماعت کو قریباً بیس بیس منٹ اِملا لکھایا کریگا - جبکہ دوسری جماعت لکھائی کر رہی ہوگی +

۳ ہفتے کے اُن دنوں میں جبکہ مدرس چہارم جماعت کو جغرافیہ پڑھا رہا ہوگا - جماعت سوم نقشہ کشی کریگی اور بالعکس اس کے جماعت چہارم نقشہ کشی کرتی رہیگی - جبکہ جماعت سوم جغرافیہ پڑھ رہی ہوگی +

۴ ان دنوں جبکہ جماعت دوم لکھ رہی ہوگی - نائب مدرس جماعت اول کو لکھنا سکھائیگا +

نوٹ

جن الفاظ کے نیچے خطوط ہیں - ان سے مدرس کے کھڑے ہونے کی جگہ معلوم ہوتی ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Entered in Daily
Signature with Date
17/2/66
Gurukul Kangri Library

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar